سلسلہ اشاعت بعنوان رد غیر مقلدیت (۱۹)

کی اہم ترین کتاب ہدایہ پر کئے جانے والے اعتراضات کے جوابات کا بیش بہا مجموعہ

ہدایہ
علماء کی عدالت میں

مکتبہ شیخ الاسلام
کوسہ ممبرا ضلع تھانہ
۹۳۲۲۴۷۱۰۴۶

فتنہ فرق باطلہ کو سمجھنے اور سمجھانے کیلئے مکتبہ شیخ الاسلام و مکتبہ صفدریہ کی اہم مطبوعات

- جی ہاں! فقہ حنفی قرآن وحدیث کا نچوڑ ہے
- المہند اور اعتراضات کا علمی جائزہ
- فرقہ اہل حدیث پاک و ہند کا تحقیقی جائزہ
- فرقہ جماعت المسلمین کا تحقیقی جائزہ
- فرقہ بریلویت پاک و ہند کا تحقیقی جائزہ
- کنز الایمان کا تحقیقی جائزہ
- صراط مستقیم (برائے خواتین)
- صراط مستقیم کورس (برائے مرد)
- نماز اہل السنۃ والجماعۃ
- نماز اہل السنۃ والجماعۃ "ہندی"
- تراویح کا مسئلہ متنازع نہ بنایا جائے
- اصول مناظرہ
- عقائد اہل السنۃ والجماعۃ
- فضائل اعمال اور اعتراضات کا علمی جائزہ
- رسائل محمن (چار رسائل کا مجموعہ) "ہندی"
- فرقہ اہل حدیث کا مقصد احیاء سنت یا افتراق امت
- فضائل و مسائل قربانی
- ہدایہ علماء کی عدالت میں
- حسام الحرمین کا تحقیقی جائزہ
- خطبات محمن (اول، دوم، سوم)
- ۲۰ رکعت تراویح سنت مؤکدہ ہے
- شادی کی پہلی دس راتیں
- کیا اہل عرب غیر مقلد ہیں؟
- عورتوں اور مردوں کی نماز میں فرق
- کیا مقلد کی نماز غیر مقلد کے پیچھے جائز ہے؟
- چالیس مسئلوں کی چالیس حدیث
- تحفۃ الایضاح فی شرح مقدمہ ابن صلاح
- غیر مقلدین کی غیر مستند نماز
- سوال گندم جواب چنا
- جواب الکذاب
- تبلیغی جماعت اور مشائخ عرب
- ڈاکٹر ذاکر نائیک خیالات و نظریات
- غیر مقلد مناظر کا غیر مقلدیت سے توبہ
- رسائل رد غیر
- سلفی کون حنفی یا غیر مقلد
- غیر مقلدین کا اصلی چہرہ
- حقائق الفقہ بجواب حقیقۃ الفقہ (اول)
- فتاوی عالمگیری پر اعتراضات کے جوابات
- ہم اہل سنت والجماعت کیوں ہیں؟
- دلائل احناف
- بہشتی زیور پر اعتراضات کے جوابات
- مسائل اربعہ غیر مقلد علماء کی نظر میں
- ننگے سر نماز غیر مقلد علماء کی نظر میں
- جرابوں پر مسح غیر مقلد علماء کی نظر میں

MAKTABA SAFDARIYA DEOBAND
Mob:09808452070/8881030568/09322471046
Email:msislam829@gmail.com

وَهُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِيْمُ

ہدایہ علماء کی عدالت میں

مؤلف

مناظر اسلام محقق اہلسنت فخر حنفیت

شیخ الحدیث مولانا حافظ محمد حبیب اللہ ڈیرویؒ

ناشر

مکتبہ شیخ الاسلام کوسہ ممبرا ضلع تھانہ (ممبئی)

فہرست مضامین

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
خواجہ صاحب کی سستی شہرت	۸	سمرہؓ بن جندب سے بدظنی	
خواجہ صاحب کا کرتب نمبر۱	〃	کمال نمبر۳ ۔ سمرہؓ کی کمزور روایت واقعی	۲۱
محمد بن اسحٰق کے بارے میں تعارض		کمال نمبر۴ غلط بیانی	۲۲
خواجہ صاحب کا کرتب نمبر۲	۹	کمال نمبر۵ بخاری شریف کی ایک حدیث	۲۳
خواجہ صاحب کا کرتب نمبر۳، ۴	۱۰	کا ترجمہ غلط عجیب خبط	
خواجہ صاحب کا کرتب نمبر۵	〃	کمال نمبر۶ (بیاسی ۸۲ جنگیں)	۲۴
انکار صحیح حدیث	〃	کمال نمبر۷ شاہ ولی اللہ کی عبارت	۲۵
کرتب نمبر۶ (نواب صدیق حسن خان پر غصہ	۱۲	سمجھنے میں قصور	
کرتب نمبر۷ صحیح حدیث کا انکار	۱۳	کمال نمبر۸ (امام اعظمؒ کی شہادت کا انکار	۲۷
کرتب نمبر۸ عقیدہ سماع موتی کے مسئلہ	۱۵	بغض و حسد کا مظاہرہ	
میں تضاد بیانی		کمال نمبر۹ وہابی گالی ہے بے موقع گوئی ہے	۲۸
کرتب نمبر۹ (ایک لطیفہ کی شکل میں	۱۶	نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سخت قسم کے	۲۹
کرتب نمبر۱۰ ایک جھوٹا حوالہ	۱۷	وہابی تھے (معاذ اللہ)	
کرتب نمبر۱۱ جہالت کا اظہار	۱۸	کمال نمبر۱۰ امام مالکؒ کی طرف غلط نسبت	۳۰
کرتب نمبر۱۲ (جھوٹی نسبت)	۱۹	آمین پوشیدہ کہنا بہتر ہے ۔	۳۱
مولانا محمد اسمٰعیل سلفی کے کمالات	۲۰	کمال نمبر۱۱ (ابن عمرؓ کے اثر کے بارے	〃
کمال نمبر۱ بیٹے کا واقعہ باپ کے ذمہ لگا دیا	〃	میں غلط حوالہ پیش کر دیا)	
کمال نمبر۲ جابر بن سمرہ کے حوالے سے حدیث	〃	کمال نمبر۱۲ (ابن عمرؓ پر بہتان)	۳۲

کمال نمبر۱۳ عشرہ مبشرہؓ کے بارے میں بے بنیاد	۳۴	کمال نمبر۲۳ اشت کا معنی مشرین ہونا ہے	۴۶
دعویٰ و اندھی تقلید		مگر مولانا سلفی نے چھوڑ کر دیا ہے	
کمال نمبر۱۴ پچاس صحابہؓ کے بارے میں	〃	کمال نمبر۲۴ حدیث اِذا قرأ فانصتوا	〃
بے بنیاد دعویٰ		میں خلط ملط	
امام ابوداؤدؒ پر غلط الزام (کمال نمبر۱۵)	〃	کمال نمبر۲۵ مرغی انڈے کی قربانی (صحابہؓ	۴۷
کمال نمبر۱۶ (صحیح حدیث کا انکار)	۳۵	پر الزام)	
حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار	〃	لطیفہ	۴۸
حیات کفار کا اقرار	۳۷	کمال نمبر۲۶ صحابہؓ کے عمل کو بدعت کہنا	۴۹
قبر کے پاس درود و سلام کے سننے	〃	(معاذ اللہ)	
میں بحث و اختلاف نہیں		خواجہ صاحب کے گستاخانہ الفاظ کے کچھ	۵۰
کمال نمبر۱۷ (ابن مسعودؓ تشہیک کرتے	۳۸	اقتباسات	
تھے) بہتان		خواجہ صاحب نے تعلیم و تہذیب مولانا	
کمال نمبر۱۸ (ابن مسعودؓ پر جھوٹے الزامات)	۳۹	سلفی صاحب سے حاصل کی ہے۔	
کمال نمبر۱۹ ایک حدیث کا انکار	۴۱	**باب اوّل**	۵۲
ایک حدیث شریف کو بناوٹی کہنا	〃	خواجہ صاحب کا جھوٹ نمبر۱	۵۳
شیخ الکل کا مشہور صحابی حضرت عتبہؓ بن	۴۳	خواجہ صاحب کا جھوٹ نمبر۲	۵۴
غزوان کو مجہول کہنا (عجیب لطیفہ)		صوم الدھر کا مسئلہ اور بزرگان دین	۵۵
کمال نمبر۲۱ ایک بدترین جھوٹی من گھڑت	〃	ایک رات میں قرآن مجید کا ختم	۶۰
روایت کی نسبت نبی اکرم صلی اللہ علیہ		خواجہ صاحب کا جھوٹ نمبر۳	۶۲
وسلم کی طرف		فقہ حنفی کی کتابوں کا دیکھنا تہجد سے	۶۳
کمال نمبر۲۲ علامہ عینیؒ کی عبارت میں تحریف	۴۴	افضل ہے کی تشریح	

خواجہ صاحب کا جھوٹ نمبر ۴	۶۳
کچھ قرآن پڑھ لینے کے بعد فقہ کا سیکھنا افضل ہے کا مطلب	۶۴
خواجہ صاحب کا جھوٹ نمبر ۵	۶۵
فقہ کا سیکھنا واجب ہے	″
فقہاءؒ و محدثینؒ میں فرق	۶۶
فَلَعْنَةُ رَبِّنَا اَعْدَادَ رَمْلٍ کا مطلب	۶۷
امام اعظمؒ کے گستاخ کا برا حشر	۶۸
جھوٹ نمبر ۶	۷۲
المنخول نامی کتاب امام غزالیؒ کی نہیں	۷۳
امام مہدیؒ و عیسیٰ علیہ السلام حنفی ہوں گے کا مفصل جواب	۷۳
مودودی صاحب کا ذکر	۷۶
خضر علیہ السلام امام ابو حنیفہؒ کے شاگرد تھے کا جواب فتاویٰ شامی سے	″
اِنَّ الھدایۃ کالقرآن کا مفصل جواب	۷۷
مؤلف ہدایہ کا مقام و عظمت	۷۹
محدثین احنافؒ کا کچھ ذکر	۸۳
ہدایہ میں واقع ہونے والی بعض ضعیف روایتوں کا اجمالی ذکر و جواب	۸۵
حفاظ حدیث سے بھی اغلاط کا صدور ہوا ہے	۸۹
حضرت امام بخاریؒ سے بھی اوہام کا صدور ہوا ہے۔	۹۰
عورتوں کی دُبر وطی	۹۵
صحیح بخاری پر عمل کرنے کے بارے میں ایک عجیب لطیفہ	۹۷
موت کی آرزو کرنا	۱۰۱
نعیم بن حماد اور صحیح بخاری	۱۰۳
نعیم اور امام اعظمؒ	۱۱۴
جہمیہ وغیرہ کی مذمت از امام اعظمؒ و صاحبینؒ	″
ایک جھوٹی رام کہانی نعیم بن حماد کی امام اعظمؒ کے متعلق	۱۱۶
نعیم بن حماد کے حالات امام بخاریؒ سے کیسے پوشیدہ رہے	۱۱۸
نعیم بن حماد اور مسئلہ خلق قرآن	۱۲۰
امام احمدؒ کا فتویٰ	۱۲۱
امام ذہلیؒ کا مقام امام احمدؒ کے ہاں اور داؤد ظاہری	″
نعیم بن حماد کا آخری حشر	۱۲۳
امام بخاریؒ کے دوسرے استاد علی بن المدینی کا حال	۱۲۵

امام بخاریؒ اور مسئلہ خلق قرآن	۱۲۶
مجبور النواسی کا ایک عجیب واقعہ	۱۲۸
امام ذہلیؒ کا اپنے شاگرد کے بارے میں مبتدع ہونے کا فتویٰ	۱۲۹
ابو حاتمؒ و ابو زرعہؒ کا امام ذہلیؒ پر اعتماد	۱۳۰
امام ذہلیؒ شیخ البخاری ہیں امام بخاریؒ نے صحیح بخاری میں کئی حدیثیں روایت کی ہیں۔	۱۳۱
امام مسلمؒ نے اپنے شیخ امام ذہلیؒ اور امام بخاریؒ سے کوئی حدیث صحیح مسلم میں روایت نہیں کی۔	۱۳۲
امام بخاریؒ پہ تدلیس کا الزام از حافظ ابن حجرؒ و علامہ ذہبیؒ	۱۳۳
لفظی بالقرآن مخلوق کہنے والے حضرات کا عقیدہ ہے کہ قرآن مقدس کو جنبی و حائضہ و نفاس والی عورت پڑھ سکتے ہیں اور ہاتھ بھی لگا سکتے ہیں (لاحول ولا قوۃ الا باللہ)	۱۳۴
امام بخاریؒ کے دلائل کا جواب	۱۳۵
مولانا عظیم آبادی غیر مقلد کا کمال	۱۴۳
غیر مقلدین حضرات کے امام قاضی شوکانیؒ کے اوہام الخ	۱۴۳
محمد بن اسحٰق کا حال اور شیعہ ثابت ہونے کے دلائل	۱۷۰
تین طلاقیں تین ہوتی ہیں غیر مقلدین حضرات کے بعض علماء کا فتویٰ	۱۷۷
حضرت عمرؓ سے تین طلاق کو تین بنانے سے رجوع کی ایک زبردست جھوٹی روایت	
قاضی شوکانی صاحب کے شیعہ ہونے کا ثبوت	
علامہ وحید الزمان کے اوہام اور صحابہؓ کی توہین و تنقیص	۱۸۶
نواب صاحب کے اوہام	۱۸۹
نواب صاحب کثیر التصانیف کیوں تھے	۱۹۲
نواب صدیق حسن خان صاحب نماز حنفی طریقہ پر پڑھتے تھے [illegible] نہ کرتے تھے آمین بالجہر نہ کہتے تھے۔ سینہ پر ہاتھ نہ باندھتے تھے۔	۱۹۳
مولانا عبد الرحمٰن مبارکپوری کے اوہام	″
المہلب شارح بخاری (ایک عجیب لطیفہ)	۱۹۵

مبارکپوری صاحب حدیث کی کتابوں سے ناواقفیت	۱۸۹	ایک زبردست جھوٹ	۲۲۸
مولانا موصوف کی صحیح بخاری سے ناواقفیت	۲۰۰	تفسیر ابن کثیر کا اردو ترجمہ مولانا جوناگڑھی کا ہے جس میں تحریف سے کام لیا گیا ہے۔	۲۳۰
ابوالقاسم بنارسی اور صحیح بخاری	۲۰۱	شراب حلال ہونے کا جھوٹا الزام	۲۳۱
مولانا مبارکپوری کا حضرت امیر معاویہؓ وحضرت ابوسفیانؓ کے بارے میں تصور	۲۰۲	فقہ حنفی کے بے سند ہونے کا جھوٹا الزام اور اس کا دندان شکن جواب	۲۳۲
مبارکپوری صاحب کی تحریف وخیانت	۲۰۷	خواجہ صاحب کی کارستانیاں	۲۳۳
تحفۃ الاحوذی کا مقام	۲۱۸	صاحب ہدایہ پر الزام کہ وہ ایسی حدیثیں روایت کرتے تھے جن کا نام ونشان حدیث کی کتابوں میں نہیں ملتا تھا۔ دس حدیثوں کا ذکر اور ان کا ثبوت	۲۳۹
مولانا محمد جوناگڑھی کا تشدد	۲۲۳		
مولانا جوناگڑھی کی غلط بیانیاں	۲۲۴		

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمۃ الکتاب

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ۔ اما بعد

برادران اسلام! ہدایہ فقہ حنفی کی معتبر کتابوں میں سے شمار کیا جاتا ہے مگر اس کے خلاف غیر مقلدین حضرات ایک سخت قسم کا جھوٹا پروپیگنڈہ ہمیشہ سے پھیلاتے رہتے ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ اس کے مسائل قرآن وحدیث کے خلاف ہیں۔ علامہ وحیدالزمان غیر مقلد نے اصلاح الہدایہ کے نام سے ہدایہ کے خلاف کتاب لکھی ہے حقیقۃ الفقہ اور تاریخ التقلید وغیرہ کتابوں میں ہدایہ پر اعتراضات کئے گئے ہیں جن کا جواب انشاء اللہ تعالیٰ اس کتاب میں دیا جائے گا۔ حال ہی میں گوجرانوالہ سے ایک رسالہ "ہدایہ عوام کی عدالت میں" شائع کیا گیا ہے جس کے مصنف خواجہ قاسم صاحب ہیں جو مولانا محمد اسمٰعیل صاحب سلفی گوجرانوالہ کے شاگرد ہیں خواجہ صاحب اپنے اس مذکورہ رسالہ کے ص ۹ میں لکھتے ہیں "مجھے اعتراف ہے کہ میں نے جو کچھ لکھا ہے اس میں میری تحقیق کو مطلق دخل نہیں بلکہ یہ سب کچھ ہدایہ کے بین السطور میں لکھا ہے۔ اس کے حاشیہ میں لکھا ہے حافظ ابن حجرؒ کی کتاب الدرایہ فی تخریج الہدایہ میں لکھا ہے" خواجہ صاحب کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ وہ نرے مقلد ہیں اور اندھی تقلید میں سب کچھ لکھ مارا ہے

(لا حول ولا قوۃ الا باللہ)

سستی شہرت

خواجہ صاحب نے دراصل سستی شہرت حاصل کرنے کے لیے یہ کام سرانجام دیا ہے مگر بجائے شہرت کے خواجہ صاحب کے لیے اور ان کی جماعت کے لیے یہ کام ذلت کا سبب بنا ہے خواجہ صاحب کی جہالت آشکارا ہوئی ہے۔ دھوکہ و بددیانتی کا بھانڈا ٹوٹ گیا ہے اور خواجہ صاحب کا جھوٹ اور دجل وفریب عوام کے سامنے ظاہر ہو گیا ہے۔ راقم الحروف نے اسی کتاب کے باب اول میں خواجہ صاحب کے کچھ جھوٹ ذکر کر دیئے ہیں وہاں ملاحظہ کریں۔ اور کچھ یہاں ذکر کئے جاتے ہیں اسی سے خواجہ صاحب کی دیانت و علم کا بھی پتہ چل جائے گا

خواجہ صاحب کا کرتب نمبر ۱

خواجہ صاحب فرماتے ہیں اُن (محمد بن اسحٰق) پر تدلیس کا الزام آتا ہے ورنہ ویسے وہ ثقہ امام ہیں (تین طلاقیں ص۲۱) لیکن خواجہ صاحب تعویذ کے مسئلہ میں ایک حدیث کا جواب دیتے ہوئے عمرو بن شعیب پر جرح نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ "عمرو بن شعیب سے روایت کرنے والے محمد بن اسحٰق کے متعلق حنفیہ کی جرح مشہور ہے کم از کم وہ اس سے استدلال نہیں کر سکتے الخ (تعویذ اور دم ص۱۸تا) حیرانگی اور تعجب کی بات ہے کہ فاتحہ خلف الامام کے مسئلہ میں عمرو بن شعیب اور محمد بن اسحٰق ثقہ ہو جاتے ہیں ان کی حدیث صحیح شمار کی جاتی ہے مگر تعویذ اور دم کے مسئلہ میں ان کی روایت قابل عمل نہیں اس لئے کہ خواجہ صاحب تعویذ کی دوکان نہیں چلا سکے ؎

کھول کر آنکھیں میرے آئینہ گفتار
آنے والے دور کی دھندلی سی اک تصویر دیکھ

کرتب نمبر ۲

خواجہ صاحب فرماتے ہیں: ترمذی میں جو روایت آتی ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی بیٹی زینبؓ ابو العاص بن ربیع کو چھ سال بعد اسلام لانے کے باوجود بلا تجدید نکاح لوٹا دی تھی (باب ماجاء فی الزوجین المشرکین یسلم احدھما) اسی سند (محمد بن اسحٰق کے طریق) سے مروی ہے اس سند کو احمد نے صحیح کہا ہے امام ترمذیؒ نے کہا ہے لیس باسنادہ بأس ابن کثیرؒ نے ارشاد میں کہا ہے ھو حدیث جید قوی (تین طلاقیں ص۲۰)

الجواب

امام ترمذیؒ کی عبارت نقل کرنے میں خواجہ صاحب نے خیانت کا ارتکاب کیا ہے امام ترمذیؒ کی پوری عبارت نقل کی جاتی ہے ملاحظہ ہو۔

ھذا حدیث لیس باسنادہٖ	اس حدیث کی سند میں حرج
بأسٌ ولکن لا نعرف	نہیں لیکن اس حدیث کی وجہ
وجہ الحدیث ولعلّہٗ	(یعنی صحت) ہمیں معلوم نہیں ہو
قد جاء ھذا من قبل داؤد	سکی شاید اس میں خرابی داؤد
بن الحصین من قبل حفظہٖ	بن الحصین کے حافظہ کی وجہ
(ترمذی ص۲۱۴)	سے ہے۔

نیز خواجہ صاحب نے جو حافظ ابن کثیرؒ سے ھُوَ حَدِیْثٌ جَیِّدٌ قَوِیٌّ کے الفاظ نقل کئے ہیں یہ بھی جھوٹ نظر آتے ہیں جیسا کہ تفسیر ابن کثیر ص۲۵۱ ج۴ سے معلوم ہوتا ہے۔ یہ ہے خواجہ صاحب کی دیانتداری۔

؎ ہمیشہ بے بسی میں کچھ سہارے یاد آتے ہیں
سفینہ ہو بھنور میں تو کنارے یاد آتے ہیں

کرتب نمبر ۳

خواجہ صاحب ایک روایت سے استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں "اس سے یہ وہم ہوتا ہے نامعلوم وہ مجہول راوی کیسا ہو گا لیکن تابعین ایسے لوگ نہیں تھے جن کے متعلق بدگمانی کی جا سکے" (تین طلاقیں ص ۳۱)

لیکن خواجہ صاحب آگے چل کر ایک روایت کا جواب یوں عنایت کرتے ہیں "دوسری سند میں نافع بن عجیر راوی مجہول ہے (تین طلاقیں ص ۳۴) حالانکہ یہ نافع بھی تابعی ہے مگر خواجہ صاحب کے چونکہ روایت خلاف ہے اس لئے بدگمانی جائز ہے ؎

گل گئے گلشن گئے جنگل دھتورے رہ گئے
اڑ گئے دانا جہاں سے بے شعورے رہ گئے

کرتب نمبر ۴

خواجہ صاحب فرماتے ہیں "حضرت عائشہؓ کو معراج کے جسمانی ہونے سے انکار تھا تو اس کا کیا کیجئے گا (تعویذ اور دم ص ۱۳)

یہ تو خواجہ صاحب کا ام المومنین پر افتراء ہے یہ محمد بن اسحٰق شیعہ کی جھوٹی و مجہول روایت ہے جو قابل التفات نہیں ؎

نہیں ہے علم ان میں جہل کی مستی کا جھگڑا ہے
یہ باتیں غیر ثابت ہیں زبردستی کا جھگڑا ہے

کرتب نمبر ۵

خواجہ صاحب لکھتے ہیں "عثمانی صاحب کے نزدیک مسند احمد کی یہ روایت بھی قابل اعتراض ہے مَا مِنْ أَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ إِلَّا رَدَّ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَيَّ رُوحِي حَتّٰى أَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ (ج ۲ ص ۵۲۷ تجلیات خالص ج ۴ ص ۱۹)

(جو بھی مجھے سلام کہے گا اللہ تعالیٰ میری روح کو لوٹا دے گا تاکہ میں اُسے سلام کا جواب دوں) یہ روایت ابو داؤدؒ اور بیہقیؒ میں ہے اور بے شک ضعیف ہے تاہم اس سے توحید کو کوئی گزند نہیں پہنچتا (کراچی کا عثمانی مذہب ص ۲۶)

الجواب

خواجہ صاحب نے جو اس حدیث کو بے شک ضعیف ہے کہا ہے یہ جھوٹ ہے بہت سے محدثین کرامؒ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے امام نوویؒ فرماتے ہیں باسناد صحیح (ریاض الصالحین ص ۵۸۵) امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں وھو حدیث جید (فتاوی کبریٰ ص ۳۱۷) وھذا الحدیث علی شرط مسلم (اقتضاء الصراط المستقیم لابن تیمیہ ص ۳۲۳) علامہ ابن عبد الہادیؒ فرماتے ہیں باسناد جید (الصارم المنکی ص ۱۵۵ طبع لاہور) علامہ سبکیؒ فرماتے ہیں کہ بہت سے ائمہ حدیث نے اس حدیث پر اعتماد کیا ہے وھو اعتماد صحیح (القول البدیع ص ۱۶۶) اور یہ اعتماد صحیح ہے۔ حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں صححہ النووی فی الاذکار (تفسیر ابن کثیر ص ۵۱۵) حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں: رواتہ ثقات (فتح الباری پ ۶ ص ۲۷۹) علامہ سخاویؒ فرماتے ہیں وھو صحیح (المقاصد الحسنہ ص ۱۷۰) نواب صدیق حسن خان صاحب غیر مقلد فرماتے ہیں۔ باسناد حسن بل صححہ النووی فی الاذکار وغیرہ (نزل الابرار ص ۱۸۹) علامہ البانی غیر مقلد سلسلۃ الاحادیث الضعیفہ والموضوعہ ص ۲۳۷ میں باسناد حسن لکھتے ہیں اور ص ۲۳۸ میں اس کو صحیح شمار کرتے ہیں اس کے علاوہ اور بھی بہت سے حضرات نے تحسین و تصحیح کی ہے خواجہ صاحب کے استاد محترم لکھتے ہیں حدیث مذکور صحیح ہے اس میں سلام کے وقت رد روح کا ذکر ہے (تحریک آزادی فکر ص ۴۱۱) مزید اس کے لیے تسکین الصدور طبع دوم ص ۲۴۰ تا ص ۲۹۰ ملاحظہ کریں۔ لہٰذا خواجہ صاحب کا بے شک ضعیف

ہے کتنا زبردست جہالت ہے یا محض جھوٹ ہے (لاحول ولا قوۃ الا باللہ) ؎

تو ہی جو ناشناس ادا ہو تو کیا علاج — ان کی نوازشوں میں تو کوئی کمی نہیں

کرتب نمبر ۶

خواجہ صاحب اپنے نواب صدیق حسن خان غیر مقلد (جو ان کے استاد کے ہاں ان کے مذہب کا مجدد بھی ہے دیکھئے حاشیہ مشکوۃ مترجم ص۵ از مولانا محمد اسمٰعیل سلفی صاحب) پر ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے انہیں شرک کا حامی گردانتے ہوئے ان کی کتاب التعویذات پر رد کرتے ہوئے نواب صاحب سے نقل کرتے ہیں "شرجی کے حوالہ سے لکھا ہے ایک بار پاؤں ابن عباسؓ کا سن ہوگیا کہا یا محمد فی الفور کھل گیا۔ ایضاً ص۴۷" یہ حوالہ بے ثبوت ہے (تعویذ اور دم ص۲۰) ابن السنی کے حوالہ سے نواب صاحب نزل الابرار ص۳۷۳ میں ذکر کرتے ہیں کہ کسی شخص کا جو ابن عباسؓ کے پاس موجود تھا پاؤں سن ہو گیا تو حضرت ابن عباسؓ نے اس کو کہا کہ لوگوں میں سے جو تیری طرف زیادہ محبوب ہے اس کو یاد کر تو اس شخص نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو اس کا پاؤں درست ہو گیا۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابن عباسؓ صاحب واقعہ نہیں بلکہ کوئی اور شخص ہے اور یا محمد حرف ندا بھی مذکور نہیں ہوا اس واقعہ کو اس طرح علامہ مناویؒ نے فیض القدیر شرح الجامع الصغیر ص۳۹۹ میں نقل کیا ہے خود نواب صاحب نے کتاب التعویذات ص۴۷ میں اس کی پوری وضاحت کی ہے لیکن اس ندا سے کیفیت صدر بہتر ہے کیونکہ مجاہد نے اس کو بلا ندا روایت کیا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ ابن عباسؓ کی اس روایت کا بالکل انکار کرنا خواجہ صاحب کی نری جہالت اور مخبوط الحواسی ہے۔ خواجہ صاحب نے کتاب التعویذات ص۴۷ کا حوالہ دیا ہے حالانکہ ص۴۷ پہ اور پھر ابن عمرؓ

کی روایت الادب المفرد سے نقل کر کے ابن عمرؓ کے بجائے ترجمہ میں ابن عباسؓ کا ذکر کر دیا ہے پس ان روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لے کر درود پڑھنے سے اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔

کرتب نمبر ۷

خواجہ صاحب نے حدیث "اللہ تعالیٰ نے مٹی پر نبیوں کا جسم کھانا حرام کر دیا ہے" کے متعلق لکھا ہے بلاشبہ یہ حدیث ضعیف ہے (کراچی کا عثمانی مذہب ص۳۱)

الجواب

اس حدیث پر اگرچہ بعض حضرات نے جرح کی ہے مگر وہ صحیح نہیں جمہور محدثین کرامؒ کے ہاں یہ حدیث صحیح ہے۔ اسے بلاشک و شبہ ضعیف کہنا تحکم محض ہے اس حدیث کو مختلف محدثین کرامؒ نے اپنی کتابوں میں روایت کیا ہے ملاحظہ ہو مصنف ابن ابی شیبہ ص۵۱۶ ج۲ ابوداؤد ص۱۵۰ ج۱ دارمی ص۳۰ نسائی ص۱۵۴ ابن ماجہ ص۷۷ مستدرک ص۲۷۸ ج۱ و ص۵۶۰ ج۴ موارد الظمآن ص۱۴۶ سنن کبریٰ بیہقی ص۲۴۹ ج۳ دلائل النبوۃ ص۴۹۷ لابی نعیم مسند احمد ص۸ ج۴ مشکوۃ ص۱۲۰ صحیح ابن خزیمہ صحیح ابن حبان طبرانی۔ دارقطنی ابن ابی عاصم وغیرہا کتب کے اندر یہ حدیث موجود ہے امام حاکمؒ و ذہبیؒ ایک مقام پر علی شرط البخاری اور دوسرے مقام پر علی شرط الشیخین صحیح سمجھتے ہیں حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں وقد صحح هذا الحديث ابن خزيمة وابن حبان والدارقطني والنووي في الاذكار (تفسیر ابن کثیر ص۵۱۴ ج۳) اور امام نوویؒ ریاض الصالحین میں فرماتے ہیں باسناد صحیح علامہ سخاویؒ نے مختلف محدثین کرامؒ سے اس حدیث کی تصحیح نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حافظ عبد الغنیؒ نے اس حدیث کو حسن

کے الفاظ ہیں نیز اس حدیث کو ابن حبان اور امام احمدؒ و حاکمؒ نے نقل کیا ہے اور حاکمؒ و ابن حبانؒ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے (دیکھئے نزل الابرار ص۲ ملخصاً) یہ ہے خواجہ صاحب کا احادیث نبویہ سے انکار اور دعویٰ اہلحدیث ہونے کا۔

بنتے ہو وفادار وفا کر کے دکھاؤ
کہنے کی وفا اور ہے کرنے کی وفا اور

گرتب نمبر ۸

سماع موتیٰ کا عقیدہ غلط ہے بے بنیاد ہے عقل و نقل کے خلاف ہے تجربے اور مشاہدہ کے منافی ہے مگر شرک نہیں ہے (کراچی کا عثمانی مذہب ص۲۳)

الجواب

خواجہ صاحب عجیب مخبوط الحواس آدمی ہیں کبھی تو سماع موتیٰ کو بے بنیاد اور عقل و نقل کے خلاف کہتے ہیں اور کبھی لکھتے ہیں عثمانیوں کے نزدیک جو محدثین اپنی کتابوں (میں) ایسی حدیثیں لائے ہیں جن سے سماع موتیٰ ثابت ہوتا ہے وہ سب مشرک ہیں یا ائمہ کرام اس کے قائل رہے ہیں وہ سب مشرک ہیں ان کے نزدیک میاں نذیر حسین محدث دہلویؒ نواب صدیق الحسنؒ علامہ وحید الزمانؒ سید بدیع الدین مدظلہ بھی مشرک ہیں ان کا جرم صرف اتنا ہے کہ میت سلام سن کر جواب دیتی ہے ان کے نزدیک سید ابو الاعلیٰ مودودیؒ بھی مشرک ہیں اس لیے کہ انہوں نے عقیدہ حیات النبیؐ میں کوئی قطعی فیصلہ نہیں دیا ہے۔ (رسائل مسائل ج ۳ ص۲۳۰ - وفات النبی عثمانی ص۱۴) کراچی کا عثمانی مذہب ص۶۳۔

نیز خواجہ صاحب لکھتے ہیں "اس باب میں وارد ہونے والی کچھ صحیح اور کچھ ضعیف احادیث کو ظاہر پر محمول کر کے متعدد ائمہ حدیث، علمائے سلام کی حد تک قبر کی زندگی کے بارے میں اقوال بیان کئے ہیں مگر بفضلہ تعالیٰ انہوں

صحیح کہا ہے اور منذریؒ نے حسن اور ابن دحیہؒ نے صحیح محفوظ کہا ہے (القول البدیع ص۱۵۶) خطیبؒ بھی اس کی صحت کی طرف مائل ہیں (القول البدیع ص۱۵۶) علامہ ابن قیمؒ فرماتے ہیں جو شخص اس حدیث کی سند میں غور و فکر کرے گا تو اس کو اس کی صحت میں کوئی شک نہیں ہو سکتا کیونکہ اس کے تمام راوی ثقہ ہیں اور مشہور ہیں اور ائمہ محدثینؒ نے اس حدیث کو قبول کیا ہے (جلاء الافہام ص۳۶) علامہ ابن عبد الہادیؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ لان رواتہ کلھم مشھورون بالصدق والامانۃ والثقۃ والعدالۃ ولذالک صححہ جماعۃ من الحفاظ کابی حاتم بن حبان والحافظ عبد الغنی المقدسی وابن دحیۃ وغیرھم (الصارم المنکی ص۲۰۶ طبع لاہور) کیونکہ اس حدیث کے تمام راوی سچائی امانت ثقاہت عدالت کے ساتھ مشہور ہیں اس لئے محدثین کرامؒ کی ایک جماعت نے اس کی تصحیح کی ہے مثل ابن حبانؒ و حافظ عبد الغنی المقدسیؒ و ابن دحیہؒ وغیرہم۔ امام ابن تیمیہؒ اس حدیث کو الحدیث المشہور لکھتے ہیں (قاعدہ جلیلہ ص۳۷) علامہ عینیؒ بھی اس کو صحیح کہتے ہیں (عینی شرح بخاری ج۷ ص۶۹) حافظ ابن حجرؒ بھی صحیح کہتے ہیں (فتح الباری ج۶ ص۳۸) علامہ سیوطیؒ لکھتے ہیں حسن (الجامع الصغیر ص۹۸) علامہ عزیزیؒ لکھتے ہیں قال الشیخ وھو حدیث صحیح (السراج المنیر ج۲ ص۱۴۱) شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ لکھتے ہیں در حدیث صحیح آمدہ است (مدارج النبوۃ ج۲ ص۹۳) علامہ البانی غیر مقلد لکھتے ہیں۔ وھو حدیث صحیح (سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ ج۱ ص۲۳۴) نواب صدیق حسن خان غیر مقلد لکھتے ہیں اس حدیث کو ابو داؤد و نسائی ابن ماجہ نے صحیح سندوں سے روایت کیا ہے بہ اذکار نوویؒ

نے اہل قبور سے کبھی مانگا کچھ نہیں (کراچی کا عثمانی مذہب ص۶۴)

نیز خواجہ صاحب لکھتے ہیں،

"سماع موتی کے متعلق حدیثیں بیان کرنے والے محدثین بھی مشرک اور ان بزرگوں کے بارے میں حسن عقیدت رکھنے والے ہم جیسے نیاز مند بھی مشرک۔ توحید ایک مذاق بن گئی (کراچی کا عثمانی مذہب ص۶۵)

خواجہ صاحب میں اگر کچھ شعور ہوتا تو سماع موتی کے مسئلہ کو غلط اور بے بنیاد دکھتا کیونکہ جب بقول خواجہ صاحب کچھ صحیح اور کچھ ضعیف حدیثیں سماع موتی کی تائید کر رہی ہیں اور محدثین کرامؒ نے اپنی کتابوں میں ایسی حدیثوں کو روایت کیا ہے تو سماع موتی کی بنیاد حدیثیں ہوئیں اور یہ مسئلہ نقل کے مطابق ہوا کیا جو شکوہ خواجہ صاحب نے عثمانی صاحب سے کیا ہے وہ ہم خواجہ صاحب سے کرنے کے مجاز ہو سکتے ہیں۔ خواجہ صاحب یوں لکھتے ہیں "اس فتویٰ بازی اور اہل حدیث اور ائمہ حدیث کے خلاف منافرت پھیلانے کی مہم کا یہ اثر ہے کہ عثمانیوں کی اگلی منزل پرویز ہوتی ہے یہ لوگ آخر کار تمام ذخیرہ احادیث ہی سے باغی اور متنفر ہو کر منکرین حدیث کے گروہ میں پناہ لیتے ہیں الخ (کراچی کا عثمانی مذہب ص۶۵) ؎

تنہا نہیں سے طے جو ہوئیں غم کی منزلیں ۔۔۔ تم بھی قدم قدم پہ شریک سفر رہے

کرتب نمبر ۹

خواجہ صاحب کے لطائف بہت ہیں اگر ان سب کو بیان کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب بن جائے گی خواجہ صاحب کراچی کا عثمانی مذہب ص۷۵ سے ایک حوالہ یوں ذکر کرتے ہیں (مسلم مع شرح بزدوی ج ا ص۳۰) حالانکہ بزدوی مسلم کی شرح کسی نے آج تک نہیں دیکھی ہو گی اور نہ سنی ہو گی اور خواجہ صاحب کراچی کا عثمانی مذہب ص۱۱۹ میں لکھتے ہیں "مگر ابو ذرؓ فرماتے ہیں حضورؐ نے مجھے اذان سکھلائی میں نے اذان دی (الی ان قال) (نسائی)، حالانکہ نسائی ص[illegible] میں یہ واقعہ حضرت ابو ذرؓ کا نہیں

بلکہ یہ واقعہ حضرت ابو محذورہؓ کا ہے جس شخص کی اپنی علمی حالت یہ ہو اور وہ صاحب ہدایہ پر اعتراض کرے نہایت افسوس ہے ؎

تمہاری تہذیب اپنے ہاتھوں سے آپ ہی خود کشی کرے گی
جو شاخ نازک پہ آشیانہ بنائے گا ناپائیدار ہو گا

کرتب نمبر ۱۰

خواجہ صاحب لکھتے ہیں "امام ابو حنیفہؒ کے اکثر اقوال خلاف شرع ہیں تبھی صاحبینؒ نے تین چوتھائی مسائل میں ان سے اختلاف کرنے کی ضرورت محسوس کی ہے (در مختار ج ا) کراچی کا عثمانی مذہب ص۱۰۸

الجواب

امام اعظمؒ کے اکثر اقوال کو خلاف شرع کہنا دنیا کا بدترین جھوٹ ہے جسے خواجہ صاحب جیسے شخص ہی بول سکتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ امام اعظمؒ کا کوئی قول بھی خلاف شرع نہیں۔ دوسرا بدترین جھوٹ خواجہ صاحب نے در مختار جلد اول کے حوالہ سے یہ بولا ہے۔ تبھی صاحبینؒ نے تین چوتھائی مسائل میں ان سے اختلاف کرنے کی ضرورت محسوس کی ہے۔ حالانکہ در مختار میں یہ حوالہ قطعاً موجود نہیں۔ خواجہ صاحب نے یہ جھوٹ بڑے عوام کی عدالت میں کے ص۳ پر یوں بولا ہے "یہ الگ بات ہے کہ امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ نے تین تہائی سے زیادہ مسائل میں امام ابو حنیفہؒ سے اختلاف کیا ہے (در مختار ج ا ص۲۲) حالانکہ در مختار میں اس حوالہ کا نام و نشان تک نہیں ملتا ہے۔ خواجہ صاحب ایسا بیان کر رہے ہیں ؎

مجھے تو ڈھونڈے پر بھی نشان اس کا نہیں ملتا
ذرا آنکھیں ملا کر تم ہی بتلاؤ کہاں ہے دل

کرتب نمبر ۱۱

خواجہ صاحب حضرت عثمانؓ کے خطبہ میں بند ہو جانے والے واقعہ کو بے سروپا قرار دیتے ہوئے محشی کی عربی عبارت نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

ھذہ القصۃ لم تعرف فی کتب الحدیث بل فی کتب الفقہ۔

یہ قصہ حدیث کی کتابوں میں نہیں ملتا صرف فقہ کی کتابوں کو اس کا شرف حاصل ہے (حدایہ عوام کی عدالت میں ص۲۱)

الجواب

یہ قصہ حدیث کی کتابوں میں موجود ہے حافظ ابن حجرؒ علامہ عینی وغیرھما اس کو محدث ثابت بن قاسم کی کتاب کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں اور علامہ سیوطیؒ فرماتے ہیں اخرجہ ابن سعد (تاریخ الخلفاء ص۱۷۳) اس واقعہ کو حضرت ابن سعدؒ نے سند سے بیان کیا ہے اس کی مزید بحث انشاء اللہ تعالی اس کتاب کے حصہ دوم میں آئے گی۔ محشی کی عبارت کا ترجمہ خواجہ صاحب نے غلط کیا ہے صحیح ترجمہ یوں ہے۔ یہ قصہ حدیث کی کتابوں میں معلوم نہیں ہو سکا بلکہ فقہ کی کتابوں میں بھی معلوم نہیں ہو سکا۔ صحیح ترجمہ تو اس طرح تھا مگر خواجہ قاسم صاحب کی جہالت کا اندازہ کیجئے کہ وہ کیا گل کھلا رہے ہیں کیوں گل نہ کھلائیں آخر مولانا محمد اسمٰعیل سلفی صاحب کے شاگرد جو ہوئے۔

> تیری مجلس میں اور ہی گل کھلیں گے
> اگر رنگ یارانِ مجلس یہی ہے

بہر حال خواجہ صاحب محشی وغیر کی اندھی تقلید کر کے صاحب ہدایہ یعنی عظیم ہستی محدث اعظم حافظ الدنیا پر خواہ مخواہ اعتراض کر کے اپنی ذلت اور رسوائی کا سامان دنیا میں مہیا کر رہے ہیں۔

> انہیں ذلتوں کا نہیں کوئی کھٹکا
> جہاں عزتیں تھیں وہاں خواریاں ہیں!

کرتب نمبر ۱۲

خواجہ صاحب لکھتے ہیں (ہدایہ ص۵۴۲) عن ابن عمران النبی صلی اللہ علیہ وسلم قسم للفارس والراجل سھما۔ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سوار اور پیدل ہر دو کے لیے ایک ایک حصہ مقرر فرمایا (ہدایہ عوام کی عدالت میں ص۵)

الجواب

صاحب ہدایہ کے ذمہ خواجہ صاحب نے ایک بدترین جھوٹ کی نسبت کی ہے حالانکہ صاحب ہدایہ نے حدیث اس طرح بیان نہیں کی ملاحظہ ہو۔ وقد روی عن ابن عمران النبی علیہ السلام قسم للفارس سھمین وللراجل سھما۔ اور حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سوار کے لیے دو حصے مقرر کئے ہیں اور پیدل کے لیے ایک خواجہ صاحب نے خط کشیدہ الفاظ کا ترجمہ و عبارت درمیان سے اڑا کر خیانت کا ارتکاب کیا ہے آخر مولانا سلفی کے تلمیذ رشید جو ہوئے

> ستم گر تجھ سے امید کرم ہوگی جنہیں ہوگی
> ہمیں تو دیکھنا ہے کہ تو ظالم کہاں تک ہے

اس حدیث کی تشریح مکمل طور پر حصہ دوم میں انشاء اللہ تعالی کر دی جائے گی۔ خواجہ صاحب کی اور بھی بہت سی باتیں قابل گرفت ہیں جن کا ذکر اس حصہ میں بھی موجود ہے اور آگے دوسرے حصوں میں بھی آئے گا۔

مولانا محمد اسمٰعیل سلفیؒ گوجرانوالہ

محترم ہیں خواجہ صاحب نے ان سے تعلیم حاصل کی ہے اس لیئے مولانا سلفی کے کچھ کمالات بھی بیان کیئے جاتے ہیں تاکہ قارئین محظوظ ہو سکیں۔

کمال نمبر ۱

مولانا سلفیؒ لکھتے ہیں سنن ابوداؤد میں ابو مرثد غنویؓ سے مروی ہے کہ اسلام سے پہلے ان کا تعلق ایک بدکار عورت سے تھا جس کا نام عناق تھا۔ (فتاوی سلفیہ ص۳۰)

الجواب

مولانا سلفی صاحب نے کمال کر دیا کیا اتنی بڑی مشہور کتاب سنن ابوداؤد بھی اطمینان سے وہ نہیں دیکھ سکے کہ اتنی بڑی زبردست غلطی کا شکار ہو گئے ہیں کہ واقعہ مرثد بن ابی مرثد کا ہے یعنی واقعہ بیٹے کا ہے اور ذمہ باپ کے لگا دیا گیا ہے (دیکھئے ابوداؤد ص۲۸۷ ج۱ و ترمذی ص۱۵۱ ج۲ سورۃ النور)

نامہ ہے دلبروں کا ذرا بچ کے کھولنا
آتش بھری ہے اس میں کہیں ہاتھ جل نہ جائیں

کمال نمبر ۲

مولانا سلفی لکھتے ہیں "سماک بن حرب نے سمرہ بن جندبؓ سے دریافت فرمایا کیا آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی (رفاحں) مجلس میں بیٹھا کرتے تھے انہوں نے فرمایا ہاں (الی) (صحیح مسلم ص۲۳۵ ج۱) (فتاوی سلفیہ ص۱۴۲)

الجواب

صحیح مسلم ص۲۳۵ ج۱ میں ہے سماک بن حرب قال قلت لجابر بن

سمرۃ الخ سماک بن حرب فرماتے ہیں میں نے حضرت جابرؓ بن سمرہ سے دریافت کیا۔ یعنی صحابی جابرؓ بن سمرہ کا ذکر ہے لیکن تعجب ہے کہ مولانا سلفی صاحب نے اس کو سمرہ بن جندب بنا دیا ہے۔

قیامت خیز افسانہ ہے پُر دردِ غم میرا
نہ کھلواؤ زباں میری نہ اٹھواؤ قلم میرا

کمال نمبر ۳

مولانا موصوف لکھتے ہیں اور پھر پاؤں چومنے کے یہ دو واقعے صرف آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش آئے باقی صحابہؓ نے آپس میں کبھی ایسا نہیں کیا میری نظر میں تو ایک واقعہ بھی ایسا نہیں جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی صحابی نے دوسرے کے پاؤں چومے ہوں (فتاوی سلفیہ ص۳۶)

الجواب

مولانا موصوف کی نظر میں کوئی خرابی ضرور تھی جس کی بنا پر وہ بار بار چوک جاتی تھی۔ امام بخاریؒ کی مشہور کتاب الادب المفرد ص۱۴۴ ح۹۷۶ میں ہے کہ حضرت صہیبؓ فرماتے ہیں:

رَأَيْتُ عَلِيًّا يُقَبِّلُ يَدَ الْعَبَّاسِ وَرِجْلَيْهِ۔ — میں نے حضرت علیؓ کو دیکھا کہ وہ حضرت عباسؓ کے ہاتھ اور پاؤں چوم رہے تھے

مولانا مبارکپوری صاحب غیر مقلد نے تحفۃ الاحوذی ص۳۰ ج۴ میں بھی اس حوالہ کا ذکر کیا ہے اور خود مولانا سلفی صاحب نے بھی پاؤں چومنے کی بحث میں تحفۃ الاحوذی ص۳۰۰ ج۳ کا حوالہ ایک مرفوع روایت کے سلسلہ میں نقل کیا ہے خدا معلوم اُن کی نظر اس موقوف روایت سے کیوں چوک گئی ہے جبکہ

وہ بھی اسی صفحہ میں موجود تھی ؎

حسرت پہ اُس مسافر بیکس کی روئیے
جو تھک گیا ہو بیٹھ کے منزل کے سامنے

کمال نمبر ۴

حضرت علیؓ فرماتے ہیں:

لَاجُمُعَةَ وَلَاتَشْرِيْقَ	کہ بڑے شہر کے بغیر جمعہ کی نماز
اِلَّافِیْ مِصْرٍجَامِعٍ	اور عید کی نماز واجب نہیں ہوتی

اس کے بارے میں مولانا سلفی صاحب لکھتے ہیں "میں نے اثر علیؓ کے متعلق گذارشات کو طول نہیں دیا امام احمد اسے ضعیف فرمائیں اور ابن حزم اسے صحیح فرمائیں (فتاویٰ سلفیہ ص۹۹)

الجواب

مولانا موصوف کا یہ حوالہ فتاوی علمائے حدیث ص۲۲/۴ میں بھی مذکور ہے لیکن مجھے پڑھ کر نہایت تعجب ہوا کہ مولانا موصوف جاننے کے باوجود حق بات کا اقرار نہیں کرتے جب کہ علامہ البانی غیر مقلد نے سلسلۃ الاحادیث الضعیفہ والموضوعہ ص۳۱۷/۲ میں امام احمدؒ کا قول نقل کرکے اس کو رد کرتے ہوئے فرمایا:

فالسناد صحیح موقوفاً	پس حضرت علیؓ کے اثر کی سند
وصححہ ابن حزم فی	صحیح ہے اور ابن حزمؒ نے معلی میں
المحلی (۵/۵۲)	اس کو صحیح کہا ہے۔

علامہ زیلعیؒ سے مولانا سلفی خود نقل کرتے ہیں "حضرت علیؓ سے موقوفاً یہ اثر ثابت ہے (فتاوی سلفیہ ص۱۰۷) وفتاوی

علمائے حدیث ص۲۲/۴ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں اسنادہ صحیح (الدرایہ ص۲۱۴/۱) کہ اس کی سند صحیح ہے علامہ ابن حزمؒ فرماتے ہیں فعقد صحّ عن علی رضی اللہ عنہ (محلی ص۵۳/۵ بحوالہ حاشیہ نصب الرایہ ص۱۹۵/۲) پس حضرت علیؓ سے یہ روایت صحیح ثابت ہو چکی ہے۔ باقی اس روایت کے مرفوع ہونے کا ثبوت راقم الحروف حصہ دوم میں ذکر کرے گا انشاء اللہ تعالیٰ

؎ ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ
دیتے ہیں یہ دھوکہ بازی گر کھلا

کمال نمبر ۵

مولانا موصوف لکھتے ہیں۔ صحیح بخاری میں ہے عن عقبۃ بن عامر قال صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی قتلی احد بعد ثمان سنین کالمودع للاحیاء والاموات (ص۵۷۸/۲) عقبہ بن عامرؓ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شہدائے احد پر ۸ھ میں نماز پڑھی۔ ایسا سماں تھا جیسے حضرت زندوں اور مردوں کو وداع فرما رہے ہوں۔ یہ حدیث بخاری میں تین جگہ مرقوم ہے کتاب الجنائز میں ایک دفعہ اور کتاب المغازی میں دو دفعہ۔ الفاظ میں بھی معمولی سا اختلاف ہے اس حدیث سے چند امور ظاہر ہیں۔ حضورؐ یہ زیارت ہر سال نہیں فرماتے تھے بلکہ یہ واقعہ صرف ۸ھ میں ہوا (تحریک آزادی فکر ص۲۴۶) اور ص۲۴۷ میں لکھتے ہیں۔ قرین قیاس بھی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ۸ھ میں وداعی دعا فرمائی۔

الجواب

راقم الحروف ابتدائی دور میں مولانا موصوف کے بارے میں پختہ عالم ہونے کا حسن ظن رکھتا تھا لیکن ان کی کتابوں کے مطالعہ کے بعد اس شعر کا مصداق پایا

میں شیخ کی سنتا تھا مریدوں سے بزرگی
جا کے جو دیکھا تو عمامہ کے سوا کچھ ہیچ

صحیح بخاری کی حدیث کے ترجمہ کرنے میں مولانا موصوف نے سخت ٹھوکر کھائی ہے صحیح ترجمہ یوں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہداء احد پر آٹھ سال کے بعد نماز پڑھی چنانچہ بخاری علامہ کے حدیث ص۱۵۵ میں ہے بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آٹھ برس کے بعد پڑھا تھا (ابو سعید محمد شرف الدین) اور مولانا ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد تفسیر ثنائی ص۲۸۸ مطبوعہ ثنائی اکادمی لاہور میں لکھتے ہیں دوسری مشہور جنگ آنحضرت سے شوال ۳ھ میں جس کا نام جنگ اُحد ہے۔ قارئین کرام جب جنگ احد تین ہجری میں ہوئی اور شہداء اُحد اسی سال میں دفن ہوئے اور پھر آٹھ سال کے بعد ان پر نماز پڑھی گئی تو اندازہ یہی ہے کہ یہ ۱۱ھ کی ابتداء میں پڑھی گئی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیوی زندگی کے آخری ایام ہیں لیکن مولانا موصوف بار بار ۸ھ لکھ رہے ہیں خدا معلوم ان کو کیا ہو گیا؟ تھا

لطف پر لطف ہے کہ املاء میں میرے یار کے یار
جا ئے حُطّی سے گدر لکھتا ہے ہائے ہوز سے ہار

کمال نمبر ۶

مولانا موصوف لکھتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی زندگی میں کم و بیش بیاسی جنگیں لڑنا پڑیں (حدیث کی تشریعی اہمیت ص۹۰ المکتبۃ السلفیہ لاہور)

الجواب

راقم الحروف نے آج تک نہ سنا ہے نہ پڑھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیاسی جنگیں لڑی ہیں۔

نہ ملا پر تیرے ناقہ کا پتہ او لیلیٰ
چھان ڈالے تیرے مجنوں نے بیابان کتنے

کمال نمبر ۷

مولانا موصوف لکھتے ہیں:

فشرع لهم جمع التقديم والتاخير كلتيهما ولم يواظب عليه ولم يعزم عليه مثل ما فعل في القصر (رحمة الله ص۱۸/۲۷)	شارع حکیم علیہ السلام نے جمع تقدیم اور تاخیر دونوں کی اجازت دے دی لیکن نہ اس پر ہمیشگی کا حکم دیا نہ اس پر تاکید فرمائی جیسے نماز قصر کے لیے تاکید نہیں فرمائی۔
(تحریک آزادی فکر ص۱۲۵)	

الجواب

راقم الحروف حیران ہے کہ مولانا موصوف ٹھوکریں در ٹھوکریں کیوں کھا رہے ہیں

ٹھوکریں مت کھائیے چلیے سنبھل کر دیکھ کر
چال سب چلتے ہیں لیکن بندہ پرور دیکھ کر

مولانا سلفی صاحب نے خط کشیدہ الفاظ کا ترجمہ صحیح نہیں کیا بلکہ برعکس کر دیا ہے صحیح ترجمہ آخری جملہ کا یوں ہے "جیسے نماز قصر کے لیے تاکید فرمائی" اور اسی باب میں پہلے یہ بات صراحۃً مذکور ہو چکی ہے چنانچہ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ لکھتے ہیں:

ولذلك ايضاً واظب رسول الله صلى الله	اور اس لیے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قصر نماز

علیہ وسلم علی القصر وان جوز الاتمام فی الجملۃ فھو سنۃ مؤکدۃ۔ (حجۃ اللہ صفحہ ۲۲ ج ۲ المکتبۃ السلفیۃ لاہور)

پر مواظبت فرمائی ہے اگرچہ فی الجملہ اتمام نماز کی بھی اجازت دی ہے پس قصر صلوٰۃ سنت مؤکدہ ہے۔

اس عبارت کی موجودگی میں مولانا موصوف کے ترجمہ کے غلط ہونے میں کوئی شبہ باقی نہیں رہتا۔ شاید مولانا موصوف نے مثل ما فعل فی القصر والی عبارت میں ما نافیہ بنا یا ہے حالانکہ یہ ما موصولہ ہے حجۃ اللہ کے کئی تراجم شائع ہو چکے ہیں ان سب میں ہماری تائید موجود ہے مولانا ابوالعلاء محمد اسمٰعیل گودھروی اس عبارت کا ترجمہ یوں کرتے ہیں اور اسی بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان اوقات کی متقدم اور متأخر نمازوں کو جمع کرنا شروع فرما دیا لیکن پھر بھی اس پر آپ نے مواظبت نہیں کی نہ مواظبت کرنے کا حکم دیا اور نہ اس کی تاکید فرمائی جس طرح کہ آپ نے قصر نماز کی مواظبت فرمائی اور اس کی تاکید کی۔ (حجۃ اللہ مترجم صفحہ ۲۸ ج ۲ شیخ غلام علی لاہور)

مولانا عبدالحق حقانی فرماتے ہیں پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے لیے تقدیم و تاخیر کا جمع کرنا مشروع کر دیا لیکن اس پر آپ نے مداومت نہیں کی اور نہ اس پر ایسا حکم فرمایا جیسا آپ نے قصر نماز میں کیا ہے (حجۃ اللہ مترجم صفحہ ۳۴ ج ۲ نور محمد اصح المطابع کراچی)

نیز دیکھئے حجۃ اللہ مترجم صفحہ ۲۱۳ ج ۲ از مولانا عبدالرحیم مرحوم سابق پروفیسر عربی و پشتو و ناظم مکتبہ علوم شرقیہ اسلامیہ کالج پشاور پبلشر قومی کتب خانہ لاہور)

یہ ہے مولانا سلفی کی علمی حالت ؎

آنکھوں والا تیرے جوبن کا تماشا دیکھے
دیدہ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

کمال نمبر ۸

مولانا موصوف لکھتے ہیں لیکن حضرت امام ابوحنیفہؒ کے جیل میں انتقال کی خبر چنداں مؤثق معلوم نہیں ہوتی (الی ان قال) ان حالات میں حضرت امام کی موت کا مسئلہ بصورت قید غور طلب ہے (فتاویٰ سلفیہ صفحہ ۱۴۳)

الجواب

حضرت امام اعظم شہیدؒ کی شہادت کے واقعہ جیل میں ہونے پر متواتر روایتیں موجود ہیں اس واقعہ کا انکار کرنا دراصل امام اعظمؒ کے مجاہدانہ کارنامے اور شہادت کا انکار کر کے اپنے پوشیدہ بغض و حسد کا اظہار کرنا ہے امام اعظمؒ کے مشہور مخالف علامہ خطیب بغدادیؒ رقمطراز ہیں۔ والصحیح انہ توفی و ھو فی السجن (تاریخ بغداد صفحہ ۳۲۹ ج ۱۳) اور صحیح روایت یہی ہے کہ امام اعظمؒ کی وفات جیل میں ہی ہوئی ہے۔ حافظ عبداللہ صاحب روپڑی غیر مقلد تحریر فرماتے ہیں منصور کو جب ۱۵۰ھ تک کی مسلسل کوشش سے ناکامی اور ناامیدی ہو چکی تو اس نے اپنی ضد و عناد و ھرمی کی وجہ سے بے خبری میں زہر دلوا دیا چنانچہ امام صاحبؒ کے شاگرد کا قول بلفظہ یہ ہے ثم سقاہ فمات وذالک فی سنۃ خمسین و مائۃ وولد سبعون سنۃ (تاریخ بغداد) منصور نے زہر دلوا دیا پس آپؒ ۱۵۰ھ میں شہید ہوئے اس وقت آپؒ کی عمر ستر سال کی تھی آپؒ کی پیدائش ۸۰ھ ہے۔

زہر کا اثر جب آپ کو معلوم ہوا اور شہادت یقینی ہو گئی تو دوگانہ شکر ادا کیا کہ مولیٰ کریم جیسے تو نے مجھے اپنے فضل سے راہ حق میں مشکلات و مصائب برداشت کرنے کی توفیق بخشی ہے ویسے ہی ان کو بھی قبول فرما لیجئے۔ رضی اللہ عنہ۔ غرضیکہ منصور کی قید سے

آپ اس وقت رہا ہوئے جب کہ روح جسم کی قید سے آزاد ہوئی

شعر: صداقت کے بیان کرنے سے مومن رک نہیں سکتا
اتر سکتا ہے سر خوددار کا پر جھک نہیں سکتا

(حکومت اور علماء ربانی ص۲۹ ناشر مکتبہ نذیریہ لاہور) فلہذا امام اعظمؒ کی شان گھٹانے سے ہرگز گھٹ نہیں سکتی البتہ بغض و حسد رکھنے والا خود ہی رسوا و شرمندہ ہوگا۔

شعر: نکلنا خلد سے آدم کا سنتے آئے ہیں لیکن
بہت بے آبرو ہو کر تیرے کوچے سے ہم نکلے

کمال نمبر ۹

مولانا موصوف لکھتے ہیں اس مسلک کے لیے "وہابیت" کا عنوان بڑا جھوٹ ہے وہابیوں کا مرکز نجد اور حجاز ہے لیکن وہ لوگ اکثر حنبلی ہیں خال خال ان میں سلفی بھی ہیں (الی ان قال) تعجب ہے آج کل کے بعض اکابر علماء دیوبند بھی اس لقب کا استعمال میں غلط بیانی سے نہیں ڈرتے۔ بریلوی انہیں وہابی کہتے ہیں وہ اس کا انتقام اہلحدیث سے لیتے ہیں۔ (تحریک آزادی فکر ص۱۰۱ تا ص۱۰۲) نیز مولانا موصوف **وہابی** کا عنوان قائم کرتے ہوئے لکھتے ہیں مدیر رضوان نے اس حصر لغز کے لیے وہابی کا لقب اہل حق کے لیے اختیار کیا ہے اللہ کا شکر ہے کہ اس سب و شتم کا دھارا خود بخود ہی کسی اور طرف پھر گیا ہے اور اہل حق اس بے ہودہ گوئی سے محفوظ ہو گئے (فتاویٰ سلفیہ ص۱۳۱ و تحریک آزادی فکر ص۲۰۲) ۔ مولانا سلفی کی ان تحریرات سے ثابت ہوا کہ وہ وہابی کے لفظ کو اہلحدیث کے حق میں سب و شتم اور بے ہودہ گوئی سے تعبیر کرتے ہیں مگر اس ظالم نے خدا کے خوف سے بے نیاز ہو کر یہی لفظ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کے متعلق استعمال کیا ہے چنانچہ لکھتے ہیں مولانا۔ معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فداہ ابی و امی سخت قسم کے وہابی تھے (فتاویٰ سلفیہ ص۱۳۶ و تحریک آزادی فکر ص۲۹۵) (لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہابی کہنے والے بہت بڑے بے وقوف ہیں

فتاویٰ علمائے حدیث ص۱۳۹ ج۹ میں ہے۔

سوال:۔ ہمارے ہاں کچھ لوگ ایسے پیدا ہو گئے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی وہابی کہتے ہیں کیا ایسا کہنا جائز ہے (مستری محمد یوسف گوردوچک)

جواب

ایسے لوگ بہت ہی بے وقوف ہیں اگر وہابی کا معنی عبدالوہاب نجدی کے پیرو ہوں تو اس کا حضورؐ کے زمانہ میں نام و نشان بھی نہ تھا اگر وہابی سے مقصد بے دین ہو تو کتنی بڑی جہالت ہے اور اگر وہابی کے معنی وہاب والا یا اللہ والا لیے جائیں تب بھی موزوں نہیں حضورؐ کو بعض کفار صابی کہا کرتے تھے جس سے ان کا مقصد لا مذہب ہوتا تھا مگر کیا کوئی مسلمان بھی ایسا کہہ سکتا ہے حضورؐ کے زمانہ میں کوئی فرقہ نہیں تھا نہ پارٹی بازی اور گروہ بندی تھی سب مسلمان مومن کہلاتے تھے اور قرآن و حدیث کے سوا کچھ نہ مانتے تھے۔ (اخبار اہلحدیث سوہدرہ جلد ۱۲ شمارہ ۵)

شعر: چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

کمال نمبر ۱۰

مولانا موصوف لکھتے ہیں "جن نمازوں میں قراءت آواز سے کی جاتی ہے ان میں جب سورہ فاتحہ ختم کرے تو امام اور مقتدی دونوں آمین کہیں یہی جمہور اہل علم کا مذہب ہے امام مالکؒ امام احمدؒ امام شافعیؒ کا مذہب ہے کہ آمین آواز سے کہے امام ابوحنیفہؒ کا خیال ہے آمین آہستہ کہے امام محمدؒ کا بھی یہی قول ہے (رسول اکرم کی نماز ص۶۳)

الجواب

مولانا موصوف یا تو بے علمی کی وجہ سے ایسی باتیں کر رہے ہیں یا خدا کا خوف دل سے اٹھ چکا ہے جس کی وجہ سے غلط بیانی سے باز نہیں آتے حالانکہ امام مالکؒ صراحۃً فرماتے ہیں مقتدی پوشیدہ طور پر آمین کہیں اور امام بالکل آمین نہ کہے اور منفرد اگر آمین کہے تو کوئی حرج نہیں دیکھئے (مدونہ کبریٰ ص۷۱ ج۱ طبع مصر ۱۳۲۳ھ) راقم الحروف نے اس کی اصل عربی عبارت اظہار التحسین فی اخفاء التامین میں ذکر کر دی ہے۔ امام نوویؒ شرح مہذب ص۳۷۳ ج۳ میں فرماتے ہیں کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ اور امام سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں کہ مقتدی آمین پوشیدہ طور پر کہیں اور اسی طرح امام مالکؒ نے فرمایا ہے کہ مقتدی آمین پوشیدہ طور پر کہیں اور ان سے امام اور منفرد کے بارے میں دو روایتیں منقول ہیں ایک یہ کہ پوشیدہ طور پر کہیں اور دوسری یہ کہ بالکل نہ کہیں۔ اس کی وضاحت کے لیے اظہار التحسین کا ص۲۸ ملاحظہ کریں امام شافعیؒ کا جدید اور آخری قول یہ ہے کہ مقتدی آمین آہستہ کہیں جہر پسندیدہ نہیں دیکھیے کتاب الام ص۹۵ ج۱ و مختصر المزنی ص۱۴ ج۱ مزید وضاحت کے لیے اظہار التحسین ص۲۲ و ص۲۳ کا مطالعہ کریں علامہ ناصر الدین البانی غیر مقلد فرماتے ہیں۔

فانہ اقرب الی الصواب — پس زیادہ بہتر اس مسئلہ میں

فی ہذہ المسئلۃ ما ذہب — امام شافعیؒ کا مذہب ہے کہ

الیہ الشافعی ان یجہر الامام — امام آمین جہر سے کہے لیکن مقتدی

دون المؤتمین واللہ اعلم — آمین آواز سے نہ کہیں واللہ اعلم

(سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ ص۳۶۸ ج۲)

پس مولانا سلفی نے غلط بیانی کر کے کوئی اچھا طریقہ اختیار نہیں کیا اللہ تعالیٰ ان کو معاف فرمائے)

ع ان کو سعی بے کار کا مزہ آیا
کامیابی انہیں مگر نہ ہوئی

کمال نمبر ۱۱

حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمرؓ کو تکبیر افتتاح کے سوا رفع یدین کرتے نہیں دیکھا (ابن ابی شیبہ طحاوی) مولانا سلفی صاحب لکھتے ہیں عبداللہ بن عمرؓ کے اثر کو حافظ عینی صحیح فرماتے ہیں مگر حافظ ابن حجرؒ نے اس کا ذکر کر کے بحوالہ خلافیات امام بیہقی فرمایا ہو مقلوب موضوع (اس کے الفاظ مقلوب ہیں اور یہ اثر موضوع ہے) تلخیص ص۸۳ (رسول اکرم کی نماز ص۹۵)

الجواب

مولانا سلفی صاحب بہت بڑے عجیب آدمی ہیں میری تہذیب و تعلیم میرے لیے مانع ہے کہ میں ان کو کسی غلط لقب سے یاد کروں۔

میں اس سے اعراض کرتے ہوئے عرض کرتا ہوں کہ حافظ ابن حجرؒ نے حضرت ابن عمرؓ کے اثر کے متعلق اپنی کسی کتاب میں بھی یہ الفاظ نہیں لکھے جو مولانا سلفی نے ان سے تلخیص ص۸۳ کے حوالے سے رقم فرمائے ہیں البتہ تلخیص الحبیر ص۲۲۳ ج۱ میں حافظ ابن حجرؒ نے ابن عمرؓ سے ایک مرفوع روایت کے بارے

میں یہ الفاظ لکھے ہیں ملاحظہ ہو۔

وفی الباب عن ابن عمر کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یرفع یدیہ اذا افتتح الصلوٰۃ ثم لا یعود رواہ البیہقی فی الخلافیات وھو مقلوب۔	اور اس باب میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابتداء نماز میں رفع یدین کرتے تھے پھر نہ لوٹتے تھے بیہقیؒ نے اس کو خلافیات میں روایت کیا ہے اور یہ مقلوب و موضوع ہے۔

قارئین کرام آپ نے اچھی طرح اندازہ کر لیا ہوگا کہ بات چل رہی تھی حضرت ابن عمرؓ کے اثر (یعنی ان کے اپنے عمل) کی لیکن مولانا سلفی نے جو ان کی مرفوع روایت خلافیات بیہقی سے مروی تھی اور اس پر جرح تھی اس کو اثر پر فٹ کر دیا (لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم) لیکن انہوں نے اس بات کی پرواہ نہ کی کہ آخر تعاقب کرنے والے بھی تو دنیا میں موجود ہوا کرتے ہیں

؎ وہ آگے آگے وصل کا اقرار ساتھ ساتھ
میں پیچھے پیچھے سر پہ ہوں بستر لئے ہوئے

خلافیات بیہقی کی یہ روایت اور اس پر بحث راقم الحروف نے نور الصباح ص۷۱ تا ص۶۳ میں کر دی ہے۔

کمال نمبر ۱۲

مولانا موصوف لکھتے ہیں "انہوں نے نسخ (رفع یدین) کے متعلق دو اثر ذکر فرمائے ہیں ایک حضرت علیؓ کا دوسرا عبداللہ بن عمرؓ کا (معانی الآثار ص۱۳۲

عینی ص۳ مرقاۃ ص۲۵۵ ج۲ طبع جدید) تیسرا اثر حافظ بدرالدین عینیؒ نے عبداللہ بن زبیرؓ سے بلا حوالہ ذکر فرمایا (رسول اکرم کی نماز ص۵۸) اس کے بعد مولانا موصوف نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے اثر کا ذکر کیا جس کی عبارت بلفظہٖ کمال ۱۱ کے تحت گزر چکی ہے پھر متصلاً اس کے بعد لکھتے ہیں "باقی آثار کو بھی موضوع فرمایا (رسول اکرم کی نماز ص۵۹)

الجواب

مولانا موصوف کی عبارت سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ حافظ ابن حجرؒ نے حضرت علیؓ کے اثر کو بھی موضوع فرمایا حالانکہ یہ سخت قسم کی غلط بیانی ہے خود حافظ صاحبؒ فرماتے ہیں۔

واخرج الطحاوی من طریق عاصم بن کلیب عن ابیہ ان علیاً کان یرفع یدیہ فی اول تکبیرۃ من الصلوٰۃ ثم لا یعود ورجالہ ثقات۔ (الدرایہ ص۱۱۳)	اور امام طحاویؒ نے عاصم بن کلیب عن ابیہ کے طریق سے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت علیؓ ابتداء میں رفع یدین کرتے تھے پھر نہ لوٹتے تھے اس اثر کے تمام راوی ثقہ و معتبر ہیں۔

قارئین کرام! اسے کہتے ہیں چوری اور پھر سینہ زوری۔ حافظ صاحبؒ تو اس کے تمام راوی ثقہ (معتبر) قرار دیتے ہیں مگر مولانا سلفی صاحب ان سے اس اثر کا موضوع ہونا نقل کرتے ہیں۔

؎ ستم ظریف نہ سمجھو کہ بے زباں ہیں ہم
ہے بات یوں کہ ہم کرتے نہیں گلہ تم سے

کمال نمبر ۱۳

مولانا موصوف نے عشرہ مبشرہؓ سے رفع یدین کرنے کا دعویٰ بھی بار بار دھرایا ہے۔ دیکھئے رسول اکرم کی نماز ص۵۲ وص۵۴ وص۵۵

الجواب

مولانا موصوف نے کسی کی اندھی تقلید کی ہے ورنہ اس بے بنیاد دعویٰ کی کچھ بھی حقیقت نہیں جیسا کہ راقم الحروف نے نور الصباح ص۲۵ وص۲۴۲ میں اس کی وضاحت کر دی ہے۔ غلط بیانی کر کے رعب جمانا اچھا نہیں۔

؎ چمن کے رنگ و بو نے اس قدر دھوکہ دیا مجھ کو
کہ میں نے ذوق گل بوسی میں کانٹوں پر زبان رکھ دی

کمال نمبر ۱۴

مولانا موصوف لکھتے ہیں" اس کے علاوہ رفع الیدین کی حدیث قریباً پچاس صحابہؓ سے مروی ہے (رسول اکرم کی نماز ص۵۶)

الجواب

یہ دعویٰ بھی بے بنیاد اور اندھی تقلید کے باعث ہوا ہے۔

؎ تسلی دے رہے ہیں دل کے بہلانے کی باتیں ہیں
نگاہیں صاف کہتی ہیں مکر جانے کی باتیں ہیں

کمال نمبر ۱۵

تکبیرات عیدین کے بارے میں مولانا موصوف لکھتے ہیں" دوسرا طریق عبداللہ بن مسعودؓ سے مرفوعاً مروی ہے کہ پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ اور تکبیر رکوع سمیت پانچ تکبیرات کہے پھر قراءت کے بعد رکوع کرے دوسری رکعت میں پہلے قراءۃ کرے پھر تکبیر رکوع سمیت چار تکبیرات کہے۔ سنن ابی داؤد (رسول اکرم کی نماز ص۶۴)

الجواب

یہ روایت ابوداؤد میں ہرگز نہیں ہے مولانا کا دماغ چکر کھا گیا ہے۔

؎ جب وہ آئے تو ساقی کے ہوش کچھ ایسے اڑے
کہ شراب سیخ پر ڈالی کباب شیشے میں

کمال نمبر ۱۶

حدیث (اَلْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِهِمْ یُصَلُّوْنَ) کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں نمازیں پڑھتے ہیں مولانا موصوف نے اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد اس پر یوں جرح فرمائی ہے اس حدیث کی سند میں حسن بن قتیبہ خزاعی ہے الخ (تحریک آزادی فکر ص۵۰)

مولانا سلفی صاحب نے نامعلوم یہ دھوکہ کیوں دیا ہے جبکہ اس حدیث کا دار و مدار حسن بن قتیبہ پر نہیں بلکہ دوسری سند بھی ہے جس میں یہ راوی نہیں اور وہ محدثین کرامؒ کے ہاں صحیح ہے اور اس کا مولانا موصوف نے ذکر تک نہیں کیا۔ (لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم) چند حوالے ملاحظہ ہوں تاکہ مولانا موصوف کی دیانت کا اندازہ لگایا جا سکے۔

(۱) علامہ سخاویؒ القول البدیع ص۱۶۷ میں اس کے راویوں کی توثیق نقل کرتے ہوئے امام بیہقیؒ سے اس کی تصحیح نقل کرتے ہیں۔

(۲) حافظ ابن حجرؒ بھی امام بیہقیؒ سے اس کی تصحیح نقل کرتے ہیں (فتح الباری ج۶ ص۳۵۲)

(۳) حافظ ابن حجرؒ کے استاذ علامہ ہیثمیؒ فرماتے ہیں رجال ابی یعلی ثقات (مجمع الزوائد ج۸ ص۲۱۱) مسند ابو یعلی کے تمام راوی معتبر ہیں۔

(۴) علامہ عبدالرؤف مناویؒ فرماتے ہیں لما صح ان الانبیاء احیاءٌ فی قبورهم (فیض القدیر شرح الجامع الصغیر ص۲۷۶) اس لئے

کہ حدیث انبیاء (علیہم السلام) اپنی قبروں میں زندہ ہیں صحیح ہے نیز فرماتے ہیں وھو حدیث صحیح (فیض القدیر ص ۱۸۴/ ج ۳) اور یہ حدیث صحیح ہے۔

(۵) علامہ عزیزیؒ فرماتے ہیں وھو حدیث صحیح (السراج المنیر ص ۲۵۶/ ج ۲)

(۶) علامہ سیوطیؒ فرماتے ہیں (رعا) عن انس (رح) (الجامع الصغیر ص ۱۲۳/ ج ۱) یہ حدیث مسند ابو یعلیٰ میں حضرت انسؓ سے مروی ہے حسن درجہ کی ہے۔

(۷) ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں۔ صح خبر الانبیاء احیاء فی قبورھم (مرقاۃ ص ۲۱۲/ ج ۲) حدیث انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں صحیح ہے۔

(۸) شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں۔ ابو یعلیٰ بنقل ثقات از روایت انس بن مالک آوردہ الخ (مدارج النبوۃ ص ۲۴۷/ ج ۲، وجذب القلوب ص ۱۸۰ بحوالہ تسکین الصدور)۔

(۹) قاضی شوکانی صاحب غیر مقلد فرماتے ہیں لما صح ان الانبیاء احیاء فی قبورھم (تحفۃ الذاکرین شرح حصن حصین ص ۲۸) اس لیے کہ صحیح حدیث ہے کہ بے شک انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور قاضی صاحب نیل الاوطار ص ۲۶۴/ ج ۳ میں لکھتے ہیں:

وقد ثبت فی الحدیث	حدیث انبیاء علیہم السلام
ان الانبیاء احیاءٌ	اپنی قبروں میں زندہ ہیں بے شک
فی قبورھم رواہ	صحیح ہے علامہ منذریؒ نے
المنذری وصححہٗ	اس کو روایت کیا ہے اور
البیہقی۔	امام بیہقیؒ نے اس کی تصحیح کی ہے

(۱۰) مولانا حافظ محمد گوندلوی فرماتے ہیں۔

جواب انبیاء علیہم السلام عالم برزخ میں زندہ ہیں یہ زندگی برزخی ہے نہ کہ دنیوی انبیاء علیہم السلام برزخ میں زندہ بلکہ سب لوگ زندہ ہیں اسی لیے وہاں تعلیم (لفظ صحیح تنعیم ہے حافظ حبیب اللہ) اور تعذیب کی صورت ہے۔ حدیث الانبیاء احیاءٌ فی قبورھم یصلون حافظ ابن حجر نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے (فتح الباری) اور علامہ ذہبیؒ نے اس کو منکر قرار دیا ہے۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نماز پڑھنے کی روایت کا تعلق بھی عالم برزخ سے ہے نہ کہ دنیا سے اور یہ حدیث مسلم میں ہے اور قبر کے پاس درود پڑھنے سے آپ سنتے ہیں اس حدیث کو حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں لکھا ہے (کہ) اس کی سند جید ہے۔ مگر اس میں ایک راوی عبدالرحمٰن بن اعرج ہے جو مجہول الحال ہے مگر درود کے قبر کے پاس سننے میں بحث نہیں (مولانا حافظ محمد گوندلوی الاعتصام جلد ۲ شمارہ ۸) فتاویٰ علمائے حدیث ص ۱۲۵ تا ص ۱۲۶/ ج ۹)

(۱۱) علامہ ناصر الدین البانی غیر مقلد نے سلسلۃ الاحادیث الضعیفہ والموضوعہ ص ۳۶۹ میں اس حدیث کو ضعیف قرار دیا تھا لیکن اس کے ص ۵۷۰/ ج ۱ میں عنوان قائم کیا ہے۔ الاحادیث الصحیحہ مرتبہ علی الحروف (یعنی صحیح حدیثوں کا ذکر حروف تہجی کے اعتبار و ترتیب سے) پھر اس کے تحت حدیث۔ الانبیاء احیاء فی قبورھم ذکر کی ہے پھر اس کے نیچے ۳ کے تحت لکھتے ہیں:

تنبیہ: ھذا الحدیث	یہ حدیث میں نے وہاں ذکر
ذکرت ھناک اسنادہ	کرکے کہا تھا کہ ضعیف ہے
ضعیف ثم تبین لی	پھر مجھے معلوم ہوا کہ یہ حدیث
انہ صحیح فلذالک خرجتہٗ	صحیح ہے اس لیے میں نے

في الكتاب الآخر (۲۲۲) و	دوسری کتاب کے ص۲۲۳ میں ذکر
ذكرت هذا الذي حملني	کرکے اس کی وجہ بتائی ہے ضعیف
على تضعيفه ثم تصحيحه	کہنے کی پھر صحیح کہنے کی الحمد للہ
فالحمد لله على هدايته۔	کہ مجھے ہدایت نصیب ہوئی۔

(۱۲) علامہ ذہبیؒ نے اس حدیث کے راوی حجاج بن الاسود کو مجہول کہا ہے دیکھئے (میزان الاعتدال) شاید پہلے اسی وجہ سے علامہ البانی کو بھی دھوکہ لگا ہو لیکن بعد میں علامہ ذہبیؒ نے اس سے رجوع کر لیا ہے چنانچہ تلخیص مستدرک ص۲۳۲ ج۴ میں حجاج بن الاسود کی حدیث کو صحیح قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں (قلت) حجاج ثقة (میں ذہبی کہتا ہوں) حجاج ثقہ (معتبر) راوی ہے۔ کاش مولانا سلفی کو بھی اس کا علم ہوتا تو وہ اس حدیث کو ضعیف قرار نہ دیتے۔

؎ یہ سسکتی ہوئی راتیں یہ بلکتے ہوئے منظر
ہم بھی لے ساقی گلفام کہاں تک پہنچے

کمال نمبر ۱۷

مولانا موصوف لکھتے ہیں۔ عبداللہ بن مسعودؓ رکوع میں تشبیک کے قائل تھے حالانکہ سنت صحیحہ اس کے خلاف ہے (ترمذی وغیرہ) (فتاوی سلفیہ ص)

الجواب

یہ حضرت عبداللہ بن مسعود پر بہتان ہے وہ تشبیک کے قائل ہرگز نہ تھے بلکہ وہ تطبیق کے قائل تھے مولانا موصوف کو تشبیک اور تطبیق کا فرق معلوم نہ تھا ورنہ وہ ایسی بات ہرگز نہ کرتے تشبیک کا معنی ہے ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کرنا اور تطبیق کا معنی ہے دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو ملا کر رکوع کی حالت میں رانوں کے درمیان رکھنا۔ مولانا موصوف

کے بعض شاگرد بھی حضرت ابن مسعودؓ کی طرف تشبیک کی نسبت کرتے ہیں چنانچہ مولانا خالد صاحب گھرجاکھی لکھتے ہیں حضرت ابن مسعود کا نماز میں تشبیک کرنا۔
(فضائل الحدیث ص)

نوٹ: حضرت ابن مسعودؓ کا تطبیق کرنا حدیث کی بنیاد پر تھا بعد میں تطبیق منسوخ ہوئی پھر دوبارہ تطبیق کا حکم ہوا پھر منسوخ ہوئی دیکھئے صحیح ابو عوانہ ص۱۷۶ ج۲ تطبیق کو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ لازم و ضروری نہیں جانتے تھے بلکہ گھٹنوں پر ہاتھ رکھنے کی بھی اجازت دیتے تھے چنانچہ مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۵۱ ج۱ مطبوعہ حیدرآباد دکن میں رکوع اور سجدہ کے متعلق مرقوم ہے

عن ابن مسعود	حضرت ابن مسعودؓ سے روایت
قال اذا مكن الرجل	ہے کہ آپ نے فرمایا جب
يديه من	مرد اپنے گھٹنوں کو اپنے
ركبتيه والارض	ہاتھوں سے پکڑ لے اور پیشانی کو
من جبهته فقد	زمین پر لگالے پس یہ اس شخص
اجزأه۔	کو رکوع و سجود سے کفایت کرتا ہے

اور تطبیق کی اجازت حضرت علیؓ سے بھی منقول ہے دیکھئے ابن ابی شیبہ و نور الصباح فی ترک رفع الیدین بعد الافتتاح۔ پس مولانا موصوف کا حضرت ابن مسعودؓ کی طرف تشبیک کی نسبت کرنا صحیح نہیں ہے

میں بھی منہ میں زبان رکھتا ہوں
کاش پوچھو کہ مدعا کیا ہے

کمال نمبر ۱۸

مولانا موصوف لکھتے ہیں۔ اثر علیؓ بصورت ثبوت بھی امر کی حقیقت

صحابہؓ کے بعض تفردات کی ہوگی جیسے عبد اللہ بن مسعودؓ کی تشکیک یا فاتحہ اور معوذتین کے متعلق قرآن سے علیحدگی کا خیال (فتاویٰ سلفیہ ص ۹۶)

الجواب

مولانا موصوف کا ان چیزوں کی نسبت عبد اللہ بن مسعود کی طرف کرنا خالص بہتان ہے معوذتین اور فاتحہ کے قرآن میں سے ہونے پر تمام صحابہؓ و تابعینؒ بلکہ تمام امت مسلمہ کا اجماع ہے فلہذا ایسی نسبت حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ جیسے معزز صحابی کی طرف کرنا سوء ادبی ہے اور اس کی تردید راقم الحروف نے نور الصباح ص ۱۳۳ تا ص ۱۴۱ میں کر دی ہے۔ مزید ایک حوالہ اور ملا ہے وہ بھی ملاحظہ کر لیں کنز العمال ص ۵۳۳ ج ۱ (۲۷۴۳) میں ہے۔

استکثروا من السورتین یبلغکم اللہ بهما فی الآخرة المعوذتین ینوران القبر ویطردان الشیطان ویزیدان فی الحسنات والدرجات ویثقلان فی المیزان ویدلان صاحبهما الی الجنة ۔	حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ دو سورتوں کو زیادہ پڑھا کرو ان کے سبب اللہ تعالیٰ تمہیں آخرۃ (جنت) میں پہنچائے گا وہ دو سورتیں معوذتین ہیں قبر میں روشنی پیدا کرتی ہیں شیطان کو دفع کرتی ہیں نیکیوں اور درجات میں بڑھاتی ہیں ترازو میں وزنی ہیں اور اپنے پڑھنے والوں کو جنت کی راہ دکھاتی ہیں۔

(الدیلمی عن ابن مسعود)

قریب ہے یارو روزِ محشر چھپے گا کشتوں کا خون کیونکر
جو چپ رہے گی زبان خنجر لہو پکارے گا آستین کا

کمال نمبر ۱۹

مولانا موصوف لکھتے ہیں۔ جہاں تک ان اللہ حرم علی الارض ان تأکل اجساد الانبیاء حدیث کا تعلق ہے وہ صرف تین سندوں سے مروی ہے اور تینوں مخدوش ہیں (تحریک آزادی فکر ص ۲۰۹)

الجواب

یہ حدیث بالکل صحیح ہے اس کی وضاحت پہلے ہو چکی ہے دیکھئے خواجہ صاحب کے کرتب ۱۰ کے تحت

کمال نمبر ۲۰

مولانا موصوف لکھتے ہیں۔ اسی طرح کی ایک اور روایت اہل بدعت نے اور گھڑی ہے اعینونی یا عباد اللہ۔ اللہ کے بندو میری مدد کرو۔ یہ الفاظ بھی کسی صحیح حدیث میں نہیں ملے۔ ابو یعلیٰ طبرانی وغیرہ میں الفاظ قریب قریب اس طرح مرقوم ہیں اذا انفلتت دابة احدکم بارض فلاة فلیناد یا عباد اللہ احبسوا علی فان للہ فی الارض حاضرا یحبسه۔ جب تمہارے جانور جنگل میں گم ہو جائیں تو آواز دو کہ اللہ کے بندو اسے روک لینا۔ اللہ کا کوئی نہ کوئی بندہ حاضر ہو گا جو انہیں روک لے گا۔ (تحریک آزادی فکر ص ۲۰۴)

الجواب

اعینونی یا عباد اللہ صحیح ہے اہل بدعت کی گھڑی ہوئی نہیں۔ نواب صدیق حسن خان صاحب غیر مقلد فرماتے ہیں قال فی مجمع الزوائد

ورجاله ثقات (نزل الابرار ص۳۲۵) مجمع الزوائد میں ہے کہ اس حدیث کے تمام راوی ثقہ (معتبر) ہیں اور نواب صاحب نے خود بھی ایسا نعرہ لگایا تھا جب کشتی کے دریا میں غرق ہونے کا خطرہ پیدا ہو گیا تھا (نزل الابرار ایضاً) البتہ اہل بدعت جو اس سے غائبانہ پکار و استعانت پر استدلال کرتے ہیں وہ قطعاً صحیح نہیں کیونکہ یہ ان فرشتوں سے خطاب ہے جو وہاں حاضر ہوتے ہیں اور موجود ہوتے ہیں جیسا کہ حدیث میں صراحتاً موجود ہے اور یہ روایت ابن عباسؓ سے مرفوعاً مروی ہے دوسری روایت اس قسم کی حضرت عتبہ بن غزوانؓ سے بھی مرفوعاً مروی ہے مگر وہ ضعیف ہے دیکھیے نزل الابرار ص۳۲۵

لطیفہ: شیخ الکل فی الکل مولانا نذیر حسین صاحب دہلوی محدث اعظم غیر مقلدین فرماتے ہیں عتبہ بن غزوان مجہول الحال ہے جیسا کہ تقریب میں ہے (فتاوی نذیریہ ص۵۵۶ بحوالہ فتاوی علمائے حدیث ج۹ ص۲۶۸) حالانکہ عتبہؓ بن غزوان یہ صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں جو جنگ بدر میں بھی شریک ہوئے تھے قدیم الاسلام ہیں (تہذیب التہذیب ج۷ ص۱۰۰) اور جو عتبہ بن غزوان مجہول الحال ہے وہ تابعی ہے وہ اس حدیث کا راوی نہیں ہے

ع ڈور کو سلجھا رہے ہیں اور سرا ملتا نہیں

کمال نمبر ۲۱

مولانا موصوف لکھتے ہیں حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کی حدیث کے آخر میں بعض رواۃ نے یہ تصریح کی ہے فما زالت تلک صلوته حتی لقی الله تعالیٰ (التلخیص الحبیر ص۸۰ زیلعی ص۲۰۸ ج۱ بحوالہ بیہقی) رسول اکرم کی نماز ص۸۱۔ نیز کتاب مذکور کے اسی صفحہ میں ہے ان واقعات کی موجودگی میں امام بیہقیؒ کی زیادۃ پر بلحاظ سند بحث کی ضرورت نہیں حافظ ابن حجرؒ تو شافعی ہیں

لیکن حافظ زیلعیؒ بڑے پختہ کار حنفی محدث ہیں انہوں نے بھی تخریج ہدایہ میں اس پر کوئی جرح نہیں کی۔ اس لیے آج کل کے بعض حنفیہ کا اسے موضوع کہنا تعصب ہے اور جرأت (آہ بلفظہ)

الجواب

یہ روایت جھوٹی و من گھڑت ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان ہے اور حدیث متواتر مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ (جو میرے اوپر جان بوجھ کر جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے) کے مخالف ہے علامہ زیلعیؒ نے اس کی سند بیان کر کے حق کا اظہار کر دیا ہے جب کہ حافظ ابن حجرؒ نے سند ظاہر کرنے سے اجتناب کیا ہے فلہذا علامہ زیلعیؒ نے اس کی سند بیان کر کے آنے والوں کے لیے ایک تحقیق کا میدان کھلا چھوڑ دیا ہے تاکہ وہ اس کی سند میں غور و فکر کر سکیں چنانچہ اس روایت کی سند میں کئی خرابیاں ہیں۔

(۱) عصمہ بن محمد الانصاری کذاب اور وضاع الحدیث ہے حتی کہ قاضی شوکانی صاحب نے بھی اس کا اقرار کیا ہے دیکھیے (الفوائد المجموعہ ص۱۸۱) مولانا عطاء اللہ حنیف مرحوم بھی اس کو ضعیف جداً (سخت قسم کی ضعیف) قرار دیتے ہیں دیکھیے (التعلیقات السلفیہ ص۱۰۲) اور ظاہر ہے کہ سخت قسم کی ضعیف سے مراد جھوٹی و من گھڑت ہی تو ہے مزید تفصیل کے لیے نور الصباح ص۲۳۸ کا مطالعہ کریں۔

(۲) ایک اور خرابی یہ ہے کہ اس کی سند میں عبد الرحمن بن قریش الہروی واقع ہے جو جھوٹی حدیثیں بنایا کرتا تھا (میزان و لسان) علامہ ناصر الدین البانی غیر مقلد نے اس راوی کی ایک روایت کو موضوع (من گھڑت) قرار دیا ہے

اور عبدالرحمٰن بن قریش کے علاوہ جرح کا کوئی اور سبب بیان نہیں کیا اور اس طرح عصمۃ بن محمد کی روایت کو بھی موضوع (من گھڑت) قرار دیا جب کہ اس راوی کے علاوہ کوئی اور جرح کا سبب بیان نہیں فرمایا دیکھئے علی الترتیب سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ ص ۲۲۸/۲ و ص ۲۶۵/۱)

جب یہ دونوں راوی الگ الگ کسی حدیث کی سند میں آجائیں تو وہ موضوع بن جاتی ہے تو کیا جب دونوں بہ نفس نفیس اکٹھے ایک حدیث کی سند میں آجائیں تو وہ موضوع (من گھڑت) نہیں ہوگی۔

(۳) اس سند کے کئی راوی مجہول ہیں ان کا ترجمہ کتب اسماء الرجال سے نہیں مل سکا۔ اتنی بڑی جھوٹی حدیث کو صحیح قرار دینا کسی انصاف پسند غیر مقلد سے متوقع نہیں ہو سکتا البتہ غالیوں کا معاملہ ہی الگ ہے۔ حکیم محمد اشرف سندھو کے پوتے لکھتے ہیں "علی کل حال یہ روایت انتہائی ضعیف ہے کیونکہ اس کی سند میں عبدالرحمٰن بن قریش بن خزیمہ ہے یہ متہم ہے (تخریج صلوٰۃ الرسول ص ۲۴۲) اور مولانا ارشاد الحق صاحب اثری غیر مقلد فرماتے ہیں حدیث کی صحت کا مدار رواۃ پہ ہوتا ہے۔ اگر راوی ضعیف ہے تو کوئی اسے صحیح کہتا پھرے اس سے روایت صحیح نہیں ہو جاتی۔ بے خطا ذات صرف اللہ تعالیٰ کی ہے اور بس (توضیح الکلام ص ۶۳ ج ۲) مولانا سلفی مرحوم کے شاگرد رشید مولانا محمد خالد گھرجاکھی بھی اس روایت کی صحت پر غیر متزلزل ایمان رکھتے ہیں گرچہ حقیقت میں یہ روایت صرف موضوع ہی نہیں بلکہ ڈبل موضوع (من گھڑت) و مجہول ہے۔ خدا تعالیٰ تعصب وہٹ دھرمی سے محفوظ رکھے (آمین) ؎

یہ امت روایات میں کھو گئی ہے — یہ جھوٹے خرافات میں کھو گئی ہے

کمال نمبر ۲۳

مولانا موصوف لکھتے ہیں "عینی فرماتے ہیں وہ (ابن مسعودؓ) وائلؓ سے ۱۰ سال

پہلے مسلمان ہوئے" اگر استدلال کا یہ طریق صحیح سمجھ لیا جائے تو رفع الیدین کی حدیث کے رواۃ سے حضرت ابو بکرؓ عمرؓ عثمانؓ ابن مسعودؓ سے بھی برسوں پہلے مسلمان ہوئے (رسول اکرم کی نماز ص ۵۸)

الجواب

علامہ عینیؒ فرماتے ہیں، وبین اسلامیہما اثنتان وعشرون سنۃ (عینی شرح بخاری ص ۲۷۲/۵) حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت وائلؓ کے درمیان اسلام لانے کے لحاظ سے ۲۲ سال کا فاصلہ ہے یعنی ابن مسعودؓ بائیس سال پہلے مسلمان ہوئے۔ لیکن مولانا سلفی صاحب مرحوم بارہ سال نقل کرتے ہیں سمجھ نہیں آتا مولانا موصوف غلط کیوں نقل کرتے تھے یہ کوئی اچھا طریقہ تو نہیں سمجھا جاتا پھر مولانا موصوف کا یہ تحریر کرنا کہ "حضرت ابو بکرؓ عمرؓ عثمانؓ ابن مسعودؓ سے بھی برسوں پہلے مسلمان ہوئے" یہ بھی محل نظر ہے اس لیے کہ حضرت ابو بکرؓ کے سوا باقی حضرات (یعنی عمرؓ وعثمانؓ) کا ایمان لانا حضرت ابن مسعودؓ سے برسوں پہلے کا دعویٰ کرنا تاریخ اسلامی پر ایک افتراء عظیم ہے۔ صاحب مشکوٰۃ لکھتے ہیں۔

کان اسلامہ قدیماً فی اول الاسلام قبل دخول النبی صلی اللہ علیہ وسلم دار الارقم قبل عمر بزمان وقیل کان سادساً فی الاسلام۔ (اکمال فی اسماء الرجال)	حضرت ابن مسعودؓ قدیم الاسلام ہیں ابتداء اسلام کے زمانہ میں ایمان لانے والے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دار الارقم میں داخل ہونے سے بھی پہلے کے ہیں حضرت عمرؓ سے ایک عرصہ پہلے ایمان لائے ہیں بلکہ کہا گیا ہے کہ چھٹے نمبر پر ابن مسعودؓ ایمان لائے ہیں۔

حافظ ابن حجرؒ ابتداء اسلام میں حضرت ابن مسعودؓ کے اسلام لانے کا ذکر کر کے ابونعیمؒ سے نقل کرتے ہیں کان سادس الستۃ
(تہذیب التہذیب ص۲۸ ج۶)

ابن مسعودؓ چھٹے نمبر پر اسلام لانے والے ہیں۔ یہ بات ابونعیم نے حلیۃ الاولیاء ص۱۲۶ ج۱ میں سنداً نقل کی ہے۔ جبکہ حضرت عمرؓ ۳۹ مردوں اور گیارہ عورتوں کے بعد ایمان لائے ہیں دیکھئے تہذیب التہذیب ص۴۳۸ ج۷۔ اس طرح حضرت عثمانؓ کا حضرت ابن مسعودؓ سے برسوں پہلے اسلام لانے کا دعویٰ بھی سراسر لغو ہے تاریخ اسلامی کے بالکل خلاف ہے

گرتے ہیں شہسوار ہی میدان جنگ میں
وہ طفل کیا گرے جو گھٹنوں کے بل چلے

کمال نمبر ۲۳

مولانا موصوف نے مشکوٰۃ شریف کے کچھ حصہ کا اردو میں ترجمہ بھی کیا ہے وہ بھی بعض مقامات میں اعجوبہ کے طور پر پیش کرنے کے قابل ہے چنانچہ مشکوٰۃ مترجم جلد اول ص۱۸۱ میں خَرَرْتُ لِشِقِّیْ (میں سرین کے بل گرا) اس کا ترجمہ مولانا موصوف نے یوں کیا ہے میں پیٹھ کے بل گر گیا۔ یہ جملہ اس صفحہ میں دو مرتبہ آیا ہے اور دونوں جگہ میں مولانا موصوف نے یہی ترجمہ کیا ہے جو بالکل غلط ہے کیونکہ کھڑا آدمی جب سرین کے بل گرتے تو اکثر اوقات سرین پر گر کر بیٹھ جاتا ہے اور پشت پر گرنے کی نوبت ہی نہیں آتی چنانچہ مسند ابوعوانہ ص۱۰۴ ج۱ میں فَقَعَدْتُ عَلٰی اِسْتِیْ کے لفظ صراحۃً موجود ہیں۔

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا   جو چیرا تو اک قطرہ خوں نہ نکلا

کمال نمبر ۲۴

حدیث اِذَا قَرَأَ فَاَنْصِتُوْا (جب امام قراءۃ کرے تو تم خاموش رہا کرو)

کے متعلق مولانا موصوف لکھتے ہیں اس حدیث میں جو زیادت حضرت ابوہریرہ اور ابوقتادہ کی ذکر کی ہے وہ ضعیف ہے امام زہری کے باقی شاگردوں نے اس زیادۃ کا ذکر نہیں فرمایا یہ زیادۃ ابوسعید خدری سے بھی منقول ہے وہ بھی شاذ ہے اگر یہ ثابت ہو بھی جائے تو انصات اور خاموشی سے مراد عدم جہر ہوگا یعنی اس طرح نہ پڑھا جائے کہ امام کی قراءت میں خلجان واقع ہو۔ (حاشیہ مشکوٰۃ مترجم مطابع۔ ناشر ادارہ اسلامیہ سلفیہ گوجرانوالہ ص۲۹۳)

الجواب

صاحب مشکوٰۃ نے قتادہؒ کا ذکر کیا ہے مگر مولانا موصوف نے اسے ابوقتادہؓ بنا دیا ہے وثانیاً امام زہریؒ کی سند سے یہ زیادۃ مروی نہیں یہ سند الگ ہے امام زہریؒ کا درمیان میں ذکر غلط کے واقع ہو جانے کی دلیل ہے وثالثاً یہ زیادۃ صحیح ہے اس کو ضعیف کہنا قطعاً غلط ہے رابعاً یہ زیادۃ ابوسعید خدریؓ سے راقم الحروف کے علم کے مطابق مروی ہی نہیں تو حضرت ابوسعید خدریؓ کا ذکر بھی اس جگہ کرنا سوء حفظ کی دلیل ہے وخامساً انصات کا معنی بدلنے کا کرنا یہ کسی عقل سند سے ثابت نہیں۔

خوش نوایان چمن کو غیب سے مژدہ ملا
دام صیاد اپنے مبتلا ہونے کو ہے

کمال نمبر ۲۵

مولانا موصوف لکھتے ہیں بعض صحابہ مرغی اور انڈے تک کی قربانی جائز جانتے تھے (محلی ابن حزمؒ) فتاوی سلفیہ ص۱۰۸)

الجواب

کسی صحابیؓ سے اس کا ثبوت نہیں ملتا نہ اس نے مرغی یا انڈے کی قربانی کی ہو

اس مسئلہ کو فتاوی علمائے حدیث ص۵۸ جلد ۱۳ تا ص۶۲ میں خوب وضاحت سے بیان کیا گیا ہے وہاں ملاحظہ کر لیں مولانا محمد جوناگڑھی غیر مقلد لکھتے ہیں۔ غرض قربانی کی طاقت نہ رکھنے والوں کے لیے یہ حکم ہے۔ نہ کہ وہ مرغ ذبح کریں اس من گھڑت بدعت سے بچنا چاہیے (اس مسئلہ کی تردید ایک الگ رسالے میں ہے جو صاحب چاہیں منگوا لیں) تحفہ محمدی ص۳۔

قارئین کرام! غیر مقلدین حضرات کا ایک گروہ مرغ اور انڈا کی قربانی کو جائز قرار دیتا ہے چنانچہ فتاوی ستاریہ ص۱۴۳ ج۴ میں ہے مفلس نادار راغب طلب ثواب کے لیے مرغ کی قربانی جائز جانتے ہیں۔ بہ حوالہ فتاوی علمائے حدیث ص۵۲ ج۴ سے نقل کیا گیا ہے اور وہاں اس مسئلہ کی تردید بھی موجود ہے۔

مسئلہ: بحر الرائق شرح کنز الدقائق ص۱۷۸ جلد ۲ و خلاصۃ الفتاوی جلد چہارم میں ہے غریب آدمی قربانی کے دنوں میں مرغا یا مرغی اس لیے ذبح کرے کہ قربانی کرنے والوں کے ساتھ مشابہت ہو جائے یہ مکروہ ہے اس لیے کہ یہ مجوس (آگ پرست) لوگوں کی رسم ہے۔

لطیفہ: ایک دفعہ ایک آدمی نے غرباء اہلحدیث کے مدرسہ کے مہتمم کو فون پر اطلاع دی کہ میرے پاس قربانی کی کافی تعداد میں کھالیں موجود ہیں کوئی انتظام کر کے لے جاؤ مہتمم صاحب ٹرک لے کر وہاں پہنچ گئے دوکاندار نے مرغی کے انڈوں کے خول دکھا کر کہا یہ ہماری قربانی کی کھالیں مہتمم بے چارہ شرمندہ ہو کر واپس ہو گیا گویا یوں کہہ رہا تھا۔

ع بڑے بے آبرو ہو کر تیرے کوچے سے ہم نکلے

کمال نمبر ۲۶

مولانا موصوف لکھتے ہیں: ایک نئی بدعت ایجاد فرمائی گئی یعنی تین خطبے

دیے جانے لگے ایک اردو میں (یعنی تقریر قبل خطبہ جمعہ) دو عربی میں (فتاوی سلفیہ ص۹۵) ہوا یہ کہ حضرات دیوبند نے جمعہ کے تین خطبات بنا دیے ایک خطبہ اپنی زبان میں دو عربی میں (ائمہ کی محبت میں غلو نے بدعت کی ایجاد پر مجبور کر دیا (تحریک آزادی فکر ص۲۴۱)

الجواب

جمعہ کے خطبہ سے قبل تقریر کو بدعت کہنا روا نہیں اس لیے کہ بعض صحابہ کرامؓ جمعہ کے خطبہ سے قبل تقریر کرتے تھے حضرت ابوہریرہؓ کا واقعہ مستدرک حاکم ص۱۰۸ ج۱ و ص۵۱۲ ج۳ (قال الحاکم والذہبی صحیح) و مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۴۷ ج۲ وغیرہ کتابوں میں موجود ہے۔

حضرت عبداللہ بن بسرؓ کا واقعہ بھی مستدرک ص۲۸۸ ج۱ میں ہے (وقالا صحیح) حضرت تمیم داریؓ کا واقعہ باجازت عمرؓ بن خطاب خلیفہ راشد (اصابہ ص۱۸۴ ج۱ میں) موجود ہے لہذا اس کو بدعت قرار دینا سخت گناہ ہے۔ مولانا موصوف خود لکھتے ہیں صحابہ کے اعمال چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روش سے ماخوذ ہیں اس لیے گو وہ بصراحت سنت میں شامل نہیں تو بھی سنت صحابہ سمجھ کر ان پر عمل درست ہوگا۔ اور اگر سنت نبوی سے متعارض نہ ہوں تو وہ درست ہی ہوں گے انہیں بدعت کہنا غلط ہے۔ (حاشیہ مشکوۃ مترجم جلد اول ص۶۸)

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا میرے حق میں
زلیخا نے خود کیا پاک دامن ماہ کنعاں کا

مولانا موصوف کے دیگر کمالات کسی اور مجلس پر چھوڑتے ہیں۔ اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ۔ اب حافظ محمد قاسم خواجہ صاحب ہی بتائیں کہ اپنے استاذ مکرم کے ان کمالات پر بھی کھلے دل سے وہ تبصرہ کریں گے یا نہ اگر جواب نفی کی صورت ہو

تو یہ بتلائیں کہ آیا اہلحدیث کا یہی مسلک ہے کہ اپنے بزرگوں کے کمالات کو پوشیدہ رکھ کر دوسروں پر جھوٹے الزامات لگا کر نفرت کا بیج بویا جائے اور فقہائے کرامؒ کی شان میں گستاخانہ و توہین آمیز الفاظ استعمال کرکے ان کو بدنام کیا جائے۔ فواسفا

شیشے کے گھر میں بیٹھ کر پتھر ہیں پھینکتے
دیوار آہنی پہ حماقت تو دیکھئے

خواجہ صاحب کے گستاخانہ الفاظ کے کچھ اقتباسات ملاحظہ ہوں

(۱) کسی ستم ظریف کا مقولہ ہے۔ اتنا جھوٹ بولو کہ لوگ سچ سمجھنے لگیں اس ٹوٹکے کو حنفی علمائے نے پیٹ بھر کر آزمایا ہے (ہدایہ عوام کی عدالت میں ص۵)

(۲) اسی رسالہ کے ص۶ پر انواع و اقسام کے جھوٹ کے عنوان کے تحت کافی کچھ خواجہ صاحب نے زہر اگلا ہے۔

(۳) اس وقت میرے پیش نظر صرف ہدایہ نامی کتاب ہے...... اس میں جو فقیہانہ خیانتیں اور چالاکیاں و ہوشیاریاں کی گئیں ہیں رسالہ ص۹

(۴) جن کے ہاں اس کثرت سے جھوٹ بولا جاتا ہے ان سے کسی خیر کی امید اور ہدایت کی توقع رکھی جاسکتی ہے جب ان کے اکابر کے لیے جھوٹ بولنا مباح تھا تو ان کے اصاغر کے نزدیک کم از کم مستحب تو ضرور ہونا چاہیے جھوٹ کی ثقافت ان متاخرین کو اپنے متقدمین سے ورثہ میں ملی ہے الخ ص۱۰۔

اس کے علاوہ خواجہ صاحب نے اس رسالے کے متعدد مقامات میں صاحب ہدایہ کے لیے یہ الفاظ استعمال کئے ہیں۔ جھوٹ، صریح جھوٹ، صریح بہتان۔ غلط بیانی۔ جھوٹ پر مواظبت۔ تحریف۔ جھوٹ سے استغفار چاہیے۔ مسلسل جھوٹ

پے در پے جھوٹ۔ مگر جھوٹ میں برکت نہیں ہوتی۔ لگاتار جھوٹ، خطرناک جھوٹ افترا۔ مگر جھوٹ کا ورثہ۔ شرم شرم جھوٹ ہی جھوٹ۔ اس قسم کے گستاخانہ الفاظ خواجہ صاحب نے نہایت بے دردی سے استعمال کئے ہیں راقم الحروف کو بھی حق پہنچتا تھا کہ وہ ان کے استاذ مولانا سلفی یا دیگر اکابر کے متعلق ایسے الفاظ ترکی بترکی استعمال کرے لیکن ایسا نہیں کیا بلکہ کمالات یا ادھام کے عنوان کے تحت ان کے..... کو ذکر کیا ہے کیونکہ مقلد شتر بے مہار نہیں ہوتا اس لئے راقم الحروف نے اپنے غصہ کو پی کر نرم انداز میں یہ الفاظ تحریر کئے ہیں۔ مولانا سلفیؒ لکھتے ہیں اس طرح غیر مقلد کا لفظ شتر بے مہار کے معنی میں استعمال ہوتا ہے (تحریک آزادی فکر ص۱۹۸) ظاہر ہے کہ شتر بے مہار نقصان ہی نقصان کرتا ہے اس سے بچنا پرہیز کرنا لازمی ہے ورنہ نقصان ظاہر ہے۔

شیخ کی صلوات پر ہرگز تو اے ناداں نہ بھول
خانۂ قصاب میں بھی روز و شب تکبیر ہے

نوٹ: راقم الحروف سے اگر کسی جگہ کوئی سخت لفظ تحریر ہوا ہو اور قلم غیر مقلدین کیا ہو تو یہ ردعمل کے طور پر ایسا ہوا ہوگا تاہم دوسری طبع میں انشاءاللہ تعالیٰ اس کو نرم کر دیا جائے گا۔

باب اوّل

اظہارِ حقیقت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلّی ونسلّم علی رسولہٖ الکریم ـــ امابعد۔ برادران اسلام ! عرض یہ ہے کہ حال ہی میں ایک رسالہ شائع ہوا ہے جس کا نام یوں ہے۔ حنفیوں کی معتبر کتاب "ہدایہ عوام کی عدالت میں" مصنف حافظ خواجہ قاسم خطیب جامع مسجد اقصیٰ اہلحدیث سٹیلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ نام پڑھ کر حیرت ہوئی کہ ایک خالص علمی کتاب کو عوام جہلاء کی عدالت میں پیش کرنا یہ تو بہت بڑی حماقت و جہالت ہے کیونکہ اہل علم کی علمی تحقیق کا فیصلہ اہل علم ہی کر سکتے ہیں جو علم کی نعمت و دولت سے مالا مال ہوں اس لیے ضرورت محسوس ہوئی کہ اس کا جواب نہایت تسلی بخش دیا جائے تاکہ عوام کے دلوں میں تذبذب اور وساوس شیطانی پیدا نہ ہوں۔

ہدایہ کی عبارات پر جتنے اعتراض کئے گئے ہیں راقم الحروف ان سب کا جواب تحریر کرے گا انشاء اللہ تعالیٰ اس لیے راقم الحروف نے اپنی کتاب کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا ہے پہلے حصہ میں سب سے خواجہ صاحب کے اس بدنام رسالہ میں اٹھائے گئے چند اعتراضات کا جواب ہوگا اور دوسرے حصہ میں انشاء اللہ تعالیٰ بقایا اعتراضات کا جواب دیا جائے گا اس لیے خواجہ صاحب سے ہم بلا تاخیر ہمکلام ہونا چاہتے ہیں سُنیئے !

خواجہ صاحب

خواجہ صاحب لکھتے ہیں۔ ہدایہ فقہ حنفیہ کی بہت مشہور معتبر اور قدیم کتاب ہے حنفی مدارس کے نصاب میں اسے مرکزی حیثیت حاصل ہے اس کے مصنف کا نام اور کنیت ابوالحسن علی بن ابوبکر برھان الدین مرغینانی ہے یہ ۵۱۱ھ میں پیدا اور ۵۹۱ھ میں فوت ہوئے (ہدایہ عوام کی عدالت میں صـ۳)

الجواب

ہدایہ کے معتبر ہونے میں کوئی شک نہیں اور یہ صرف حنفی مدارس میں ہی نہیں پڑھائی جاتی بلکہ غیر مقلدین کے مدارس میں بھی اس کو خصوصیت سے پڑھایا جاتا ہے یہ نہایت ہی علمی و تحقیقی کتاب ہے۔

خواجہ صاحب کا جھوٹ ۱

خواجہ صاحب نے مؤلف ہدایہ کی وفات ۵۹۱ھ لکھی ہے جو کہ خالص جھوٹ ہے صحیح یوں ہے کہ مؤلف ہدایہ کی وفات ۵۹۳ھ یا ۵۹۶ھ میں ہوئی۔

(مقدمہ ہدایہ اخیرین صـ۳)

خواجہ صاحب

خواجہ صاحب لکھتے ہیں : مقدمہ ہدایہ (از مولانا عبدالحی لکھنویؒ) کے مطابق بہت سی کتب کے علاوہ مصنف نے اولاً بدایۃ المبتدی لکھی پھر اسّی جلدوں میں اس کی شرح کفایۃ المنتہی کو قلمبند کیا اور پھر ہدایہ کی صورت میں اس کا اختصار کیا اس کتاب کو ۵۷۳ھ میں لکھنا شروع کیا اور یہ تیرہ برس میں مکمل ہوئی۔ ان تیرہ برسوں کے دوران میں مصنف نے مسلسل روزے رکھے اور کبھی ناغہ نہ کیا۔

(ہدایہ عوام کی عدالت میں صـ۳)

الجواب

خواجہ صاحب نے یہ تو بتایا کہ ۵۷۳ھ میں مؤلف ہدایہ نے اپنی کتاب کو لکھنا شروع کیا لیکن اس کے آگے متصل ایک جملہ تھا وہ خواجہ صاحب نے چھوڑ دیا ہے اور وہ یوں ہے۔

وھو مقبول بین الناس من الخواص والعوام۔	کہ وہ ہدایہ عوام و خواص سب کے ہاں مقبول کتاب ہے۔

؎ قریب ہے یارو روزِ محشر چھپے گا کشتوں کا خون کیونکر
جو چپ رہے گی زبان خنجر لہو پکارے گا آستین کا

خواجہ صاحب کا جھوٹ ۲

خواجہ صاحب کا یہ لکھنا کہ مصنف نے اولاً ہدایۃ المبتدی لکھی" یہ جھوٹ ہے مؤلف ہدایہ نے ہدایۃ المبتدی کوئی کتاب لکھی ہی نہیں۔ مؤلف ہدایہ نے جو کتاب اولاً لکھی ہے اس کا نام ہے بدایۃ المبتدی۔ قارئین کرام۔ اندازہ کریں جس شخص کو کتابوں کا نام بھی صحیح نہ آتا ہو اس کو علمی میدان میں آنا کس طرح زیب دے سکتا ہے بلکہ یہی لوگ اپنی جماعت و مسلک کی بدنامی کا سبب بنتے ہیں۔

؎ اسپ تازی شدہ مجروح بزیر پالان
طوق زریں ہمہ در گردنِ خر مے بینم

خواجہ صاحب

خواجہ صاحب لکھتے ہیں، اگر یہ روایت صحیح ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا جب تک ہدایۃ زیر تصنیف رہی مصنف مرحوم متواتر سنت کی خلاف ورزی فرماتے رہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہ رمضان کے علاوہ کبھی کسی ایک مہینہ کے روزے بھی مکمل نہیں رکھے (عن عائشہ بخاری، مسلم، عوام ص۳)

الجواب

خواجہ صاحب چونکہ فقہ کے آپ دشمن ہیں قرآن و حدیث کو سمجھنا آپ کے بس کی بات نہیں ہے ایک حدیث دیکھ کر تم نے فتویٰ جڑ دیا ہے حالانکہ کم علم کو فتویٰ دینے کا حق نہیں ہے۔

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ مَا رَأَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَصُوْمُ شَہْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ اِلَّا شَعْبَانَ وَرَمَضَانَ (رواہ ابو داؤد والترمذی والنسائی و ابن ماجۃ) مشکوۃ ص۱۷۹	حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے نہیں دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ آپ نے مسلسل دو ماہ کے روزے رکھے ہوں مگر شعبان و رمضان کے۔

قارئین کرام: خواجہ صاحب تو فتویٰ لگا کر فارغ ہو گئے۔ اب ان دو حدیثوں کے درمیان تعارض کا اٹھانا اور حدیث شریف پر عمل کرنا حنفیوں کی قسمت میں آیا ہے (الحمد للہ علی ذالک) اور تطبیق کی کئی صورتیں بیان کی گئی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی شعبان و رمضان کے مکمل روزے رکھتے تھے (جیسا کہ ام سلمہؓ نے گواہی دی ہے) اور کبھی رمضان کے علاوہ مکمل کسی ماہ کا روزہ نہ رکھتے تھے جیسا کہ حضرت عائشہؓ نے گواہی دی ہے فلہذا مسلسل روزے چند سالوں کے رکھنا منع نہیں بلکہ ثواب و عین عبادت ہے خواجہ صاحب کا عبادت سے روکنا اور اس پر ناراض ہونا حماقت ہے۔

صوم الدھر ۱ صوم الدھر (ہمیشگی کا روزہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے چنانچہ تین آدمیوں کا واقعہ مشہور ہے جن میں سے ایک نے کہا تھا کہ میں ہمیشہ روزہ رکھوں گا اور کبھی افطار نہ کروں گا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے منع کر دیا تھا اس کے علاوہ بخاری شریف ص۲۶۵ جلد ۱ میں ہے۔

لَا صَامَ مَنْ صَامَ الْأَبَدَ مَرَّتَيْنِ۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ فرمایا کہ جس نے ہمیشہ کا روزہ رکھا اس نے روزہ رکھا ہی نہیں۔

اس صحیح اور صریح حدیث کے الفاظ سے ظاہری طور پر صوم الدہر کی ممانعت ثابت ہوتی ہے مگر امت مسلمہ کے بہت سے جلیل القدر علماء صائم الدہر تھے مثلاً

(۱) حضرت عثمانؓ کے متعلق مروی ہے:
كان عثمان يصوم الدهر (حلية الأولياء لابي نعيم ص۵۶ ج۱)
حضرت عثمانؓ ہمیشہ روزہ رکھا کرتے تھے۔

(۲) امام شعبہؒ فرماتے ہیں:
كان ثابت يقرأ القرآن في كل يوم وليلة ويصوم الدهر (تهذيب التهذيب لابن حجرؒ ص۳ ج۲۷)۔
حضرت ثابت تابعیؒ ایک دن رات میں سارا قرآن ختم کرتے تھے اور ہمیشہ کا روزہ رکھا کرتے تھے۔

(۳) مولانا عبد الرحمن مبارکپوری غیر مقلد لکھتے ہیں۔
كان شعبة يصوم الدهر (مقدمہ تحفۃ الاحوذی ص۲۲۲)
امام شعبہؒ ہمیشہ روزہ رکھا کرتے تھے۔

(۴) وكان ابن جريج يصوم الدهر الا ثلاثة ايام من الشهر (تهذيب ص۴۰۴)
محدث ابن جریجؒ بھی صائم الدہر تھے مگر وہ ہر ماہ تین روزے نہیں رکھتے تھے۔

(۵) مبارکپوری صاحب غیر مقلد امام وکیعؒ کے متعلق لکھتے ہیں:
فكان يصوم الدهر
پس وہ ہمیشہ روزہ رکھا کرتے تھے

ويختم القرآن كل ليلة (مقدمہ تحفۃ الاحوذی ص۲۳۶)
اور ہر رات میں قرآن مجید کا ختم کرتے تھے یہی حوالہ تاریخ بغداد ص۴۷۲ ج۱۳ میں بھی ہے۔

(۶) حضرت امام بخاریؒ بھی صائم الدہر تھے (میزان الکبریٰ ص۴۵ جلد ۱ بحوالہ مقام ابو حنیفہ ص۲۲۳ طبع اول)

(۷) مؤلف نتائج التقلید مولانا حافظ عبد اللہ روپڑی غیر مقلد کے متعلق لکھتے ہیں، "مدت مدید اور عرصہ بعید سے صائم الدہر ہیں صرف ایک ہی وقت شام کو کھایا پیا کرتے ہیں اور اول رات جاگنے کے باوجود ہمیشہ اپنی روزانہ منزل نماز تہجد ہی میں پورا کرتے ہیں سفر حضر میں آپ کی یہی عادت ہو رہی ہے" (نتائج التقلید ص۳)

اس حوالہ سے تو یہ بھی معلوم ہوا کہ حافظ روپڑی صاحب وصال کے روزے رکھا کرتے تھے حالانکہ وصال سے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے تو نیک لشد شد والا معاملہ ہو گیا ہے۔ اور پھر سحری کھانے پینے کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے
تسحروا فان في السحور بركة (بخاری ص۲۵۷ ج۱ ومسلم ص۳۵۰ ج۱ ومشکوٰۃ ص۱۷۵)
تم سحری کیا کرو کیونکہ سحری میں برکت ہے۔

اور روپڑی صاحب غیر مقلد کا عمل اس صحیح اور صریح حدیث کے بھی خلاف ہے تو اب خواجہ صاحب فتویٰ لگائیے کہ مولانا روپڑی ہمیشہ سنت کی مخالفت کرتے رہے اور اسی حالت میں ان پر موت واقع ہوئی ہے اس طرح حضرت عثمانؓ حضرت ثابتؒ حضرت شعبہؒ حضرت ابن جریجؒ امام وکیعؒ امام بخاریؒ بھی سنت کے مخالف کرتے رہے (العیاذ باللہ ثم العیاذ باللہ) نیز خواجہ صاحب کو یہ بھی بتانا پڑے گا کہ سنت کا مخالف محدث اور اہل سنت والجماعت میں سے ہو سکتا ہے یا نہیں اگر خواجہ صاحب میں کچھ غیرت ہو گی تو فتویٰ ضرور لگائے گا ورنہ گونگا شیطان سمجھا جائے گا (دیدہ باید)

حدیث پاک کا مفہوم

خواجہ صاحب چونکہ فقہ کے دشمن ہیں اسلئے انہیں نہ تو حدیث اب تک سمجھ آسکی اور نہ قیامت تک سمجھ آسکے گی اس لیے حدیث و قرآن کی فقہ (سمجھ) اللہ تعالیٰ نے احناف حضرات کی قسمت میں لکھ دی ہے (والحمد للہ علی ذالک) سنیئے صوم الدھر اور وصال سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منع کرنا بطور ترفق اور شفقت کے ہے تاکہ امت مرحومہ کے ساتھ آسانی کی جائے اور مشقت سے بچایا جائے اس کی مثال یوں سمجھئے کہ ایک چھوٹا بچہ قرآن مجید حفظ کرتا ہے اور زیادہ سبق لے کر محنت و مشقت اٹھا کر یاد کر لیتا ہے تو باپ کو رحم آتا ہے اور وہ بطور شفقت کے بیٹے کو زیادہ سبق لینے سے منع کرتا ہے مگر اس کے باوجود بیٹا زیادہ سبق لے کر قرآن مجید جلد حفظ کر لیتا ہے تو باپ اپنے بیٹے کو سینے سے لگا کر چومتا ہے اور خوش ہوتا ہے اور ناراض نہیں ہوتا یہی مثال صوم الدھر کے متعلق قیاس کر لیں۔ مگر غیر مقلدیت اور حدیث کی سمجھ دونوں اکٹھے نہیں ہو سکتے خواجہ صاحب کے استاذ مولانا محمد اسمٰعیل صاحب فرمایا کرتے تھے۔ غیر مقلد کا لفظ شتر بے مہار کے معنی میں استعمال ہوتا ہے (تحریک آزادی فکر صفحہ ۱۹۹)۔ فلھذا مؤلف ہدایہ پر فتویٰ لگانا آسان نہیں ہے۔

رہبر روان رہِ الفت کا خدا حافظ ہے
اس میں دو چار بہت سخت مقام آتے ہیں

ایک اور مثال

بخاری شریف میں ہے کہ سات راتوں میں صرف ایک مرتبہ قرآن مجید ختم کرو (بخاری ۲ صفحہ ۷۵۶) امام بخاریؒ تین۔ پانچ۔ سات مختلف روایتوں کی طرف اشارہ کر کے ترجیح سات والی کو دیتے ہیں۔ ترمذی شریف وغیرہ میں تین کی روایت بھی ہے مگر اس کے باوجود صحابہ کرامؓ و تابعین عظامؒ وغیرہم سے ایک رات میں مکمل قرآن مجید ختم کرنے کا ذکر موجود

ہے مثلاً

(۱) حضرت عثمانؓ سے مروی ہے کہ ایک رکعت میں سارا قرآن مجید ختم کیا دیکھئے۔ (ترمذی صفحہ ۱۲۳ جلد ۲ ابواب القراءات و حلیۃ الاولیاء صفحہ ۵۷ جلد ۱)

(۲) حضرت تمیم الداریؓ بھی ایک رکعت میں سارا قرآن مجید ختم کر دیتے تھے۔ (کتاب الثقات لابن حبان صفحہ ۴۰ جلد ۳ تہذیب تاریخ ابن عساکر صفحہ ۳۵۶ جلد ۳ و طحاوی صفحہ ۲۰۵ و تہذیب التہذیب صفحہ ۵۱۱ جلد ۱)

(۳) حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ
(طحاوی صفحہ ۲۰۵ جلد ۱ و قیام اللیل صفحہ ۶۳)

(۴) کان سعید بن جبیر یختم القرآن فیما بین المغرب والعشاء فی رمضان۔ (کتاب الثقات لابن حبان صفحہ ۲۷۶ جلد ۴)

سعید بن جبیرؒ رمضان کے مہینہ میں مغرب اور عشاء کے درمیان سارا قرآن مجید ختم کر دیتے تھے۔

نیز ترمذی جلد ۲ صفحہ ۱۲۳ و تہذیب ابن عساکر ج ۳ صفحہ ۳۵۶ میں ہے کعبۃ اللہ میں حضرت سعید بن جبیرؒ نے ایک رکعت میں سارا قرآن مکمل کیا۔

(۵) امام اعظم ابو حنیفہؒ نے بھی کعبۃ اللہ میں!۔۔۔ ایک رات کے اندر سارا قرآن مجید ختم کیا ہے چنانچہ تہذیب ابن عساکر جلد ۲ صفحہ ۳۵۶ میں ہے۔

وروی الخطیب ان مصعبا کان یقول ختم القرآن فی الکعبۃ اربعۃ من الأئمۃ عثمان بن عفان و تمیم الداری و سعید بن جبیر و ابو حنیفۃ۔

خطیب بغدادیؒ نے روایت کیا ہے کہ مصعبؒ فرمایا کرتے تھے کہ کعبۃ اللہ میں چار اماموں نے قرآن مجید ختم کیا ہے حضرت عثمانؓ حضرت تمیم داریؓ حضرت سعید بن جبیرؒ و امام ابو حنیفہؒ نے۔

(۶) امام شافعیؒ صرف رمضان مبارک کے مہینہ میں ساٹھ مرتبہ قرآن مجید ختم کر دیا کرتے تھے (تذکرۃ الحفاظ للذہبیؒ جلد ۱ صفحہ ۳۲۹) اور ایک مرتبہ انہوں نے ایک مسئلہ کی تلاش میں روزانہ تین مرتبہ اور تین دنوں میں نو مرتبہ قرآن مجید ختم کیا تھا (مفتاح الجنۃ صفحہ ۲۹ للسیوطیؒ طبع مصر)۔

(۷) امام وکیعؒ کا ذکر صوم الدھر کے ضمن میں گذر چکا ہے۔

(۸) امام المحدثین حضرت یحییٰ بن سعید القطانؒ دن رات میں ایک مرتبہ قرآن مجید ختم کرتے تھے (تاریخ بغداد ص ۱۳۱/۱۴ وتہذیب الاسماء نووی ص ۱۵۴/۲)۔

(۹) حضرت امام بخاریؒ رمضان مبارک کے مہینہ میں ہر روز دن کو ایک ختم قرآن مجید کا کرتے تھے اور ایک ختم رات کو افطار کے وقت کرتے تھے (تاریخ بغداد ج ۲ ص ۱۲ وطبقات الشافعیۃ الکبریٰ ص ۹/۲ والحطہ ص ۲۲)۔

اب امام بخاریؒ نے اپنی بیان کردہ حدیث کے خلاف عمل کیا ہے جب امام بخاریؒ خود صحیح بخاری کے خلاف عمل کرتے ہیں تو غیر مقلدین پر کیا الزام لگایا جا سکتا ہے اگر وہ اس پر عمل نہ کریں۔ خواجہ صاحب فتویٰ لگائیے ان صحابہ کرامؓ اور تابعین عظامؒ وغیرہم پر کہ انہوں نے تین رات سے کم میں قرآن مجید ختم کر کے حدیث شریف کی مخالفت کر کے مخالف سنت ہیں یا نہ۔ آپ کے بعض ظاہری بھائیوں نے تو تین رات سے کم میں قرآن مجید کے ختم کرنے کو حرام کہا ہے (حاشیہ بخاری ص ۷۵۶/۲)

(۱۰) ثابتؒ کا حوالہ بھی صوم الدھر کے ضمن میں گذر چکا ہے تلک عشرۃ کاملۃ۔

خواجہ صاحب

خواجہ صاحب لکھتے ہیں۔ ہمیشہ روزے رکھنا منقبت نہیں سنت کی مخالفت ہے سنت کی اس مخالفت سے عمل پر جو اثر پڑ سکتا تھا وہ تو ظاہر ہے صحت پر بھی

پڑ سکتا ہے۔ بلکہ اس سے کتاب بھی متاثر ہو سکتی ہے (عوام ص ۳)

الجواب

خواجہ صاحب سے گذارش ہے کہ کیا یہ فتویٰ صرف مؤلف ہدایہ کے لیے مخصوص ہے یا دوسرے حضرات پر بھی لاگو ہو گا جو صائم الدھر تھے۔ ان حضرات کی صحت پر اثر پڑ سکتا ہے یا نہ اور پھر ان حضرات کی حدیث بیان کرنے پر بھی اثر پڑے گا یا نہ اور حضرت امام بخاریؒ کی کتاب صحیح بخاری وغیرہ پر بھی اثر پڑ سکتا ہے یا نہ۔

خواجہ صاحب کا جھوٹ نمبر ۳

خواجہ صاحب نے اپنی عبارت ہمیشہ روزے رکھنا الخ سے جو صغریٰ وکبریٰ کی صورت میں نتیجہ اخذ کیا ہے صحیح نہیں کیونکہ صغریٰ ہی مسلّم نہیں ہے کیونکہ تیرہ سال روزے رکھنے کو ہمیشہ سے تعبیر کرنا خالص جھوٹ ہے اور صائم الدھر کے لیے ہمیشہ روزے رکھنے والا جملہ استعمال کیا جا سکتا ہے جب کہ مؤلف ہدایہ صائم الدھر نہیں تھے۔

نوٹ: امام بخاریؒ کے متعلق مشہور ہے کہ ہر حدیث لکھنے کے لیے غسل کر کے دوگانہ پڑھتے تھے۔ کیا اس طرح کا عمل کسی حدیث یا صحابہؓ وتابعینؒ وائمہ اربعہؒ وغیرہم کے عمل سے ثابت ہے یا نہ اگر نہیں تو امام بخاریؒ پر کوئی فتویٰ لگ سکتا ہے یا نہیں۔ امید ہے کہ خواجہ صاحب اس کی وضاحت ضرور کریں گے کیونکہ ان کو فتویٰ لگانے کا بڑا شوق ہے ورنہ گونگے شیطان بن جائیں گے۔

بلبل ہمہ تن خون شد وگل ہمہ تن چاک
اے وائے بہارے اگر این است بہار

خواجہ صاحب

خواجہ صاحب لکھتے ہیں۔ احناف کے نزدیک فقہ حنفی کی کتابیں الہامی درجے

نهاراً و ليلاً	ہے اور دن کو علم کے مسائل پر نظر رکھنی
افضل ۔	بھی تو اس کا دن رات علمی مسائل پر نظر
	رکھنا اور مطالعہ کرنا افضل ہے ۔

خواجہ صاحب کا جھوٹ نمبر ۲

فقہ کی کتابوں کا الہامی کتابوں (یعنی قرآن و حدیث) سے درجہ زیادہ بتانا خواجہ صاحب کا خالص جھوٹ ہے تنبیہ در مختار کی عبارت میں صرف دیکھ لینا۔ کا لفظ بڑھانا بھی جھوٹ اور خیانت ہے اسی صفحہ میں اس کی تفصیل شرح میں موجود تھی جس کو خواجہ صاحب شیر مادر سمجھ کر ہضم کر گئے ہیں۔ حالانکہ نظر کرنے سے مراد مطالعہ کر کے مسائل کا سمجھنا ہے ۔

ع تو جا ہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

خواجہ صاحب

خواجہ صاحب لکھتے ہیں ۔ آگے لکھا ہے ۔

تعلم الفقه افضل من	کچھ قرآن پڑھ لینے کے بعد فقہ سیکھنا
تعلم باقی القرآن	باقی قرآن سیکھنے سے افضل ہے ۔

آگے اس کی شرح میں لکھا ہے ۔

تعلم بعض القرآن و	کسی نے کچھ قرآن پڑھ لیا ۔ اب اگر
وجد فراغاً فالا فضل	اسے فرصت ملے تو اس کے لیے فقہ کے
الاشتغال بالفقه ۔	ساتھ مشغول ہونا زیادہ افضل ہے
(رد المحتار شامی)	(عوام ص۳)

الجواب

قرآن مجید کے تعلم (سیکھنے) سے مراد قرآن مجید کا حفظ کرنا ہے ۔ اگر کوئی آدمی تنہا

بھی کچھ اونچا مقام رکھتی ہیں مثلاً ۔

النظر فی کتب اصحابنا من غیر	فقہ حنفی کی کتابوں کو دیکھ لینا ہی رات
سماع افضل من قیام اللیل ۔	بھر کی تہجد سے بہتر ہے (در مختار مصری ص۲۹)

الجواب

دین کے مسائل کا علم حاصل کرنا عبادت سے بہتر ہے اس میں ذرا بھر شک نہیں کیا جا سکتا کیونکہ عبادت کا فائدہ صرف عابد کو پہنچتا ہے مگر علم کا فائدہ دنیا کے لوگوں کو پہنچتا ہے اور عالم اس علم کو عام کرتا ہے اس لیے شیطان عالم سے زیادہ ناراض ہوتا ہے جس طرح خواجہ صاحب ناراض ہو رہے ہیں حالانکہ خواجہ صاحب خود لکھتے ہیں اسی لیے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ۔

فقیه واحد اشد علی	دین کی سمجھ رکھنے والا شیطان پر
الشیطان من الف عابد	ہزار عابد سے زیادہ بھاری ہوتا ہے
(ترمذی)	(کراچی کا عثمانی مذہب ص۷۹)

پس معلوم ہوا کہ مسئلہ جو فقہ کے متعلق در مختار میں پیش کیا گیا ہے بالکل صحیح ہے بلکہ اس میں نرمی ہے بہتر یوں ہوتا کہ اس طرح کہا جاتا کہ فقہ کے مسائل کو دیکھنا اور مطالعہ کرنا ہزار تہجد سے بہتر ہے ۔ شامی ص۲۹ میں ہے ۔

اقول هذا اذا کان مع	میں (شامی) کہتا ہوں یہ دیکھنا جب
الفهم لما فی فصول	ہے کہ دیکھ کر مسائل کو سمجھے بھی جیسے
العلامی من له ذهن یفهم	کہ کتاب فصول العلامی میں ہے کہ
الزیادة ای علی ما یکفیه و	جس کا ذہن ایسا ہے کہ وہ اپنے ضرورت
قد رات یصلی لیلاً و ینظر	کے مسائل مطالعہ سے سمجھ لیتا ہے اور
فی العلم نهاراً فنظره فی العلم	اس کو رات بھر تہجد پڑھنے پر کچھ قدرت

قرآن مجید حفظ کرلے کہ نماز میں قراءت کرکے اس کی نماز میں قراءت کا فرض طور واجب ادا ہوجاتا ہے تو اب اگر فرصت ملے تو حفظ کرنے باقی قرآن سے مسائل کا جاننا ضروری ہے کیونکہ حفظ کرنا قرآن مجید کا فرض عین نہیں ہے اور مسائل کا کسی حد تک معلوم کرنا فرض عین ہے یہی وجہ ہے کہ جاہل حافظ عالم دین کے برابر نہیں ہوسکتا اور شامی کی جو عبارت خواجہ صاحب نے نقل کی ہے اس کے آگے والی عبارت میں یہ وضاحت موجود ہے مگر خواجہ صاحب نے اس کو کاٹ دیا ہے اور پیش نہیں کیا ورنہ ان کی سازش کا سارا مکان ہی گر کر تباہ ہوجاتا۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ خواجہ صاحب نے نے اتنی بڑی خیانت کا ارتکاب کیوں کیا ہے جواب یہ ہے کہ اس نے اپنے آقاؤں کی سنت کو برقرار رکھنا تھا اس لیے وہ ایسا کرنے میں مجبور تھے شامی کی مکمل عبارت ملاحظہ ہو

فی البزازیۃ تعلم بعض	بزازیہ میں ہے کہ کسی نے کچھ قرآن پڑھ
القرآن ووجد فراغاً	لیا ہے اور فرصت کو پالیا ہے تو
فالافضل الاشتغال	افضل ہے فقہ کے ساتھ مشغول ہونا
بالفقہ لان حفظ القرآن	کیونکہ قرآن مجید کا حفظ کرنا فرض
فرض کفایۃ وتعلم	کفایہ ہے اور فقہ کے ضروری
ما لابد من الفقہ فرض عین	مسائل کا سیکھنا فرض عین
(شامی ص۳۶۹)	ہے۔

جس شخص کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز سکھائی تھی اس کو قرآن مجید کے متعلق فرمایا:

فان کان معک	پس اگر تیرے پاس قرآن ہے
قرآن فاقراء	تو پڑھ ورنہ الحمد للہ اللہ اکبر
والا فاحمد اللہ وکبرہ	اور لا الہ الا اللہ پڑھ کر رکوع

وھللہ ثم ارکع (مشکوٰۃ ص۷۶) کر۔

قارئین کرام! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو یہ نہیں فرمایا کہ چونکہ تجھے قرآن مجید یاد نہیں لہٰذا وضو کرکے نماز پڑھنا بے کار ہے (معاذ اللہ) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قرآن مجید کا یاد کرنا فرض عین نہیں ہے مگر نماز کا پڑھنا فرض عین ہے۔ شامی کی عبارت سے مسئلہ واضح ہوگیا ہے لہٰذا اب کسی مکار کا مکر و فریب نہیں چل سکتا۔

ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ
دیتے ہیں یہ دھوکہ بازی گر کھلا

خواجہ صاحب کا جھوٹ

خواجہ صاحب نے رد المختار شامی کا حوالہ دیا ہے حالانکہ علامہ شامیؒ کی کتاب رد المختار نہیں ہے بلکہ اس کا نام رد المحتار ہے یعنی المحتار حا کے ساتھ ہے

فقہ کا سیکھنا واجب ہے

حدیث شریف میں ہے۔ طلب الفقہ حتم واجب علی کل مسلم (کنوز الحقائق ص۸۲) فقہ کا طلب کرنا ہر مسلمان پر یقینی طور پر واجب ہے۔

حافظ ابن حجرؒ کا فیصلہ

خیرکم من تعلم القرآن وعلمہ (حدیث شریف) تم میں سے بہتر وہ لوگ ہیں جو قرآن سیکھتے اور سکھاتے ہیں۔ اس حدیث کے تحت مولانا مبارکپوری غیر مقلد لکھتے ہیں:

قال الحافظ ان قیل	حافظ ابن حجرؒ نے کہا ہے کہ اگر
یلزم ان یکون المقری	یہ اعتراض کیا جائے کہ اس
افضل من الفقیہ قلنا	حدیث سے لازم آتا ہے کہ مقری

لان الذين المخاطبين بذالك كانوا فقهاء النفوس لانهم كانوا اهل اللسان فكانوا يدرون معاني القرآن بالسليقة اكثر مما يدريها من بعدهم بالاكتساب فكان الفقه لهم سجية فمن كان في مثل شانهم شاركهم في ذالك من كان قارئا او مقرئا محضا لا يفهم شيئا من معاني ما يقرأه او يقرئه (تحفة الاحوذي ص۵۲ تا ص۵۳).

(قرآن پڑھانے والے) کی شان فقیہ (دین کے مسائل سمجھنے والے) سے زیادہ ہے تو ہم جواب میں کہیں گے ایسا نہیں ہے بلکہ اس حدیث میں فقہا کو خطاب کیا گیا ہے جو عربی جاننے والے تھے اور قرآن کے معانی کے عالم تھے کیونکہ یہ اپنے انداز سے قرآن کے معانی کو ان لوگوں سے زیادہ جانتے ہیں جو بعد میں آئے اور محنت سے حاصل کیا پس فقہ اس میں مضمر ہے پس جو ایسا ہوگا وہ اس فضیلت میں شامل ہو جائے گا محض وہ شخص جو پڑھتا پڑھاتا ہے مگر معانی قرآن سے جاہل ہے۔

خواجہ صاحب معلوم ہوا فقہ کا دشمن ہرگز بہتر اور اچھا شخص نہیں ہو سکتا اس لیے آپ فقہ کی دشمنی سے توبہ کر لیں۔ فقہ کی فضیلت اور فقہاء کی فضیلت میں بہت سی احادیث وارد ہیں لیکن یہ مقام اس کی گنجائش نہیں رکھتا۔ فقہاء کی حدیث محض محدثین کی حدیث سے بہتر ہے امام وکیعؒ کا فیصلہ (معرفۃ علوم الحدیث ص۱۱ و کتاب الاعتبار ص۱۵)۔

امام اعمشؒ کا فیصلہ

یا معشر الفقہاء انتم الاطباء ونحن الصیادلۃ (جامع بیان العلم ص۱۳۱ ج۲ الخیرات الحسان ص۲۱) اے فقہاء کی جماعت تم طبیب ہو اور ہم محدثین پنساری ہیں۔

امام احمدؒ

امام احمدؒ کی خدمت میں ایک سائل نے حرام و حلال کے ایک مسئلہ کے بارے میں سوال کیا تو امام احمدؒ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ تجھ پر رحم کرے کسی اور سے پوچھ لے سائل نے کہا حضرت ہم تو آپ سے ہی اس کا جواب پوچھنا چاہتے ہیں امام احمدؒ نے فرمایا:

سل عافاك الله غيرنا سل الفقهاء سل ابا ثور (تاریخ بغداد ص۶۶ جلد ۶)

اللہ تعالیٰ تجھے عافیت سے نوازے کسی اور سے پوچھ لے فقہاء سے پوچھ۔ امام ابو ثورؒ سے پوچھ۔

قارئین کرام: اس سے معلوم ہوا کہ بعض مسائل ایسے ہیں کہ بڑے بڑے محدث بھی اس میں فقہاء کے محتاج ہیں۔ قرآن و حدیث سے مسائل کا استنباط کرنا خالہ جی کا گھر نہیں کہ ہر تھو پھتو فقہاء پر اعتراض کرتا پھرے اللہ تعالیٰ شتر بے مہار لوگوں کے فتنہ اور فساد سے بچائے آمین۔

خواجہ صاحب

خواجہ صاحب لکھتے ہیں:

فلعنة ربنا اعداد رمل على من رد قول ابي حنيفه

ترجمہ: جو امام ابو حنیفہ کے قول کو رد کرے اس پر ریت کے ذروں برابر خدا کی لعنت ہو۔ (درمختار ص۵ جلد ۱)

یہ الگ بات ہے کہ امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ نے تین تہائی سے زیادہ مسائل میں امام ابو حنیفہؒ سے اختلاف کیا ہے (درمختار ص۴۲ جلد ۱ عوام ص۳)

الجواب

محترم خواجہ صاحب! رد اور اختلاف میں زمین و آسمان کا فرق ہے اگر آپ کو یہ معلوم ہوتا تو ایسی جاہلانہ بات نہ کرتے اور پھر اس کے تحت شرح کو بھی پڑھتے کی

تکلیف گوارا کر لیتا تو یہ رسوائی نہ اٹھانا پڑتی۔ علامہ شامیؒ لکھتے ہیں۔

أي على من رد ما قاله من الأحكام الشرعية محتقرا لها فإن ذالك موجب للطرد والإبعاد لا بمجرد الطعن في الاستدلال لأن الأئمة لم تزل يرد بعضهم قول بعض ولا بمجرد الطعن في الإمام نفسه لأن غايته الحرمة فلا يوجب اللعن الخ (شامی ص۴۲)

یعنی اس شخص پر لعنت ہو جو امام صاحبؒ کے ان اقوال کو جس میں احکام شرعیہ بیان کئے گئے ہیں حقارت کے طور پر رد کرتا ہے کیونکہ یہ لعنت و رحمت سے دوری کا سبب ہے مطلق طعن مراد نہیں کیونکہ ائمہ کرامؒ ایک دوسرے کے استدلال کو رد کرتے رہتے ہیں اور امام صاحبؒ کی ذات میں بھی مطلق طعن مراد نہیں کیونکہ اس کا انتہائی درجہ یہ ہے کہ ایسا شخص حرام کا مرتکب ہوگا نہ لعنت کا۔

امام اعظمؒ کے گستاخ کا حشر برا ہوتا ہے

مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی غیر مقلد لکھتے ہیں:

بزرگان دین خصوصاً حضرات ائمہ متبوعینؒ سے حسن عقیدت نزول برکات کا ذریعہ ہے اس لیے بعض اوقات خدا تعالیٰ اپنے فضل عمیم سے کوئی فیض اس ذرہ بے مقدار پر نازل کر دیتا ہے۔ اس مقام پر اس کی صورت یوں ہے کہ جب میں نے اس مسئلہ کے لیے کتب متعلقہ الماری سے نکالیں اور حضرت امام صاحبؒ کے متعلق تحقیقات شروع کی تو مختلف کتب کی ورق گردانی سے میرے دل پر کچھ غبار آگیا جس کا اثر بیرونی طور پر یہ ہوا کہ دن دوپہر کے وقت جب سورج پوری طرح روشن تھا یکایک میرے

سامنے گھپ اندھیرا چھا گیا گویا ظُلُمٰتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ کا نظارہ ہو گیا معاً خدا تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا کہ یہ حضرت صاحبؒ سے بدظنی کا نتیجہ ہے اس سے استغفار کرو میں نے کلمات استغفار دہرانے شروع کئے وہ اندھیرے فوراً کافور ہو گئے اور ان کے بجائے ایسا نور چمکا کہ اس نے دوپہر کی روشنی کو مات کر دیا اس وقت سے میری حضرت امام صاحبؒ سے حسن عقیدت اور زیادہ بڑھ گئی اور میں ان شخصوں سے جن کو حضرت امام صاحبؒ سے حسن عقیدت نہیں ہے کہا کرتا ہوں کہ میری اور تمہاری مثال اس آیت کی مثال ہے کہ حق تعالیٰ نے منکرین معارج قدسیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب کر کے فرماتا ہے اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى. میں نے جو کچھ عالم بیداری اور ہشیاری میں دیکھ لیا اس میں مجھ سے جھگڑنا بے سود ہے (تاریخ اہلحدیث ص[illegible])

(۲) مولانا میر سیالکوٹی صاحب غیر مقلد تاریخ اہلحدیث ص۴۲۵ میں عنوان قائم کرتے ہیں استاذ پنجاب حافظ عبدالمنان محدث وزیر آبادیؒ پھر ان کے حالات میں ص۴۳۷ میں لکھتے ہیں آپ ائمہ دین کا بہت ادب کرتے تھے چنانچہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص ائمہ دین اور خصوصاً امام ابو حنیفہؒ کی بے ادبی کرتا ہے اس کا خاتمہ اچھا نہیں ہوتا۔

(۳) مولانا داؤد غزنوی غیر مقلد کی سوانح میں ہے۔ اس سلسلہ میں مولانا داؤد نے سامعین (جو اکثر و بیشتر اہلحدیث تھے) کو سخت الفاظ میں تنبیہ کی کہ دوسرے لوگوں کی یہ شکایت کہ اہل حدیث حضرات ائمہ اربعہ کی توہین کرتے ہیں بلا وجہ نہیں ہے اور میں دیکھ رہا ہوں کہ ہمارے حلقہ میں عوام اس گمراہی میں مبتلا ہو رہے ہیں اور ائمہ اربعہ کے اقوال کا تذکرہ حقارت کے ساتھ بھی کر جاتے ہیں یہ رجحان سخت گمراہ کن اور خطرناک ہے اور ہمیں سختی کے ساتھ اس کو روکنے کی کوشش کرنی چاہیئے (داؤد غزنوی ص۳۷۳ تا ص۳۷۴ مکتبہ غزنویہ شیش

محل روڈ لاہور

(۴) ائمہ کرام کا احترام۔ ائمہ کرام کا ان کے دل میں انتہائی احترام تھا حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی بے حد عزت سے لیتے۔ ایک دن میں ان کی خدمت میں حاضر تھا کہ جماعت اہل حدیث کی تنظیم سے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔ بڑے درد تک لہجے میں فرمایا۔ مولوی اسحٰق، جماعت اہلحدیث کو حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی روحانی بد دعا لے کر بیٹھ گئی ہے۔ ہر شخص ابوحنیفہؒ ابوحنیفہ کہہ رہا ہے کوئی بہت ہی عزت کرتا ہے تو امام ابوحنیفہؒ کہہ دیتا ہے۔ پھر ان کے بارے میں ان کی تحقیق یہ ہے کہ وہ تین حدیثیں جانتے تھے یا زیادہ سے زیادہ گیارہ۔ اگر کوئی بہت بڑا احسان کرے تو وہ انہیں سترہ حدیثوں کے عالم گردانتا ہے۔ جو لوگ اتنے جلیل القدر امام کے بارے میں یہ نقطہ نظر رکھتے ہوں ان میں اتحاد و یکجہتی کیونکر پیدا ہو سکتی ہے۔ یا غربۃ العلم انما اشکو بثی وحزنی الی اللہ (داؤد غزنوی ص۱۳۶ تا ص۱۳۷)

(۵) مولانا داؤد غزنوی فرماتے ہیں۔ اور ہمارے مدرسہ کا حال سنئے ایک روز حضرت والد بزرگوار (مولانا عبدالجبار غزنویؒ) کے درس بخاری میں ایک طالب علم نے کہہ دیا کہ امام ابوحنیفہؒ کو پندرہ حدیثیں یاد تھیں مجھے ان سے زیادہ حدیثیں یاد ہیں۔ والد صاحب کا چہرہ مبارک غصہ سے سرخ ہو گیا اس کو حلقۂ درس سے نکال دیا اور مدرسہ سے بھی خارج کر دیا اور فرمائے۔ اتقوا فراسۃ المؤمن فانہ ینظر بنور اللہ۔ فرمایا کہ اس شخص کا خاتمہ دین حق پر نہیں ہوگا ایک ہفتہ نہیں گزرا تھا کہ معلوم ہوا کہ وہ طالب علم مرتد ہو گیا ہے۔ اعاذنا اللہ من سوء الخاتمہ۔ (داؤد غزنوی ص۳۸۴)

(۶) جناب ابوبکر غزنوی لکھتے ہیں: ایک مضمون میں اپنے مذہبی موقف کی وضاحت

کرتے ہوئے لکھتے ہیں، ائمہ دین نے جو دین کی خدمت کی ہے امت قیامت تک ان کے احسان سے عہدہ برا نہیں ہو سکتی۔ ہمارے نزدیک ائمہ دین کے لیے جو شخص دل میں سوء ظن رکھتا ہے یا زبان سے ان کی شان میں بے ادبی اور گستاخی کے الفاظ استعمال کرتا ہے یہ اس کی شقاوت قلبی کی علامت ہے اور میرے نزدیک اس کے سوء خاتمہ کا خوف ہے۔ ہمارے نزدیک ائمہ دین کی ہدایت و درایت پر امت کا اجماع ہے (داؤد غزنوی ص۳۷۴)

(۷) مولانا ثناء اللہ صاحب غیر مقلد فرماتے ہیں۔ میں نے اس کے متعلق حضرت میاں صاحب مرحوم دہلوی یعنی شیخ الکل حضرت سید نذیر حسین صاحب مرحوم سے دریافت کیا تو آپ نے جواب میں کہا کہ ہم ایسے شخص کو جو ائمہ دین کے حق میں بے ادبی کرے چھوٹا رافضی جانتے ہیں۔ (حاشیہ تاریخ اہلحدیث میر سیالکوٹی ص۱۰۳)

خواجہ صاحب! ان واقعات کی روشنی میں شعر فلعنۃ ربنا الخ ہمارے رب کی لعنت ہو۔ کا مطلب سمجھ گئے ہو یا نہیں۔ اگر نہیں سمجھے تو

؎ چشمہ آفتاب را چہ گناہ

یہ شعر حضرت امام عبداللہ بن مبارکؒ کی طرف منسوب ہے (عمدۃ الرعایہ وغیرہ) جو حضرت امام اعظمؒ کے شاگرد ہیں اور استاذ کی بے قدری و بے عزتی کرنے والا شخص مخلص شاگرد کے ہاں مردود شمار کیا جاتا ہے چنانچہ الحیات بعد المات ص۱۲۶ میں ہے میاں صاحب اپنے اساتذہ جناب مولانا شاہ ولی اللہ جناب مولانا شاہ عبدالعزیز جناب مولانا شاہ محمد اسحٰق قدس اسرارہم اور ان کے خاندان کا بہت ادب کرتے اکثر قرآن و حدیث کے ترجمے کے موقع پر فرماتے مجھ سے اس کا موافق ترجمہ سنو جو ہمارے بزرگوں سے سینہ بسینہ چلا آتا ہے اور بیان مسائل میں بھی انہیں بزرگوں کے اقوال سے سند لاتے اور فرماتے ہیں۔ اس پر کوئی آزاد طبع طالب علم

اگر کہہ دیتا کہ حضرات کا کہنا سند نہیں ہو سکتا جب تک قرآن و حدیث سے سند نہ دی جائے تو بہت خفا ہو کر فرماتے مردود۔ کیا یہ حضرات گھس کھٹے تھے ایسی ہی اڑان گھائی اڑاتے تھے۔ خواجہ صاحب مردود وہ ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور کیا جاوے جیسے شیطان مردود اور یہی معنی شعر مذکور کے ہیں تو بتایئے شاہ ولی اللہ صاحبؒ شاہ عبد العزیزؒ و شاہ محمد اسحٰقؒ کی بہت سی باتوں سے اختلاف کر کے آپ اور آپ کے اساتذہ مردود ہوئے یا نہ نیز یہ بتائیں کہ شیخ اکمل کی یہ بات سچی ہے یا جھوٹی۔ اگر سچی ہے تو پھر اگر یہی بات کوئی حنفی کہہ دے یعنی امام ابو حنیفہؒ و صاحبینؒ کے اقوال پیش کرے اس پر کوئی شتر بے مہار شخص اعتراض کر دے کہ ان کی بات حجت نہیں قرآن و حدیث پیش کرو اس کے جواب میں حنفی یہ کہہ دے مردود کیا یہ حضرات قرآن و حدیث کے خلاف کہتے تھے تو اس سنی کی بات بھی سچی ہو گی یا نہ

تم ہی کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہے۔

خواجہ صاحب کا جھوٹ ۶

خواجہ صاحب کا یہ لکھنا کہ یہ الگ بات ہے کہ امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ نے تین تہائی سے زیادہ مسائل میں امام ابو حنیفہؒ سے اختلاف کیا ہے۔ (در مختار ص۲۴ جلد۱) خواجہ صاحب کا یہ لکھنا خالص جھوٹ ہے در مختار میں یہ حوالہ موجود نہیں ہے جھوٹ بولنے میں خواجہ صاحب کو لذت آتی ہے۔

جھوٹ بولنے سے جن کو عار نہیں
ان کی باتوں کا کوئی اعتبار نہیں

مولانا عبد الحی لکھنوی مرحوم کی احناف پر خصوصی شفقت

مولانا لکھنوی لکھتے ہیں:

وَاِنَّ مُخَالَفَتَہُمَا لِاِمَامِہِمَا غَیْرُ قَلِیْلَۃٍ حَتّٰی قَالَ الْاِمَامُ الْغَزَالِیُّ اِنَّہُمَا خَالَفَا اَبَا حَنِیْفَۃَ فِیْ ثُلُثَیْ مَذْہَبِہٖ۔
(مقدمہ شرح وقایہ ص)

یعنی صاحبینؒ کی مخالفت امام صاحبؒ سے مسائل میں بہت زیادہ ہے حتیٰ کہ امام غزالیؒ نے اپنی کتاب المنخول میں لکھا ہے کہ صاحبینؒ امام صاحبؒ کے مذہب کے دو تہائی میں مخالف ہیں۔

المنخول نامی کتاب امام غزالیؒ کی نہیں

علامہ ابن حجر مکیؒ فرماتے ہیں:

وكذالك وقع في المنخول المنسوب للامام الغزالي حجة الاسلام فكر اشيا ومن ذالك وانما قلنا المنسوب لانه لم يصح نسبة جميع ما في هذا الكتاب اليه فيحتمل ان تكون التلامذة الشنيعة اختلقت عليه بدليل انه مدحه في كتاب احياء علوم الدين المتواتر عنه بما يليق بكمال ابي حنيفة رحمه الله

اور اس طرح المنخول جو امام غزالیؒ کی طرف منسوب کی گئی اس میں بھی ایسی باتیں ہیں جن سے امام اعظمؒ کی توہین لازم آتی ہے اور ہم نے المنخول کو منسوب الی الغزالی اس لئے کہا ہے کہ اس کتاب میں تمام باتیں صحیح نہیں ہیں پس احتمال ہے کہ کسی نے گھڑ کر امام غزالیؒ کے سر تھوپ دی ہوں اور اس کی دلیل یہ ہے کہ امام غزالیؒ نے امام اعظمؒ کی تعریف اپنی مشہور و متواتر کتاب احیاء العلوم میں کی ہے جو امام اعظمؒ

(الخیرات الحسان ص۱۲) کے لائق ہے۔

نیز علامہ ابن حجر مکی شافعیؒ لکھتے ہیں:

وایضا فان النسخة التی رأیتها مکتوب علیها ان هذا الکتاب تصنیف محمود الغزالی ومحمود هذا لیس بحجة الاسلام ومن ثمه کتب علی حاشیة تلک النسخة هذا الشخص معتزلی اسمه محمود الغزالی ولیس هو حجة الاسلام۔ (الخیرات الحسان ص۵)

اور نیز میں (ابن حجرؒ) نے جو نسخہ المنخول کا دیکھا ہے اس پر لکھا ہوا تھا کہ یہ کتاب تصنیف ہے محمود غزالی کی اور محمود غزالی یہ امام غزالی وہ نہیں جن کا لقب حجۃ الاسلام ہے اور اسی نسخہ کے حاشیہ پر لکھا ہوا تھا یہ شخص معتزلی ہے اس کا نام محمود غزالی ہے یہ امام غزالی نہیں جو حجۃ الاسلام ہے۔

نوٹ: امام غزالیؒ کا نام محمد ہے تو محمود غزالی سے محمد غزالی بنا لیا گیا۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون) علی لکھنوی مرحوم کی شفقتیں احناف حضرات پر بے شمار ہیں یہاں ان میں سے ایک کا بھی ذکر ہوا ہے مولانا لکھنویؒ کے حوالہ سے المنخول کا حوالہ غیر مقلدین حضرات نے بھی دیا ہے (دیکھئے فتاویٰ علمائے حدیث ص۱۹۵ج۱۱ والاصلاح ص۴۰ مولانا محمد گوندلوی وحقیقۃ الفقہ ص۱۳۲) شیعہ حضرات بھی امام اعظمؒ کی تنقیص میں المنخول سے کئی عبارتیں نقل کرتے رہتے ہیں (تحفہ ہبہ تعلیم)

خواجہ صاحب

خواجہ صاحب لکھتے ہیں۔ امام مہدیؒ اور حضرت عیسیٰ حنفی ہوں گے (عوام ص۳)

الجواب

خواجہ صاحب نے اس کا حوالہ فقہ حنفی کی کتاب سے دینے کے بجائے خاں صاحب بریلوی اور خواجہ غلام فرید صاحب کا نام لے کر حوالہ دیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ خواجہ صاحب کے دال میں کوئی کالا کالا ہے اور وہ یہ ہے کہ علامہ شامیؒ نے رد المحتار ص۴۲ تا ص۴۳ میں اس حوالہ کی خوب تردید کی ہے مگر مؤلف حقیقۃ الفقہ نے پوری بے حیائی کا مظاہرہ کیا ہے اور حقیقۃ الفقہ ص۱۴ میں اس حوالہ کا ذکر کر دیا ہے اور حضرت خضر حوالہ درمختار ص۴۳ جلد اسے دے دیا ہے حالانکہ درمختار میں خضر علیہ السلام کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

شریعت بل: خواجہ صاحب نے شریعت بل پر بھی اعتراض کیا ہے جو محض ضد و عناد و خواہش نفسانی کی دلیل ہے کیونکہ خواجہ صاحب کی جماعت اہل حدیث کا ایک گروہ بھی اس کی تائید کرنے والا تھا۔

فقہ حنفی: خواجہ صاحب لکھتے ہیں: پبلک لاء ملک میں ایک ہی ہو سکتا ہے اور وہ ملک کی غالب اکثریت کے عقائد و مسلک کے مطابق فقہ حنفی ہونا چاہیئے (مولانا زاہد الراشدی بحوالہ نوائے وقت ۲۶-۴-۸۷ عوام ص۷) خواجہ صاحب بات تو صحیح ہے آپ کا کیا خیال ہے کہ آپ کی فقہ نافذ کرنی چاہیے پہلے تو یہ اس لیے غلط ہے کہ آپ کی جماعت کے چند افراد کسی خاص علاقہ ضلع میں ہیں اور باقی عظیم پاکستان میں ان کا وجود نہیں دوسرے غیر مقلدین کے علماء نے جو فقہ پیش کی ہے مثلاً فقہ محمدیہ کلاں۔ ہدیۃ المہدی۔ نزل الابرار دلیل الطالب۔ عرف الجادی وغیرہا ان میں ایسے گندے مسائل ذکر ہیں جن کو غیر مقلدین حضرات خود بھی قبول نہیں کرتے جب ان حضرات کے اکابر نے یہ گند پیش کیا ہے تو ان کے اصاغر سے کون سی اچھائی کی امید کی جا سکتی ہے۔

مودودی صاحب

خواجہ صاحب لکھتے ہیں افسوس کہ مسلکاً خالص حنفی ہونے کی وجہ سے سید ابوالاعلیٰ مرحوم بھی اسی خیال کے حامی تھے (عوام ص)

الجواب

خواجہ صاحب! مودودی صاحب نے جو بات کی ہے وہ جمہوری تقاضوں کے مطابق کہی ہے باقی خواجہ صاحب کا یہ کہنا کہ مودودی صاحب خالص حنفی تھے یہ جھوٹ ہے وہ حنفی دیوبندی بریلوی اہلحدیث وغیرہم کو جاہلیت کی پیداوار اور شیطان کی نسل کہتے تھے (دیکھئے خطبات حصہ اول ص۱۲۶ اور رسائل مسائل ص۱۵۲ ج ۲ طبع سوم سنہ ۱۹۶۲ء)

خواجہ صاحب کے استاذ محترم لکھتے ہیں۔ مجھے مولانا مودودی سے تعجب نہیں وہ جب بھی علم کی ان متعارف راہوں سے گزرے انہوں نے ٹھوکر کھائی۔ معتزلہ کا مسلک مسلک اعتزال حیات مسیح۔ دجال وغیرہ میں ان کی جدت نوازیاں کامیاب ثابت نہیں ہوئیں۔ ان کے رہوار قلم کی جولانیوں کا میدان دوسرا ہے (فتاویٰ سلفیہ ص۱۳) ان کا مسلک اعتزال تھا (لا الی ھؤلاء ولا الی ھؤلاء) اور احناف کے عقائد و مسائل کا اختلاف کرنے والا کیسے خالص حنفی بن سکتا ہے۔

ایں خیال است و محال است و جنوں

خواجہ صاحب کا جھوٹ

لہٰذا خواجہ صاحب کا مودودی صاحب کو خالص حنفی لکھنا بھی جھوٹ ثابت ہوا

دروغ گورا تا بخانہ باید رسانید

خضر بھی شاگرد تھے

خواجہ صاحب نے یہ عنوان قائم کر کے جو اعتراض کیا ہے اس کی تردید فتاویٰ شامی ص۴۲ میں موجود ہے۔

خواجہ صاحب

خواجہ صاحب عنوان قائم کرتے ہیں۔ "قرآن کی مانند" پھر لکھتے ہیں بالخصوص ہدایہ کی شان میں مقدمہ میں یہ شعر درج ہے ؎

ان الہدایۃ کالقرآن قد نسخت ما صنفوا قبلہا من الشرع من کتب

"بے شک ہدایہ قرآن کی طرح ہے۔ اس نے تمام سابقہ مذہبی تصنیفات کو منسوخ کر ڈالا ہے" (عوام ص)

غیر مقلدین کی طرف سے احناف پر یہ اعتراض بار بار کیا جاتا ہے گویا غیر مقلدین کے ہاں یہ بہت وزنی اعتراض ہے حالانکہ حقیقت میں اس اعتراض میں کوئی وزن نہیں ہمارے شیخ استاذ مکرم دام مجدہم مقام ابوحنیفہ طبع اول ص۲۲۵ ۱۳۹۱ھ ۱۹۷۲ء میں نتائج التقلید ص۳۷ کے حوالے سے اس اعتراض کو نقل کر کے اس کے جواب سے فارغ ہو چکے ہیں۔ مولانا محمد جوناگڑھی نے بھی ہدایت محمدی ص۳ میں اس اعتراض کو دہرایا ہے حقیقۃ الفقہ ص۱۹۶ میں بھی اس اعتراض کو بڑی شد و مد سے ذکر کیا گیا ہے اس لئے ہم اس کا اپنے انداز میں جواب دینا چاہتے ہیں۔

الجواب

اصل بات اور تھی جس کو بگاڑ کر پیش کیا گیا ہے ہمارے شیخ مکرم لکھتے ہیں مؤلف مذکور نے جو عبارت نقل کی ہے انتہائی جرأت اور جسارت سے کام لیا ہے کیونکہ اصل الفاظ فی الشرع من کتب نہیں بلکہ فی الفقہ ہی دیکھا ہے یہ یا تو مؤلف مذکور کی اپنی ذاتی تحریف ہے اور یا کہیں کسی رسالے سے غلط لکھا ہوا گھسیٹ دیا ہے۔ مقام ابوحنیفہ ص۲۲۵) لیکن یہ شعر ہدایہ اخیرین کے مقدمہ ص۳ میں اس طرح موجود ہے جس طرح مؤلف نتائج التقلید نے پیش کیا ہے۔

مولانا لکھنوی مرحوم کی دوسری خصوصی شفقت احناف پر

مؤلف نتائج التقلید وغیرہ

کی جسارت اور جرأت کے پشت پناہ مولانا لکھنوی مرحوم ہیں مولانا لکھنوی مرحوم نے امام عماد الدینؒ کے دو شعر بحوالہ حاشیہ هدایہ للعلامۃ الهداد ذکر کر کے پھر لکھتے ہیں۔ ولغیرہ سے

ان الهدایۃ کالقرآن قد نسخت ما صنعوا قبلها فی الشرع من کتب

ترجمہ:- اور امام عماد الدینؒ کے سوا کسی اور کا قول ہے کہ ہدایہ قرآن کی طرح ہے۔ بے شک منسوخ کر دیا ہدایہ نے ان کتابوں کو جو اس سے پہلے شریعت کے مسائل میں لکھی گئی ہیں۔

قارئین کرام! مولانا لکھنویؒ کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شعر کسی مجہول شخص کا ہے جس کا نام مولانا کو معلوم نہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اصل الفاظ فی الفقہ کے تھے جس کا مطلب یہ سمجھا جائے گا کہ ہدایہ نے فقہ حنفی کی ان کتابوں کو جو اس سے پہلے فقہ میں لکھی گئی تھیں منسوخ کر دیا ہے۔ یعنی چونکہ ان میں ایسے دلائل نقلیہ عقلیہ موجود نہیں تھے جیسا کہ ہدایہ میں تھے اس لیے ہدایہ نے اس سے بے نیاز کر دیا ہے اور قرآن مجید پہلی کتابوں تورات زبور انجیل کو منسوخ کر دیا تھا فلہٰذا اس تشبیہ میں کوئی خرابی لازم نہیں آتی اور اگر فی الشرع کا لفظ ہو تب بھی اس سے مراد شریعت کے مسائل فقہیہ ہی مراد ہوں گے مگر اس تاویل کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ اصل لفظ فی الفقہ کے ہیں۔

ٹھوس ثبوت

مولانا مرزا حیرت دہلوی غیر مقلد لکھتے ہیں۔ ہدایہ کی نسبت حاجی خلیفہ یہ لکھتا ہے۔ ہدایہ نے اپنی سابق کی فقہی کتابوں کو اس طرح منسوخ کر دیا۔ جس طرح قرآن نے نازل ہو کے گذشتہ انبیاء کی کتابوں کو منسوخ کر دیا۔ ہر شخص کا فرض ہے کہ اس کے فقہی قواعد کو یاد کرے کیونکہ زندگی میں بھی قواعد اس کی رہنمائی کریں گے (حیات طیبہ ص۳۱ اسلامی اکادمی اردو بازار لاہور)

پس عبارت ہذا سے ثابت ہوا کہ مولانا لکھنوی مرحوم نے فی الشرع کا لفظ لکھ کر احناف پر خصوصی شفقت کا مظاہرہ کیا ہے اور غیر مقلدین حضرات نے بھی مولانا ہی کے

حوالہ سے اپنا کام چلایا ہے دیکھئے حقیقۃ الفقہ۔ ہدایت محمدی اور خواجہ کی عوام۔ اتنی سی بات تھی جس کو بتنگڑ بنا دیا گیا۔

ہدایہ اور اس کے مؤلف کا مقام

مولانا لکھنوی مرحوم لکھتے ہیں۔

(۱) صاحب الهدایۃ کان	صاحب ہدایہ امام ہے فقیہ ہے
اِمَامًا فقیہًا۔ حافظًا محدثًا	حافظ محدث مفسر جامع العلوم
مفسرًا جامعًا للعلوم	ضابط للفنون متقن (مضبوط)
ضابطًا للفنون متقنًا	محقق نظار (مناظر اعظم) مدقق
محققًا نظارًا زاهدًا ورعًا	زاہد ورع (پرہیزگار) بارع
بارعًا فاضلًا ماهرًا اصولیًا	(بلند قرآن سے) فاضل ماہر
ادیبًا شاعرًا لم ترالعیون	اصولی ادیب شاعر ہے علم و ادب
مثلہ فی العلم والادب	میں ان جیسا آنکھوں نے نہیں دیکھا
ولہ الید الباسطۃ فی الخلاف	اختلافی مسائل میں ان کا ہاتھ کشادہ
والباع الممتد فی المذاهب	ہے اور مذہب میں تو ان کے دونوں
تفقہ علی الائمۃ المشهورین	بازو پھیلے ہوئے ہیں مشہور اماموں سے
(الفوائد البھیہ ص۱۴۱)	صاحب ہدایہ نے فقہ کے مسائل سیکھے ہیں

(۲) حافظ عبد القادر القرشی الجواہر المضیۃ میں صاحب ہدایہ کو ان القاب سے یاد کرتے ہیں شیخ الاسلام برہان الدین المرغینانی العلامۃ المحقق (مقدمہ نصب الرایہ ص۱۳)

(۳) خواجہ صاحب کے استاذ محترم مولانا محمد اسمٰعیل سلفی لکھتے ہیں۔ علامہ مرغینانی صاحب ہدایہ علامہ کاسانی مؤلف البدائع والصنائع اور علامہ سرخسی۔ قاضی خان نسفی ابن قدامہ۔ ابن تیمیہ۔ علامہ ابو اسحٰق، ابراہیم بن علی بن یوسف صاحب مہذب

اس طرح زرقانی۔ اور باجیؒ۔ ابن رشد۔ شاطبی وغیرہم سب اپنے ائمہ کے مذاہب کو حدیث و روایت کی روشنی میں ثابت کرتے ہیں ان کے طریق استدلال سے اختلاف کیا جا سکتا ہے مگر ان کے محقق ہونے میں شبہ نہیں کیا جا سکتا (تحریک آزادی فکر صفحہ ۱۹۰)

(۴) مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی غیر مقلد فرماتے ہیں! اور بصورت فقدان بعض اجتہاد کی ضرورت کو تسلیم نہ کرتے ہوئے شریعت اسلامی عالمگیر اور تا قیام قیامت قائم نہ جانی جائے گی اور یہ دونوں باتیں درست نہیں ہیں۔ نیز یہ کہ فقہ حنفی میں کتاب ہدایہ میں مسائل فقہیہ کی اسناد میں روایات سے جو ثبوت پیش کیا ہے اور ان کی تائید میں اصولی و معقولی باتیں سمجھائی ہیں۔ اس میں امام برہان الدین مرغینانیؒ مصنف ہدایہ کی سعی معاذ اللہ بے سود گنی جائے گی اور یہ بات سوائے کسی جاہل اور بے سمجھ کے کون کہے گا (تاریخ اہلحدیث صفحہ ۱۴۰)

(۵) غیر مقلدین حضرات کے شیخ الکل مولانا سید نذیر حسین صاحب دہلوی نے پچاس ساٹھ برس سے زیادہ اپنے ذمہ صرف قرآن وحدیث اصول حدیث اور ہدایہ کو خاص کر لیا تھا (الحیات بعد الممات صفحہ ۱۴۴)

(۶) علامہ سید محمد انور شاہ صاحبؒ۔ مؤلف ہدایہ کی بے حد تعریف کرتے تھے آپ سے کسی عالم نے پوچھا فتح القدیر شرح ہدایہ جیسی کتاب آپ تصنیف کر سکتے ہیں آپ نے فرمایا ہاں اس نے کہا ہدایہ جیسی کتاب تحریر کر سکتے ہو انور شاہ صاحب نے فرمایا ہرگز نہیں بلکہ ہدایہ جیسی چند سطریں بھی میں نہیں بنا سکتا۔

(مقدمہ نصب الرایہ صفحہ ۱۴)

راقم الحروف کی پہلی حالت

راقم الحروف طالب علمی کے دور میں جب ہدایہ پڑھتا تھا اور صاحب ہدایہ جہاں حدیث پیش کرتے ہیں تو بعض مقامات میں وہاں بین السطور لکھا ہوتا تھا ھذا حدیث راقم اس کے متعلق استاد سے پوچھتا تھا کہ اس کا کیا مطلب ہے تو وہ فرماتے تھے کہ یہ حدیث کتب حدیث میں نہیں ملی تو راقم حیران ہو جاتا تھا کہ جب حدیث کی کتابوں میں حدیث نہیں تو صاحب ہدایہ کس طرح پیش کر دیتے ہیں مولانا عبدالحی لکھنوی مرحوم کا حاشیہ اور بین السطور پڑھ کر راقم الحروف کافی حد تک صاحب ہدایہ کے متعلق یہ نظریہ قائم کر چکا تھا کہ صاحب ہدایہ کو فن حدیث سے کوئی تعلق نہیں (معاذ اللہ) یہ تو مولانا لکھنویؒ کے حاشیہ کا فیض تھا اور جب حافظ ابن حجرؒ کے الدرایہ کا مطالعہ کیا تو اس میں حافظ صاحبؒ بعض اوقات فرما جاتے ہیں لم اجدہ کہ یہ حدیث مجھے نہیں ملی اور پھر نصب الرایہ علامہ زیلعیؒ کا مطالعہ کیا تو اس سے پتہ چلا کہ صاحب ہدایہ نے جو احادیث ہدایہ میں بیان کی ہیں وہ اکثر احادیث کی کتابوں میں موجود ہیں صرف چند احادیث ایسی ہیں جو نہیں مل سکیں علامہ عینیؒ و حافظ ابن حجرؒ کو بھی وہ احادیث نہیں مل سکیں راقم الحروف پر اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل ہوا کہ چند چیزیں جو ان حضرات کو نہ مل سکی تھیں اس عاجز کو حدیث کی کتابوں سے مل گئی ہیں اس سے صاحب ہدایہ کا وقار راقم الحروف کے دل میں بہت بڑھ گیا ہے۔

وذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء

خواجہ صاحب

خواجہ صاحب لکھتے ہیں۔ کسی ستم ظریف کا مقولہ ہے اتنا جھوٹ بولو کہ لوگ سچ سمجھنے لگیں۔ اس ٹوٹکے کو حنفی علماء نے پیٹ بھر کر آزمایا ہے۔ انہوں نے فقہ حنفی کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملا دیئے ہیں۔ جیسے منزل من اللہ قرآن وحدیث نہ ہوں بلکہ قدوری اور ہدایہ ہوں۔ یہ ان کا تکیہ کلام ہے کہ فقہ حنفی کی کتابیں قرآن و حدیث کا نچوڑ ہیں عطر ہیں۔ عرق ہیں خلاصہ ہیں ست ہیں حاصل ہیں وغیرہ۔ اب قرآن و حدیث کو پڑھنے کی ضرورت نہیں نہ انہیں نافذ کرنے کی ضرورت ہے فقط فقہ حنفی کو نافذ

ہونا چاہیے یہی قرآن وحدیث ہے (عوام ص۵)

الجواب

خواجہ صاحب نے جو مقولہ ذکر کیا ہے کہ "اتنا جھوٹ بولو کہ لوگ سچ سمجھنے لگیں" اس پر خود خواجہ صاحب کا عمل ہے اور اس مقولہ کے تحت خواجہ صاحب نے عمل کرتے ہوئے یہ جھوٹا رسالہ لکھا ہے جو قارئین کے پیش نظر ہے۔

خواجہ صاحب کا جھوٹ ۵

خواجہ صاحب کا یہ لکھنا کہ اب قرآن و حدیث کو پڑھنے کی ضرورت نہیں الخ

یہ خواجہ صاحب کا خالص جھوٹ ہے (لعنۃ اللہ علی الکاذبین) علماء احناف نے ہمیشہ قرآن وسنت پر عمل کیا ہے اور پاکستان کی اسمبلی میں ہمیشہ یہی مطالبہ ہوا کہ قرآن وسنت کو نافذ کرو چنانچہ ۱۹۷۳ء کے آئین میں یہی بات منظور ہوئی اور شریعت بل میں بھی قرآن وسنت کے نافذ کرنے کا مطالبہ موجود ہے خواجہ صاحب کا اتنا بدترین جھوٹ بولنا ان کے بددیانت ہونے کی کھلی دلیل ہے۔

خواجہ صاحب

خواجہ صاحب عنوان قائم کرتے ہیں "گھر کے بھیدی"۔ اس کے تحت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کا حوالہ پیش کرتے ہیں۔ فقہائے حنفیہ کا تعلق حدیث سے ہمیشہ ہی کم رہا ہے (عوام ص۵)

الجواب

خواجہ صاحب نے اسی صفحہ میں پھر فتاویٰ شامی کا نام رد المحتار۔ خاتمہ کے ساتھ لکھا ہے اور اس کی تردید پہلے ہم کر چکے ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کو کبھی تو غیر مقلدین حضرات غیر مقلد لکھ دیتے ہیں اور کبھی حنفی اور گھر کا بھیدی (العجب ثم العجب) خواجہ صاحب امام اعظمؒ وصاحبینؒ کے بعد احناف حضرات کے دو گروہ ہیں (۱) محدثین کا

(۲) فقہاء کا۔ محدثین میں شمار ہوتا ہے۔ محمد بن عبداللہ بن المثنیٰ القاضی البصری امام ابو یعلی الموصلیؒ (صاحب مسند ابو یعلی) امام وکیعؒ (شیخ الشافعیؒ) امام الجرح والتعدیل یحییٰ بن سعید القطانؒ۔ ملک الحفاظ امام یحییٰ بن معینؒ امام طحاویؒ۔ امام ابو بشر الدولابی (صاحب کتاب الکنی) امام ابوبکر الجصاص الرازیؒ علامہ زیلعیؒ حافظ ابن ہمامؒ علامہ ماردینیؒ (صاحب الجوہر النقی) علامہ عینیؒ محدث علامہ محمد طاہر پٹنیؒ محدث علی المتقی (صاحب کنز العمال) وغیرہم اور فقہاء کرام میں پھر دو گروہ ہیں ایک گروہ وہ ہے جو حدیث کے دلائل سے بھی واقف ہے دوسرا وہ ہے جو واقف نہیں یا واقفیت کمزور ہے لہٰذا اس سے مطلقاً احناف مراد نہیں کہ وہ بالکل حدیث سے ناواقف ہیں۔

اسی طرح محدثین کرامؒ کے بھی کئی گروہ ہیں۔

(۱) جھوٹی اور سچی حدیثوں میں تمیز کر سکنے والے۔

(۲) جھوٹی اور سچی حدیثوں میں تمیز کر سکنے کے باوجود ہر قسم کی رطب و یابس روایات میں تمیز نہ کر سکنے والے۔ جب محدثین کرام ایک درجہ کے نہیں ہو سکتے تو فقہاء کرام کس طرح ایک درجہ کے ہو سکتے ہیں۔ جب ادنی درجے کے محدثین کے عیوب کا الزام اعلیٰ درجے کے محدثین پر نہیں لگا جا سکتا تو ادنی درجے کے فقہا کا الزام اعلیٰ درجے کے فقہاء پر کیسے لگایا جا سکتا ہے البتہ محروم البصیرت شتر بے مہار آدمی اگر ایسا نتیجہ اخذ کرتا ہے تو اس کا قصور بھی نہیں۔

مولانا عبدالحی لکھنوی کی خصوصی شفقت

علامہ سید محمد انور شاہ صاحب فرماتے ہیں:

وھو حنفی شیخ لمحمد طاھر صاحب مجمع البحار وھو ایضاً حنفی کما صرح به ھو بنفسه فی رسالة خطیة وسھا مولانا عبدالحی رحمه الله تعالیٰ حیث عدہ من الشافعیة ومن مصنفات شیخه (کنز العمال)
(فیض الباری ص ۳۱۴/۱)

شیخ علی متقی حنفی ہیں محدث محمد طاہر مؤلف مجمع البحار کے شیخ ہیں اور محدث محمد طاہر بھی حنفی ہے جیسا کہ اس نے خود اپنے ایک قلمی رسالہ میں صراحت سے لکھا ہے مولانا عبدالحیؒ کا ان کو شافعیوں میں شمار کرنا سہو ہے اور ان کے شیخ کی تصنیفات میں سے کنز العمال (حدیث میں) ہے۔

خواجہ صاحب

خواجہ صاحب لکھتے ہیں۔ مولانا عبدالحی لکھنویؒ حنفی ہدایہ وغیرہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

لا یعتمد علی الاحادیث المنقولة فیھا اعتماداً کلیاً ولا یجزم لورودھا

فقط ان کتابوں میں مذکور ہونے کی وجہ سے احادیث پر پورا اعتماد اور یقین نہیں کر لینا

وثبوتھا بمجرد وقوعھا فیھا فکم من احادیث ذکرت فی الکتب المعتبرة وھی موضوعة

چاہیے کیونکہ بہت سی معتبر کتابیں موضوع روایات سے پر ہیں۔

(مقدمہ عمدۃ الرعایہ مطبع یوسفی ص ۱۳ (عو مرص ۲)

الجواب

روایات کا پرکھنا محدثین کرامؒ کے اصولوں کے مطابق یہ الگ فن ہے صحاح ستہ کی بعض کتب میں بھی بعض جھوٹے اور وضاع قسم کے راوی موجود ہیں جن کی نشاندہی ہم بھی کریں گے (انشاء اللہ تعالیٰ) تو کیا آپ کے اصول کے مطابق جو آپنے اپنے غیر مقلدین بھائیوں یعنی منکرین حدیث سے لیا ہے صحاح ستہ کا اعتبار نہیں ہو گا (لا حول ولا قوۃ الا باللہ) مولانا لکھنوی مرحوم فرماتے ہیں:

وبعض الشافعیة طعنوا علی صاحب الھدایة بانه اورد فیھا الاحادیث التی لیست بتلك دعلی ھذا الابعد من الوقوف بجلالة قدرہ وعدم الاطلاع علی فخامة علمه وقد خرج احادیثه الشیخ محی الدین عبدالقادر بن محمد القرشی المصری وسماہ العنایه بمعرفة احادیث الھدایه

اور بعض شافعیوں نے صاحب ہدایہ پر طعن کیا ہے کہ اس نے ہدایہ میں ایسی احادیث کا ذکر کیا ہے جو صحیح نہیں ہیں اعتراض کرنا ان کا محض عدم واقفیت کی بناء پر ہے کہ وہ صاحب ہدایہ کی قدر و علمیت کا مقام معلوم نہ کر سکے حالانکہ صاحب ہدایہ کی حدیثوں کی باقاعدہ تخریج کی ہے شیخ محی الدین عبدالقادر بن محمد القرشی المصریؒ المتوفی سنہ ۷۷۵

وتوفی سنة خمس وسبعين وسبعمائة والشيخ علاء الدين وسماه الكفاية في معرفة احاديث الهداية والشيخ جمال الدين بن عبد الله ابن يوسف الزيلعي سماه نصب الراية لاحاديث الهداية ولخصه احمد بن علی بن حجر العسقلانی المتوفی سنة اثنتين وخمسين وثمان مائة وسماه الدراية في منتخب احاديث الهداية كذا في كشف الظنون۔

(مقدمہ هدایہ اخیرین ص۳)

نے اور نام رکھا اس کتاب کا العنایہ بمعرفۃ احادیث الہدایہ اور تخریج کی ہے شیخ علاء الدینؒ نے اور نام رکھا اس کا الکفایۃ فی معرفۃ احادیث الہدایہ اور شیخ جمال الدین بن عبد اللہ علامہ زیلعیؒ نے اس کا نام نصب الرایہ رکھا اور نصب الرایہ کا خلاصہ لکھا حافظ ابن حجر عسقلانیؒ المتوفی ۸۵۲ھ نے اور نام رکھا اس کا الدرایۃ جیسا کہ کشف الظنون میں ہے۔

مولانا لکھنویؒ کے اس بیان سے معلوم ہوا کہ ہدایہ کی احادیث حدیث کی کتابوں میں موجود ہیں اور اس کی باقاعدہ محدثین کرامؒ نے تخریج کی ہے اور شافعیہ کا طعن صاحب ہدایہ پر درست نہیں۔

؎ یہ کاوشیں بے سبب ہیں کیسی کدورتوں کی کچھ انتہا بھی
زبان رکھتے ہیں ہم بھی آخر کچھ تو پوچھو سوال کیا ہے

خواجہ صاحب

خواجہ صاحب مولانا لکھنویؒ کا حوالہ بایں الفاظ ذکر کرتے ہیں۔ نیز لکھتے ہیں۔

ومن الفقهاء من ليس لهم حظ الا ضبط المسائل الفقهية من دون المهارة في الروايات الحديثية۔

ان فقہاء کو صرف فقہی مسائل اکٹھے کرنے سے دلچسپی تھی بغیر اس کے کہ انہیں علم حدیث کی بھی کچھ مہارت اور تجربہ ہو۔

(الفاص۱۲) (عوام صک تا صت)

الجواب

خواجہ صاحب جھوٹ بولنا سخت گناہ ہے من الفقہاء کا ترجمہ آپ نے بالکل غلط کیا ہے من الفقہاء کا ترجمہ ان فقہاء نہیں جیسا کہ آپ نے ترجمہ کیا ہے بلکہ اس کا صحیح ترجمہ یوں ہیں فقہاء میں سے بعض ایسے ہیں کیونکہ من تبعیضیہ داخل ہے تو مطلب یہ ہوا کہ بعض فقہاء ایسے "ہیں نہ کل فقہاء ایسے ہیں جیسا کہ آپ نے ترجمہ میں گڑبڑ کرکے تاثر دینے کی ناکام کوشش کی ہے۔

خواجہ صاحب کا جھوٹ نمبر ۹

یہ خواجہ صاحب کا جھوٹ نمبر ۹ ثابت ہوا (اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ)

خواجہ صاحب

خواجہ صاحب نے مولانا لکھنویؒ سے ایک حوالہ نقل کیا ہے جس کا ترجمہ خواجہ صاحب نے یوں کیا ہے۔ صاحب ہدایہ کو دیکھو جو جلیل القدر حنفیوں میں سے ہیں اور رافعی شارح وجیز کو دیکھو جو بزرگ شافعیوں میں سے ہیں باوجود اتنے مشہور اور قابل اعتماد ہونے کے انہوں نے اپنی کتابوں میں ایسی روایات درج کر دی ہیں جن کا نام و نشان تک نہیں ملتا شیخ عبد الحق حنفی دہلویؒ فرماتے ہیں۔ مصنف ہدایہ ضعیف حدیثیں بیان

کرتے ہیں غالباً انہیں علم حدیث سے کوئی سروکار نہیں تھا (شرح سفر السعادۃ) عوام ص۲

الجواب

مصنف ہدایہ کے متعلق ایسی بات لکھنا درست نہیں صاحب ہدایہ کی چند روایتیں ایسی ہیں جو حافظ ابن حجرؒ وغیرہ کو نہیں مل سکیں باقی سب ذخیرہ احادیث کا مشہور کتابوں میں موجود ہے اور جو روایتیں ابن حجرؒ وغیرہ کو نہیں مل سکیں ان میں سے بھی بعض راقم الحروف کو مل گئی ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ صاحب ہدایہ بلند پایہ محدث ہے بلکہ حافظ الدنیا ہے۔ باقی رہا ضعیف حدیثیں بیان کرنا تو اگر اس سے یہ مراد ہو کہ صاحب ہدایہ نے تمام حدیثیں یا اکثر حدیثیں ضعیف بیان کی ہیں تو یہ بالکل غلط ہے اور اگر اس سے یہ مراد ہو کہ بعض حدیثیں ضعیف بیان کی ہیں تو یہ درست ہے مگر کیا کیا جائے کہ بعض حدیثیں تو صحاح ستہ میں بھی ضعیف ہیں تو کیا صحاح ستہ والوں کو علم حدیث سے کوئی سروکار نہیں تھا۔

(لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم)

خواجہ صاحب

خواجہ صاحب ملا علی قاریؒ کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں۔ ہدایہ میں اوہام کی کثرت ہے جن کا ذکر علامہ عبدالقادر حنفیؒ نے اپنی کتاب عنایہ میں بھی کیا ہے (طبقات، بحوالہ الفوائد البہیہ مطبع یوسفی ص۱۴۲، عوام ص۲)

الجواب

خواجہ صاحب جب ملا علی قاریؒ و علامہ عبدالقادر حنفیؒ وغیرہما نے ان اوہام کو بیان کر دیا ہے تو آپ کو کیا ضرورت ہے ان کے بیان کرنے یا اشارہ کرنے کی شاید سستی شہرت مطلوب ہوگی محترم غلطی کا ہو جانا اور بات ہے اور اس پر عمل کرنا اور بات ہے مثلاً ایک حافظ قرآن مجید تراویح میں سناتا ہے اس کو غلطی لگ جاتی ہے مگر دوسرا حافظ اس غلطی پر تنبیہ کرتا ہے تو وہ غلطی رواج نہیں پا سکتی اسی طرح جہاں صاحب ہدایہ سے غلطی ہوئی ہے اس پر تنبیہ کر دی گئی ہے اس پر عمل حنفیوں نے نہیں کیا فلطف

آپ کا یہ شر انگیز بیان قابل مذمت ہے

حفاظ حدیث سے اغلاط کا صدور

علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں:

فليس من شرط الثقة ان لا يغلط ابداً فقد غلط شعبة و مالك و ناهيك بهما ثقة و نبلاً۔	پس ثقہ راوی کی یہ شرط نہیں کہ اس سے غلطی کا کبھی صدور نہ ہوا ہو بے شک امام شعبہؒ و مالکؒ سے بھی غلطی کا صدور ہوا ہے اور ان کا ثقہ و جلیل القدر ہونا تجھے کافی و مسلمہ ہے۔
(سیر اعلام النبلاء ص۳۴۶)	

نیز فرماتے ہیں:

فأرني اماماً من الكبار سلم من الخطاء والوهم فهذا شعبة وهو في الذروة له اوهام وكذالك معمر والاوزاعي ومالك رحمة الله عليهم۔	مجھے بڑے محدثین ائمہ میں سے کوئی ایسا امام دکھاؤ جس سے وہم اور خطا نہ ہوئی ہو یہ شعبہؒ چوٹی کے محدث ہیں اور ان سے کئی اغلاط ہوئے ہیں اور اسی طرح معمرؒ اور اوزاعیؒ و امام مالکؒ سب سے اوہام و اغلاط ہوئے ہیں۔
(سیر اعلام النبلاء ص۳۶)	

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ نے یہاں تک فرما دیا ہے۔

من لا يغلط في الحديث فهو كذاب۔	جو محدث حدیث میں غلطی نہیں کرتا وہ کذاب (بہت بڑا جھوٹا) ہے۔
(کامل ابن عدی ص۱۱۳)	

امام بخاریؒ امام بخاریؒ چوٹی کے محدث ہیں مگر ان سے بھی بہت سے اوہام و اغلاط ہوئے ہیں۔ تاریخ کبیر میں راویوں کے سلسلہ میں جو آن سے اوہام واقع ہوئے ہیں اس پر امام ابوحاتمؒ نے کڑی نکتہ چینی کی ہے حتیٰ کہ ان کے بیٹے عبدالرحمن بن ابی حاتمؒ نے ان اغلاط کو خطاء البخاری کے نام سے کتاب مرتب کر کے جمع کر دیا ہے اور دوسرے ائمہ رجال نے بھی موقعہ بموقعہ ان اغلاط پر تنبیہ کی ہے۔

وہم ۱ : حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں :

نافع بن الحارث. حدّث	نافع بن الحارث ابوداؤد ایک
عنه زیاد بن المنذر قال	راوی ہے اس سے زیاد بن
البخاری لم یصح حدیثه	المنذر راوی نے حدیث بیان کی
وهو کوفی (الخ)	ہے اور امام بخاریؒ فرماتے ہیں
ولکن قول البخاری هنا انه	کہ اس کی حدیث صحیح نہیں ہے
کوفی یرد علیه لان ابا	کوفی ہے لیکن امام بخاریؒ کا اس
داؤد بصری	مقام پر اس کو کوفی کہنا مردود ہے
(لسان المیزان ص۱۴۵ ج۶)	کیونکہ ابوداؤد بصری ہے کوفی نہیں

وہم ۲ : امام بخاریؒ نے ایک راوی محمد بن عمران نامی پر جرح کی ہے علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں :

کذا اسماه البخاری وهو	امام بخاریؒ نے اس کا اس طرح
احمد بن عمران	نام لیا ہے حالانکہ اس کا نام
(میزان الاعتدال ص۲۲۳ ج۳)	احمد بن عمران ہے۔

وہم ۳ : ایک راوی ہے حرام بن حکیم جو ایک حدیث ذکر کرتا ہے لیکن

درجے والے ایک راوی نے اس حدیث کی دوسری سند میں غلطی سے اس کا نام حرام بن معاویہ کہہ دیا ہے۔ تو امام بخاریؒ نے ان کو دو مرد الگ الگ سمجھ کر دو راوی سمجھ لئے ہیں چنانچہ علامہ محمد احمد شاکر غیر مقلد فرماتے ہیں :

فظنهما البخاری رجلین	امام بخاریؒ نے ان کو دو شخص سمجھ
قال الخطیب و وهم	لیا ہے خطیب بغدادیؒ فرماتے
البخاری فی فصله بین	ہیں کہ حرام بن حکیم و حرام بن معاویہ
حرام بن حکیم و بین	کے الگ کرنے اور دو راوی سمجھنے
حرام بن معاویة لانه	میں امام بخاریؒ سے بھول ہوئی ہے
رجلٌ واحد (تعلیقات	کیونکہ یہ ایک شخص
شاکر علی الترمذی ص۱۹۳)	ہے۔

وہم ۴ : عطاءؒ فرماتے ہیں :

قال عطاء التی کانت	عطاءؒ فرماتے ہیں کہ حضرت نبی
رسول الله صلی الله	اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ زوجہ
علیه وسلم لا یقسم لها	جس کی آپ باری مقرر نہیں کرتے
بلغنا انها صفیة وکانت	تھے وہ صفیہؓ تھیں اور وہ سب
آخرهن موتا ماتت	ازواج مطہرات میں سے آخر
بالمدینة متفق علیه	میں مدینہ منورہ میں فوت ہوئیں (بخاری
وقال رزین قال غیر	و مسلم) اور محدث رزینؒ نے کہا
عطاء هی سودة وهو اصح	کہ عطاءؒ کے علاوہ دوسرے حضرات
(مشکوٰة ص۲۸۰)	سودہؓ کے متعلق کہتے ہیں اور یہی
	زیادہ صحیح ہے۔

اب بخاری و مسلم کی روایت میں دو وہم واقع ہوئے ہیں۔

(۱) حضرت صفیہؓ کی باری مقرر نہیں تھی۔

(۲) اور یہ کہ حضرت صفیہؓ سب سے آخر میں فوت ہوئیں۔ حالانکہ صحیح قول ہے کہ حضرت سودہؓ کی باری مقرر نہیں تھی کیونکہ انہوں نے اپنی باری حضرت عائشہ کو ہبہ کر دی تھی اور حضرت صفیہؓ آخر میں فوت نہیں ہوئی کیونکہ وہ ۵۰ھ میں فوت ہوئی ہیں جب کہ حضرت سودہؓ ۵۴ھ میں اور حضرت عائشہؓ ۵۸ھ میں حضرت ام سلمہؓ ۶۲ھ میں فوت ہوئیں۔

وہم ۵ : بخاری شریف ص ۴۸۹/۱ میں ہے۔ عن مجاهد عن ابن عمر قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم رأیت عیسیٰ وموسیٰ (الحدیث) ابن عمر لکھا گیا ہے اور بخاری شریف کے تمام نسخوں میں اس طرح لکھا ہوا ہے حالانکہ ابن عمر کے بجائے ابن عباس صحیح ہے دیکھئے فتح الباری و عینی وغیرہ۔

وہم ۶ : بخاری شریف ص ۱۹۱/۱ میں حدیث ہے کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ بعض ازواج مطہرات نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا کہ ہم میں سے پہلے کون آپ کو ملے گا آپ نے فرمایا کہ جس کا ہاتھ تم میں سے لمبا ہو گا تو ازواج مطہرات نے لکڑی لے کر اپنے ہاتھ ناپنے شروع کر دیئے اور سودہؓ کا ہاتھ سب سے لمبا ہوا بعد میں ہمیں معلوم ہوا کہ اس لمبائی سے مراد صدقہ خیرات کرنا ہے اور حضرت سودہؓ ہم سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے جا ملیں اور صدقہ و خیرات کے ساتھ محبت رکھتی تھیں۔ امام بخاریؒ نے اسی سند سے یہ حدیث تاریخ صغیر ص ۲۸ میں بھی ذکر فرمائی ہے اور اس سے پہلے ایک سند سے یوں بیان فرمایا ہے :

حدثنا یحییٰ بن سلیمان	کہ سعید بن ابی ہلال کہتا ہے

ثنا ابن وهب عن عمرو عن سعید ابن ابی هلال قال توفیت سودۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی زمن عمر۔	کہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کی وفات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں ہوئی ہے۔

لیکن یہ سند منقطع ہے کیونکہ سعید بن ابی ہلال کی ولادت ۷۰ھ میں ہے (تہذیب ص ۹۵/۴) جس نے حضرت عمرؓ کا دور تو کجا حضرت امیر معاویہؓ کا دور بھی نہیں پایا اس لیے یہ روایت قابل اعتماد نہیں امام بخاریؒ نے اسی تاریخ صغیر کے اسی صفحہ پر اس سے پہلے متصل سند سے بیان کیا ہے۔

ان عبد الرحمٰن بن ابزی اخبرہ انہ صلی مع عمر علی زینب یعنی ابنۃ جحش فکانت اول نساء النبی صلی اللہ علیہ وسلم موتاً	حضرت عبد الرحمٰن بن ابزیؓ فرماتے ہیں کہ اس نے حضرت عمرؓ کے ساتھ حضرت زینب بنت جحش کا جنازہ پڑھا پس یہ ازواج مطہرات میں سے سب سے پہلی زوجہ مطہرہ تھیں وفات کے لحاظ سے

یہ سند متصل ہے اور اہل سیر کے موافق ہے تاریخ صغیر کے حاشیہ پر غیر مقلد محشی مولانا عبد الشکور اثری صاحب لکھتے ہیں :

وقع هذا الحدیث فی کتاب الزکوۃ من البخاری ایضاً لکن فی روایۃ مسلم مصرح انها زینب وهو المعروف عند اهل العلم وعلیہ	بخاری کتاب الزکوۃ میں بھی یہ حدیث موجود ہے لیکن مسلم کی روایت میں صراحۃً موجود ہے کہ سب سے پہلے فوت ہونے والی ازواج مطہرات میں سے حضرت زینب ہیں اور اہل

اتفاق اهل السیر مصرح به النووی وسبقه الی نقل الاتفاق ابن بطال۔

علم کے ہاں یہی مشہور ہے اور اسی پر اہل تاریخ کا اتفاق ہے امام نوویؒ نے اسکی تصریح کی ہے اور اس سے پہلے ابن بطالؒ نے۔

وہم ۷ : بخاری شریف کتاب الطلاق ص ۱۰۳۱/۲ میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حفصہؓ کے پاس گئے اور اس نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو شہد کا شربت پلایا تو حضرت عائشہؓ نے حضرت صفیہؓ حضرت سودہؓ کو ملا کر حضرت حفصہؓ کے خلاف پارٹی بنائی۔ حالانکہ یہ روایت درست نہیں اور بخاری ص ۷۹۳/۲ میں بھی اس طرح غلط منقول ہے حالانکہ صحیح یوں ہے کہ حضرت عائشہ کی پارٹی میں حضرت حفصہؓ شامل تھیں بلکہ اصل پروگرام بنانے اور سوچنے والی یہی دو تھیں اور شہد کا شربت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینبؓ کے گھر پیا تھا دیکھئے صحیح بخاری ص ۷۹۲/۲ نیز ان دو پارٹیوں کا ذکر بخاری ص ۳۵۱/۱ میں بھی موجود ہے جس سے معلوم ہوا کہ شربت پینے کا واقعہ حضرت حفصہؓ کے گھر نہیں ہوا تھا

وہم ۸ : بخاری شریف ص ۲۸۵/۱ میں ہے۔

حتی اتی سوق بنی قینقاع فجلس بفناء بیت فاطمة۔

یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بازار بنی قینقاعؓ میں تشریف لے گئے پس حضرت فاطمہؓ کے گھر کے صحن میں بیٹھ گئے۔

حالانکہ یہ بات درست نہیں کیونکہ حضرت فاطمہؓ کا گھر سوق بنی قینقاع میں نہیں تھا امام مسلمؒ نے صحیح روایت کیا ہے ثم انصرف حتی اتی فناء فاطمة (صحیح مسلم ص ۲۸۳/۲) پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوق قینقاع سے واپس آ

کر حضرت فاطمہؓ کے گھر کے صحن میں تشریف لائے۔

وہم ۹ : بخاری شریف ص ۵۷۳/۲ میں ہے۔

قتل حمزة طعیمة بن عدی بن الخیار۔

کہ حضرت حمزہؓ نے طعیمہ بن عدی بن الخیار کو قتل کیا تھا۔

الخیار غلط ہے صحیح یوں ہے طعیمۃ بن عدی بن نوفل چنانچہ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں۔ وهو وهم والصواب ابن نوفل کما سیأتی فی غزوة احد ۱۲ فتح الباری بحوالہ حاشیہ بخاری : یہ غلطی ہے درست یوں ہے کہ یہ عدی بن نوفل ہے جیسا کہ عنقریب غزوہ احد میں اس کا ذکر آئے گا۔

وہم ۱۰ : امام بخاریؒ نے صحیح بخاری ص ۶۴۹/۲ میں حضرت ابن عمرؓ سے نسآؤکم حرث لکم فأتوا حرثکم انی شئتم کی تفسیر میں نقل کیا ہے قال یأتیها فی کہ ابن عمرؓ نے فرمایا کہ اس آیت کی تفسیر یہ ہے کہ عورتوں کی دُبر میں جائز ہے (لاحول ولا قوة الا بالله العلی العظیم) اور خود امام بخاریؒ نے مارے شرم کے فی کے آگے دُبُرِها کا لفظ نہ ذکر کر کے جگہ خالی چھوڑ دی ہے۔ لیکن یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر ابن عمرؓ کی روایت غلط تھی تو اس کا ذکر امام بخاریؒ نے کیوں کیا ہے اگر صحیح تھی تو پھر دبر کے لفظ چھوڑنے اور شرم اور عار محسوس کرنے کی کیا ضرورت پیش آگئی جب کہ امام بخاریؒ بہت سے مقامات میں اس قسم کے الفاظ ذکر کرتے عار محسوس نہیں کرتے مثلاً

(۱) صحیح بخاری ص ۳۷۸/۱ میں ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عروہ کو فرکر جوابًا کہا تھا : امصص بظر اللات (لات بت کے بظر کو چوس) علامہ قسطلانی شارح بخاری لکھتے ہیں بفتح الباء وسکون الظاء المعجمة قطعة تبقی بعد الختان فی فرج المرأة (قسطلانی ص ۴۶/۶) بظر اس ٹکڑے کو کہتے ہیں

تو عورت کی شرمگاہ میں ختنہ کرنے کے بعد باقی رہ جاتا ہے۔

(۲) حضرت عبدالرحمن بن زبیر کے واقعہ میں ہے کہ اس کی عورت نے اپنے خاوند کی شکایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کرتے ہوئے کہا

وَلَمْ یَکُنْ مَعَهُ اِلَّا مِثْلُ	نہیں ہے اس کے پاس مگر مثل
الْهُدْبَة (صحیح بخاری ص ۴۶۳/۲)	ہدبہ کے۔

ھُدبہ کہتے ہیں کہ کپڑے کے کنارہ کو لپیٹا جائے جب اس کو کھڑا کیا جائے تو نیچے گر جاتا ہے تو اس عورت نے اپنے خاوند کے آلہ تناسل کو ہدبہ کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن زبیرؓ نے اس عورت کے جواب میں کہا کَذَبَتْ وَاللّٰهِ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّی لَاَنْفُضُهَا نفض الادیم ولکنہا ناشز ترید رفاعۃ (صحیح بخاری ص ۸۶۷/۲) اس عورت نے جھوٹ بولا ہے خدا کی قسم یا رسول اللہ میں اس کو ایسے جھنجوڑتا ہوں جیسے چمڑے کو دباغت کے وقت نچوڑا جاتا ہے لیکن یہ نافرمان ہے رفاعہ پہلے خاوند کے پاس جانا چاہتی ہے۔

(۳) صحیح بخاری ص ۱۰۹۵/۲ میں ہے کہ صحابہ کرامؓ فرماتے ہیں:

فَنَاْتِی عَرَفَۃَ تَقْطُرُ	پس عرفہ کو ہم اس حالت میں
مَذَاکِیْرُنَا الْمَذْیَ۔	آتے کہ ہمارے آلہ تناسل مذی بہا رہے تھے

ان چند مثالوں سے ثابت ہوا کہ امام بخاریؒ اس قسم کے خطرناک الفاظ کے بیان کرنے سے ہرگز نہیں گھبراتے اور اس مقام میں دبر کے لفظ بیان کرنے سے جو گھبرا رہے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ عورتوں کی دبر زنی کرنا بے حیائی کا کام ہے غلط اس فعل ناپسندیدہ سے گھبرا رہے ہیں کہ لوگ کیا کہیں گے امام بخاریؒ کس چیز کی تعلیم دے رہا ہے

ایک واقعہ مشہور ہے کہ ایک حنفی نے اہلحدیث لڑکی سے نکاح کیا وہ لڑکی ہر وقت خاوند کو بخاری شریف پر عمل کرنے کی ترغیب دیتی رہتی تھی ایک دفعہ

خاوند نے اس لڑکی کو کہا کہ آج تو الٹی لیٹ جا میں نے تیری دبر زنی کر کے بخاری شریف پر عمل کرنا ہے اس عورت نے کہا کہ بخاری میں کہاں یہ بات موجود ہے تو خاوند نے بخاری کا یہ صفحہ کھول کر علامہ وحید الزمان غیر مقلد کا ترجمہ اردو بخاری پڑھ کر سنایا عورت کہنے لگی مجھے معاف کر دو آئندہ بخاری پر عمل کرنے کے لیے میں تجھے تنگ نہیں کروں گی۔

بہر حال امام بخاریؒ نے مرفوع حدیثوں کے مقابلہ میں ایک موقوف اثر کو لے کر احتجاج کر کے سخت خطاء کا ارتکاب کیا ہے جب کہ اس موقوف اثر میں بھی اضطراب ہے حضرت ابن عمرؓ سے اس فعل کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ کیا کوئی مسلم بھی اس فعل کا ارتکاب کرے گا۔ (احکام القرآن للجصاص ص ۳۵۲/۱ وتلخیص الحبیر ص ۱۸۵/۳)

وہم ۱۱: بخاری شریف ص ۶۹۹/۲ میں ہے کہ حضرت حسانؓ بن ثابت حضرت عائشہؓ سے اجازت مانگ کر ان کے پاس تشریف لائے تو مسروقؒ فرماتے ہیں:

قلت تدعین مثل هذا	میں نے حضرت عائشہؓ کو کہا ایسے
یدخل علیک وقد	شخص کو تو اپنے پاس چھوڑتی ہے
انزل الله والذی	جس کے بارے میں یہ آیت نازل
تولّٰی کبره منهم	ہوئی ہے اور وہ شخص جس نے بڑا بوجھ اس
له عذاب عظیم	بہتان کا اٹھایا اس کے واسطے بڑا عذاب
فقالت وای عذاب	ہے حضرت عائشہؓ نے جواب میں کہا اس
اشد من العمی	سے بڑا عذاب کیا ہو کہ یہ اندھا ہو گیا ہے
وقد کان یرد عن رسول	لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
الله صلی الله علیه وسلم۔	سے دفاع کرتا تھا۔

حافظ ابن کثیرؒ تفسیر ص ۲۷۲/۳ میں فرماتے ہیں کہ اکثر مفسرین کا یہی قول ہے کہ اس آیت کا مصداق رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی ہے مجاہدؒ کے علاوہ بہت

سے محدثین و مفسرین نے یہی تفسیر کی ہے اور پہلے (ص ۶۹ ج ۴) ایک حدیث کے اندر صراحۃً گذرا کہ اس آیت سے مراد عبداللہ بن ابی ہے اور ایک قول یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ اس سے مراد حضرت حسانؓ بن ثابت ہیں۔

وھو قول غریب	اور یہ تفسیر ضعیف ہے اگر یہ
ولولا انہ وقع	بخاری میں نہ ہوتی تو اس کے بیان
فی صحیح البخاری ما	کرنے کا کوئی خاص فائدہ نہ تھا کیونکہ
تدل علی ایراد ذالك	حضرت حسانؓ ان صحابہ کرامؓ میں
لما کان لایرادہ کبیر	سے ہیں جن کے بہت فضائل و
فائدۃ فانہ من	مناقب اور خصوصیات بیان کی گئی
الصحابۃ الذین لھم	ہیں اور حضرت حسانؓ کے مناقب
فضائل ومناقب ومآثر	میں سے یہ بھی ہے کہ وہ شعروں
احسن مآثرہ انہ کان	کے ذریعے سے رسول اللہ صلی
یذب عن رسول اللہ صلی اللہ	اللہ علیہ وسلم سے دفاع کرتا
علیہ وسلم بشعرہ وھو	تھا اور یہ کہ آپؐ نے فرمایا ان کا
الذی قال لہ رسول اللہ صلی اللہ	مقابلہ کر جبرائیل تیرے ساتھ
علیہ وسلم ھاجھم وجبریل معك	ہے۔

امام بخاریؒ سے زبردست بھول واقع ہوئی ہے کہ عبداللہ بن ابی کو چھوڑ کر اس آیت سے حضرت حسانؓ مراد لے لیا ہے (انا للہ وانا الیہ راجعون) صحابہ کرامؓ کو بھلائی واچھائی سے ذکر کرنا چاہیے یہی اہلسنت والجماعت کا اصول و ضابطہ ہے اور ایسی باتوں کو نظر انداز کر دینا چاہیے جن میں صحابہؓ کی توہین نکلتی ہو۔

وہم نمبر ۱۷ : عطاء الخراسانی کو امام بخاریؒ نے ضعیف راویوں میں درج کیا ہے دیکھئے کتاب الضعفاء الصغیر للامام البخاریؒ ص ۲۷۳ و تہذیب التہذیب ص ۲۱۴ ج ۷ لیکن امام بخاریؒ نے پھر اس کی حدیث صحیح بخاری میں دو مقام پر درج کر دی ہے چنانچہ بخاری شریف ص ۷۳۲ ج ۲ سورۃ نوح میں ہے

حدثنا ابراھیم بن موسی قال اخبرنا ھشام عن ابن جریج وقال عطاء عن ابن عباس۔ اس عطاء سے مراد عطاء خراسانی ہے۔

دلیل نمبر ۱ : علامہ شعیب الارنؤوط غیر مقلد لکھتے ہیں :

بل ھو عطاء الخراسانی	بلکہ یہ عطاء خراسانی ہے محدث
فقد اخرج عبد الرزاق	عبدالرزاقؒ نے اپنی تفسیر میں
الحدیث فی تفسیرہ عن	اس کو اس سند سے بیان کیا ہے
ابن جریج فقال اخبرنی	عن ابن جریج فقال اخبرنی
عطاء الخراسانی عن ابن	عطاء الخراسانی عن ابن
عباس (حاشیہ سیر اعلام النبلاء ص ۱۴۰)	عباس۔

دلیل نمبر ۲ : علامہ قسطلانیؒ شارح بخاری بھی اس مقام میں عطاء سے مراد الخراسانی لیتے ہیں (حاشیہ بخاری ص ۷۳۲)

دلیل نمبر ۳ : امام بخاریؒ کے استاد محترم فرماتے ہیں :

قال علی بن المدینی فی	امام علی بن المدینیؒ فرماتے ہیں اپنی
العلل سمعت ھشام	کتاب العلل میں کہ میں نے ہشام
بن یوسف قال قال لی	بن یوسف سے سنا اس نے
ابن جریج سألت عطاء	کہا کہ مجھے ابن جریج نے بتایا کہ میں
یعنی ابن ابی رباح عن	نے عطاء بن ابی رباح سے تفسیر

التفسیر من البقرۃ و آل عمران فقال اعفنی من ھذا قال ھشام فکان بعد اذا قال عطاء عن ابن عباس قال الخراسانی قال ھشام فکتبنا حینا ثم مللنا قال علی بن المدینی یعنی کتبنا انہ عطاء الخراسانی قال علی وانما کتبت ھذہ القصۃ لان محمد بن ثور کان یجعلھا عطاء عن ابن عباس فیظن من حملھا عنہ انہ ابن ابی رباح۔ (تھذیب ص۲۱۳ تا ص۲۱۴)	سورۃ بقرہ و سورہ آل عمران کے بارے میں سوال کیا تو اس نے کہا کہ مجھے معاف کر دو اس سے ہشامؒ کہتے ہیں کہ ابن جریج اس کے بعد جب عطاء عن ابن عباس کہتے تو الخراسانی کا لفظ بھی ساتھ ہی ذکر کرتے ہشامؒ کہتے ہیں پہلے تو ہم عطاء عن ابن عباس لکھتے رہے بعد میں ہم نے عطاء الخراسانی لکھنا شروع کر دیا علی بن المدینیؒ فرماتے ہیں کہ یہ قصہ تفصیل کے ساتھ میں نے اس لیے لکھ دیا ہے کہ محمد بن ثور عطاء عن ابن عباس کی سند سے روایت بیان کرتا ہے تو اس سے لینے والا یہ گمان نہ کرے کہ عطاء سے مراد یہاں ابن ابی رباح ہے۔

امام بخاریؒ نے بھی یہ سند ہشام عن ابن جریج وقال عطاء عن ابن عباس سے بیان کی ہے اور یہی ہشام بن یوسف تو ہے جس نے سارا قصہ کھول کر رکھ دیا ہے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

دلیل ۴: ابو مسعود دمشقیؒ نے بھی امام بخاریؒ کی ان دو حدیثوں کو ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے کہ یہ دونوں حدیثیں ابن جریج عن عطاء الخراسانی سے ہیں

اور ابن جریج نے عطاء خراسانی سے حدیث نہیں سنی ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ مؤلف ابو مسعود دمشقی کے قول سے ثابت ہوتا ہے کہ ان دونوں حدیثوں میں عطاء الخراسانی واقع ہے اور امام بخاریؒ کا بھول جانا یقینی ہے کیونکہ عطاء الخراسانی نے ابن عباسؓ سے نہیں سنا اور ابن جریج نے تفسیر عطاء الخراسانی سے نہیں سنی فلہذا یہ دونوں حدیثیں دو جگہ میں منقطع ہیں اور امام بخاریؒ نے گمان کیا ہے کہ یہ عطاء بن ابی رباح ہوگا (تہذیب ص۲۱۴)

حافظ ابن حجرؒ نے امام بخاریؒ کو اس وہم سے بچانے کی کوشش کی ہے مگر یہ کوشش ان کی احتمالی ہے۔ علامہ ذہبیؒ نے بھی سیر اعلام النبلاء میں پہلے (ع) کا رمز لکھ کر یعنی صحاح ستہ کا راوی ہے عطاء الخراسانی پھر اس کا مجروح ہونا ذکر کیا ہے لیکن بغیر دلیل کے ان صریح دلائل کی موجودگی میں محض احتمالی چیز سے انکار کرنا مکابرہ ہے اور بخاری ص۷۹۶ جلد ۲ میں بھی اسی سند سے ایک روایت مروی ہے۔ جب ہشام نے خود فیصلہ کر دیا ہے جیسا کہ علی بن المدینیؒ نے کتاب العلل میں نقل کیا ہے تو اس ہشام کی سند سے عطاء بن ابی رباح کا احتمال نکالنا کسی طرح بھی صحیح نظر نہیں آتا ہاں ہشام بن یوسف کی سند کے علاوہ کسی اور سند سے روایت ابن جریج عن عطاء کرتا تو احتمال نکالا جا سکتا تھا لیکن پھر بھی احتمال تھا۔

وہم ۱۳: امام بخاریؒ نے صحیح بخاری ص۸۴۷ جلد ۲ میں حدیث نقل کی ہے۔

لا یتمنین احدکم الموت من ضر اصابہ فان کان لابد فاعلا فلیقل اللھم احینی	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص ہرگز موت کی تمنا نہ کرے کسی تکلیف کی وجہ سے جو اسے پہنچا ہو اگر تمنا کرنی ضروری

ما كانت الحيوة	بھی ہو جائے تو یوں کہے کہ اے اللہ
خيرا لي وتوفني	تو مجھے زندہ رکھ جب تک زندگی
اذا كانت الوفاة	میرے لیے بہتر ہو اور مجھے موت دے اگر
خيرا لي.	موت میرے حق میں بہتر ہو۔

لیکن امام بخاریؒ کو جب حاکم بخارا وغیرہ سے تکلیف پہنچی تو آپ نے موت کی دعا کی اور اس حدیث کو بھلا دیا۔ موت کی دعا کا ذکر تاریخ بغداد ص ۳۴ ج ۲ وطبقات الشافعیۃ الکبریٰ ص ۱۳ ج ۲ میں موجود ہے۔ اگرچہ امام بخاریؒ کے لیے یہ تاویل کی گئی ہے کہ یہ تکلیف ان کو دین کی وجہ سے پہنچی تھی اس لیے ان کے لیے موت کی دعا مانگنا جائز تھا مگر اس کے باوجود نواب صدیق حسن خاں صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں۔

ولكن كان ينبغي له ان	اور لیکن امام بخاریؒ کے لیے مناسب
يدعو بهذا الدعاء الاتي	یہ تھا کہ وہ اس آگے والی دعا جو
عن النبي صلى الله عليه	حدیث میں آرہی ہے سے دعا کرتے
وسلم لا بتلك المقالة	نہ اس مقالہ سے جو انہوں نے دعا
والجواد قد يكبو والسيف	مانگی ہے اور سوار کبھی گر جاتا ہے
قد ينبو ـ (نزل الابرار بالعلم	اور تلوار نشانے سے چوک جاتی
الماثور من الادعية والاذكار ص ۳۴۴)	ہے۔

<u>وہم نمبر ۱۴</u>: مقسم عن ابن عباس کی سند سے امام بخاریؒ نے صحیح بخاری میں روایت لی ہے لیکن اس کے باوجود امام بخاریؒ نے ضعفاء راویوں میں بھی ذکر کیا ہے علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں:

والعجب ان البخاري اخرج	تعجب کی بات ہے کہ امام بخاریؒ
له في صحيحه وذكره	نے مقسم کی سند سے صحیح بخاری

في كتاب الضعفاء	میں روایت ذکر کی ہے اور اس راوی
(میزان ص ۱۷۶ ج ۴)	کو کتاب الضعفاء میں بھی ذکر کر دیا ہے

<u>وہم نمبر ۱۵</u>: ایوب بن صالح بن عائذ کو امام بخاریؒ نے ارجاء کی وجہ سے ضعیف راویوں میں شمار کیا ہے لیکن اس کے باوجود صحیح بخاری میں اس کی روایت درج کر دی ہے علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں:

وكان من المرجئة	امام بخاریؒ نے کہا ہے ایوب بن
قاله البخاري واورده	عائذ مرجئہ گروہ میں سے ہے اور
في الضعفاء لارجائه	ارجاء کی وجہ سے امام بخاریؒ نے
والعجب من البخاري	اس کو ضعفاء میں داخل کیا ہے اور
يغمزه وقد احتج به لكن	تعجب تو یہ ہے کہ امام بخاریؒ اس راوی
له عنده حديث	کو ضعیف بھی قرار دیتے ہیں اور صحیح بخاری
(میزان ص ۲۸۹ ج ۱)	میں اس سے حجت بھی پکڑتے ہیں لیکن
	بخاری میں اس راوی کی ایک حدیث ہے

<u>وہم نمبر ۱۶</u>: امام بخاریؒ ایک مجہول راوی الحکم بن عتیبہ بن نہاس کوفی اور مشہور امام حکم بن عتیبہؒ کو ایک شخص بتاتا ہے علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں۔

وقد جعل البخاري هذا	اور بے شک امام بخاریؒ اس مجہول
والحكم بن عتيبة	راوی اور مشہور امام حکمؒ کو ایک
الامام المشهور واحدا	ہی شخص سمجھتا ہے پس امام بخاریؒ
فعد من اوهام البخاري	کے یہ اوہام میں شمار کیا گیا
(میزان ص ۵۷۷ ج ۱)	ہے۔

<u>وہم نمبر ۱۷</u>: نعیم بن حماد المروزی الفرضی الاعور سے امام بخاریؒ نے صحیح

بخاری میں دو مقام پر احتجاج کیا ہے دیکھئے صحیح بخاری ص۵۶ ج۱ و ص۵۴۳ ج۲ حالانکہ یہ راوی سخت قسم کا ضعیف ہے حتیٰ کہ جھوٹی حدیثیں بھی بنا لیا کرتا تھا حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں روی عنه البخاری مقرونا (تہذیب ص۴۵۸) کہ امام بخاری نے نعیم بن حماد سے مقروناً یعنی متابعۃً روایت لی ہے یعنی احتجاج نہیں کیا۔ لیکن ابن حجرؒ کی یہ بات درست نہیں خود حافظ صاحب نے اپنی بات کی تردید مقدمہ فتح الباری میں کر دی ہے چنانچہ فرماتے ہیں۔ لقيه البخاري ولكنه لم يخرج عنه في الصحيح سوى موضع او موضعين وعلق له اشياء اخر (مقدمہ فتح الباری ص۴۴۷) امام بخاریؒ کی ملاقات نعیم بن حماد سے ثابت ہے لیکن امام بخاریؒ نے اس سے ایک یا دو مقام میں احتجاج کیا ہے اور باقی روایتیں کچھ معلق ہیں علامہ سید محمد انور شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں:

قالوا ان نعيم بن حماد من رجال تعليقات البخاري لكن مسانيده يرده هذا الاسناد فانه وقع ههنا في المسند ايضاً على ان الحاكم صرح في مستدركه في كتاب الجنائز ان البخاري احتج بنعيم بن حماد فطاح ما اختالوا لكونه من رجال التعليقات وقد

بعض حضرات نے کہا ہے کہ نعیم بن حماد بخاری کی معلق روایتوں کے راویوں میں سے ہے لیکن یہ سند ان لوگوں کی تردید کرتی ہے کیونکہ یہاں مسنداً ہے اس کے علاوہ امام حاکمؒ نے مستدرک کی کتاب الجنائز میں تصریح کی ہے کہ امام بخاریؒ نے نعیم بن حماد کے ساتھ احتجاج کیا ہے پس بعض حضرات کا حیلہ ناکام ہو گیا جو نعیم کو تعلیقاً کے راویوں میں سے شمار کرتے ہے

تكلمنا في نعيم بن حماد هذا ثم ان ابن الجوزي ادخل هذا الحديث في الموضوعات الخ

(فیض الباری ص۶ جلد ۳)

تھے اور ہم نے نعیم پر اپنے مقام میں جرح نقل کی ہے پھر ابن الجوزیؒ نے تو بخاری کی اس روایت کو موضوع (من گھڑت) روایتوں میں شمار کیا ہے۔

محدث ابو الفتح الازدیؒ فرماتے ہیں:

قالوا كان يضع الحديث في تقوية السنة وحكايات مزورة في ثلب ابي حنيفة كلها كذب

(تہذیب ص۴۶۳ ج۱۰)

محدثین کرامؒ نے فرمایا ہے کہ نعیم بن حماد سنت کو رواج دینے کیلئے جھوٹی حدیثیں بھی از خود گھڑ لیا کرتا تھا اور امام ابو حنیفہؒ کی تنقیص میں جھوٹی حکایتیں بھی بنا لیا کرتا تھا

امام ابو البشر دولابیؒ فرماتے ہیں:

نعيم يروي عن ابن المبارك قال النسائي ضعيف وقال غيره كان يضع الحديث في تقوية السنة وحكايات في ثلب ابي حنيفة كلها

نعیم بن حماد عبد اللہ بن مبارکؒ سے روایت کرتا ہے (یعنی ابن المبارک کا شاگرد ہے) امام نسائیؒ فرماتے ہیں کہ یہ نعیم ضعیف ہے اور نسائیؒ کے علاوہ بعض کہتے ہیں کہ یہ نعیم سنت کو تقویت پہنچانے کے لیے جھوٹی حدیثیں گھڑ لیا کرتا تھا اور امام ابو حنیفہؒ کی تنقیص

كذب
(تہذیب ج ۱۰ ص ۴۶۲)

کرنے کیلئے حکایتیں بھی بیان کرتا تھا جو
سب جھوٹ پر مبنی ہیں۔

مولانا میر محمد ابراہیم سیالکوٹیؒ غیر مقلد محدث سبط ابن العجمی کے حوالہ سے لکھتے ہیں۔

(وكان نعيم) يضع الاحاديث في تقوية السنة وحكايات مزورة في ثلب نعمان، كلها كذب
نهاية السئول في رواة الستة الاصول
(تاریخ اہل حدیث ص ۶۲)

نعیم سنت کی تقویت میں حدیثیں بنالیا کرتا تھا اور جھوٹی حکایتیں بھی امام ابوحنیفہ نعمانؒ کی عیب گوئی میں جو سب کی سب جھوٹ ہیں۔

امام ابو داؤدؒ فرماتے ہیں:

عند نعيم نحو عشرين حديثا عن النبي صلى الله عليه وسلم ليس لها اصل
(تہذیب ص ۴۱۰ ج ۱)

نعیم بن حماد کے پاس بیس حدیثیں ہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرتا ہے بے اصل ہیں (یعنی جھوٹی و باطل ہیں)

نعیم بن حماد نے ایک حدیث یوں گھڑی ہے (ترجمہ ملاحظہ کرو) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میری امت ستر سے کچھ اوپر فرقوں میں بٹ جائے گی۔ ان تمام فرقوں میں میری امت کے حق میں زیادہ

فتنہ گروہ جماعت ہوگی جو امور کو اپنے رائے سے قیاس کرے گی پس وہ حرام کو حلال اور حلال کو حرام بنا دے گی۔ (تاریخ بغداد ص ۳۰۷ جلد ۱۳ و میزان ص ۲۶۸ جلد ۴)
محمد بن علی المروزیؒ کہتے ہیں میں نے اس حدیث کے بارے میں محدث یحییٰ بن معین سے سوال کیا تو انہوں نے فرمایا (ليس له اصل) اس کا کوئی ثبوت نہیں میں نے پوچھا اس حدیث کا راوی نعیم بن حماد کیسا ہے تو امام یحییٰؒ نے فرمایا ثقہ ہے میں نے کہا ثقہ کس طرح باطل و جھوٹی روایت کر سکتا ہے (كيف يحدث ثقة بباطل) تو یحییٰ بن معینؒ نے فرمایا کہ اس پر حدیث رل مل گئی ہے۔ محدث ابوزرعہؒ فرماتے ہیں میں نے محدث دحیمؒ سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا تو محدث دحیمؒ نے کہا اس حدیث کی سند مقلوب (یعنی بگاڑ دی گئی) ہے محدث ابوزرعہؒ کہتے ہیں میں نے یحییٰ بن معینؒ سے اس حدیث کے متعلق پوچھا تو انہوں نے اس کو منکر (ضعیف واہی) قرار دیا میں نے کہا کہ پھر یہ کہاں سے لائی گئی ہے تو انہوں نے فرمایا کہ نعیم کو اس میں اشتباہ واقع ہوا ہے محدث عبدالغنی المصریؒ فرماتے ہیں:

كل من حدث به عن عيسى بن يونس غير نعيم بن حماد فانما اخذه من نعيم وبهذا الحديث سقط نعيم عند كثير من اهل العلم بالحديث الا ان يحيى بن معين

کہ عیسیٰ بن یونس سے جس نے بھی نعیم بن حماد کے علاوہ یہ روایت لی ہے تو وہ نعیم ہی کے طریق سے ہے اور اس حدیث کی وجہ سے نعیم بن حماد کا وقار بہت سے محدثین اہل علم کی نظروں میں گر گیا مگر اس کے باوجود یحییٰ بن معین

لم يكن ينسبهٗ الى الكذب	پھر بھی نعیم کو جھوٹ کے ساتھ
بل كان ينسبهٗ الى الوهم	منسوب نہیں کرتے تھے بلکہ وہم خطاء
(تھذیب صلاح ۲۶۱ ج ۱۰)	کی طرف منسوب کرتے تھے۔

امام یحییٰ بن معینؒ کا جو نعیم بن حماد کے بارے میں حسن ظن تھا جس کی وجہ سے وہ نعیم کو ثقہ کہتے تھے بعد میں وہ ختم ہو گیا تھا چنانچہ صالح بن محمد الاسدیؒ فرماتے ہیں:

وسمعت يحيى بن	میں نے یحییٰ بن معین سے سنا
معين سئل عنه فقال	جب ان سے پوچھا گیا نعیم کے
ليس فى الحديث	بارے میں تو انہوں نے فرمایا کہ
بشىء۔	حدیث میں یہ کچھ بھی نہیں
(تھذیب صلاح ۲۶۱ ج ۱۰)	(یعنی صفر ہے)

علامہ ذہبیؒ۔ احمد بن عبدالرحمٰن بن وھب المصری کے ترجمہ میں اس حدیث کے جواب میں لکھتے ہیں:

فهذا انما يعرف بنعيم بن	پس یہ حدیث نعیم بن حماد عن
حماد عن عيسى وسرقهٗ منه	عیسیٰ کے طریق سے ہی پہچانی گئی
سويد بن سعيد وعبدالوهاب	ہے باقی سوید بن سعید و
بن الضحاك والحكم بن المبارك	عبدالوہاب بن الضحاک والحکم
الخاشتى (میزان صلاح ۱۳ ج ۱)	بن المبارک سب چور ہیں۔

اور علامہ ذہبیؒ سوید بن سعید کے ترجمہ میں لکھتے ہیں۔

قال ابن عدى وهذا	محدث ابن عدیؒ فرماتے ہیں
انما يعرف بنعيم	یہ حدیث صرف نعیم بن حماد عن

بن حماد عن عيسى	عیسیٰ کے طریق سے مروی ہے (یعنی
(میزان صلاح ۲۴۹ ج ۲)	اس حدیث کا بانی صرف نعیم ہے)

یہ وہ حدیث ہے جس کو غیر مقلدین حضرات فقہ حنفیہ کی مذمت میں جھوم جھوم کر گاتے ہیں اور سرور کی لہر میں آکر اپنے رسالوں اور کتابوں میں بھی لکھ مارتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹی نسبت کرتے ہیں کیونکہ ان کا آقا نعیم بن حماد بھی سنت کی تقویت میں اور قیاس ورائے کی مذمت میں جھوٹی روایتیں بنایا کرتا تھا۔

علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں:

وهو مع امامته منكر	اور وہ نعیم باوجود امام ہونے
الحديث (الى) وقال	کے منکر الحدیث (ضعیف) ہے اور
النسائى ضعيف وقال	امام نسائیؒ نے بھی ضعیف کہا ہے
ابوسعيد بن يونس روى	اور محدث ابوسعید بن یونسؒ نے کہا
احاديث مناكير۔	کہ اس نے منکر حدیثیں روایت
(تذکرۃ الحفاظ صلاح ۲)	کی ہیں۔

علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں:

وكان من اوعية	علم کے برتنوں میں سے ایک برتن
العلم ولا يحتج به	تھا مگر حجت کے قابل نہیں ہے۔
(تذکرۃ الحفاظ صلاح ۲)	

حضرت معاویہؓ سے روایت ہے الامراء من قریش۔ (کہ امراء یعنی حاکم وقت قریش کے قبیلہ سے ہوں گے)۔ جس کی سند یوں ہے شعیب عن الزھری کان محمد بن جبیر يحدث عن معاوية "مگر نعیم بن حماد نے اس حدیث

کی سند یوں بنا دی ہے عن ابن المبارک عن الزہری عن محمد بن جبیر عن معاویۃ۔ محدث صالح بن محمد الاسدیؒ فرماتے ہیں کہ نعیم بن حماد نے ایک تو یہ غلطی کی ہے کہ روایت منقطع تھی کیونکہ زہریؒ نے جب کسی استاد سے روایت نہیں سنی ہوتی تو یوں بیان کرتے ہیں۔ کان فلان یحدث جیسے یہاں اس سند میں کان محمد بن جبیر یحدث کہا ہے مگر نعیم نے اس کو عن محمد بن جبیر بنا کر متصل کر دیا ہے۔ دوسری غلطی یہ کہ اس حدیث کو ابن المبارک سے روایت کر دیا ہے محدث الاسدیؒ فرماتے ہیں:

ولیس لهذا الحدیث اصل من ابن المبارک ولا ادری من این جاء به نعیم وکان نعیم یحدث من حفظه وعنده مناکیر کثیرة لا یتابع علیها
(تهذیب ص۴۶۱ ج ۱۰)

اور اس حدیث کا عبد اللہ بن مبارکؒ سے کوئی ثبوت نہیں ہے اور میں نہیں جانتا کہ نعیم بن حماد کہاں سے ایسی روایتیں لیتا ہے اور نعیم اپنے حافظہ سے روایت کرتا ہے اور اس کے پاس ایسی اوپری روایتیں ہیں جن پر متابعت و موافقت نہیں کی گئی۔

محدث ابو زرعہ الدمشقیؒ فرماتے ہیں:

عرضت علی دحیم حدیثاً حدثناه نعیم بن حماد عن الولید بن مسلم عن ابن جابر عن ابن ابی زکریا عن رجاء بن حیوة عن

میں نے محدث دحیمؒ پر حدیث پیش کی جو کہ ہمیں نعیم بن حماد نے ولید بن مسلم عن ابن جابر عن ابن ابی زکریا عن رجاء بن حیوۃ عن النواس ابن سمعان

النواس ابن سمعان اذا تکلم الله بالوحی فقال دحیم لا اصل له۔
(میزان ص۲۶۸ تا ص۲۶۹)

کے طریق سے بیان کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ وحی کے ساتھ کلام کرتا ہے تو دحیم نے کہا کہ اس کا کوئی اصل نہیں ہے۔ (یعنی باطل ہے)

امام احمدؒ نے اگرچہ اس کو ثقہ کہا تھا لیکن بعد میں اس کی مذمت کرتے تھے چنانچہ تہذیب ص۴۵۹ جلد ۱۰ میں ہے۔

ثم ذمه بانه کان یروی عن غیر الثقات۔

پھر امام احمدؒ نے مذمت کی کیونکہ نعیم غیر ثقہ راویوں سے روایت کرتا تھا

نعیم کی بات میں تعارض

علامہ ذہبیؒ میزان الاعتدال ص۲۹۶ جلد۴ میں لکھتے ہیں۔

وقال نعیم بن حماد سمعت ابن عیینة یقول لقد اتی هشام امراً عظیماً بروایته عن الحسن فقیل لنعیم لم قال لانه کان صغیراً قلت بل کان رجلاً تاماً وقال بنا عن نعیم بن حماد ایضاً عن ابن عیینة قال کان هشام اعلم الناس بحدیث الحسن۔

ترجمہ: نعیم بن حماد نے کہا کہ میں ابن عیینہؒ سے سنا وہ کہتے تھے ہشام بن حسانؒ نے حسن بصریؒ سے روایت کر کے بہت خطرناک کام کا ارتکاب کیا ہے نعیم بن حماد سے پوچھا گیا کہ کیوں تو اس نے کہا چونکہ ہشام چھوٹا تھا حسن بصریؒ کے دور میں (ذہبیؒ) کہتا ہوں چھوٹا نہ تھا بلکہ پورا کامل مرد تھا اور ہمیں نعیم بن حماد عن ابن عیینہ کے طریق سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ ہشام لوگوں سے زیادہ حسن بصریؒ کی حدیث کو جانتا تھا۔

یہ ہے نعیم بن حماد کی حالت کبھی ہشام عن الحسن کی حدیث کو خطرناک کہتا ہے اور خواہ مخواہ ہشام کو طفل مکتب قرار دے کر اس کی حدیث کو ردّ کرنا چاہتا ہے اور کبھی اعلم الناس بنا دیتا ہے۔

ع جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

امام اعظمؒ و نعیم بن حماد

امام اعظمؒ جہمیہ معطلہ وغیرہ فرقوں کے سخت دشمن تھے حتیٰ کہ جہم بن صفوان کو حضرت امام ابو حنیفہؒ نے کافر تک کہہ دیا ہے چنانچہ حوالے ملاحظہ ہوں۔

حوالہ ۱ : الحمانیؒ کہتے ہیں :

سمعت ابا حنیفة یقول جهم بن صفوان کافر۔	میں نے امام ابو حنیفہؒ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ جہم بن صفوان کافر ہے۔ (تاریخ بغداد ص ۳۷۲ / ۱۳)

حوالہ ۲

قال ابو حنیفة اتانا من المشرق رأیان خبیثان جهم معطل ومقاتل مشبه۔ (تاریخ بغداد ص ۳۷۶ / ۱۳)	امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ ہمارے پاس مشرق کی جانب سے دو خبیث نظریے آئے ہیں ایک جہم کا جو تعطیل باری تعالیٰ کا قائل ہے دوسرا مقاتل بن حیان کا جو تشبیہ باری تعالیٰ کا قائل ہے۔

حوالہ ۳

عن ابی یوسف ان ابا حنیفة کان یذم جهما و	امام ابو یوسفؒ سے روایت ہے کہ امام ابو حنیفہؒ جہم بن صفوان

یعیب قوله۔ (تاریخ بغداد ص ۳۷۶ / ۱۳)	کی مذمت کرتے تھے اور اس کے قول و نظریہ کو برا سمجھتے تھے اور اس پر عیب لگاتے تھے۔

حوالہ ۴

بشر بن الولید قال سمعت ابا یوسف یقول قال ابو حنیفة صنفان من شر الناس بخراسان الجهمیة والمشبهة (تاریخ بغداد ص ۳۷۶ / ۱۳)	بشر بن الولید کہتے ہیں کہ میں نے امام ابو یوسفؒ سے سنا وہ کہتے کہ امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ خراسان میں دو گروہ مخلوق خدا میں سے بدترین لوگ ہیں جہمیہ اور مشبہ فرقہ

حوالہ ۵

محمد بن سابق یقول سألت ابا یوسف فقلت اکان ابو حنیفة یقول القرآن مخلوق قال معاذ الله ولا انا اقوله فقلت اکان یری رأی جهم قال معاذ الله ولا انا اقوله رواته ثقات۔	محمد بن سابق کہتے ہیں میں نے امام ابو یوسفؒ سے سوال کیا کہ کیا امام ابو حنیفہؒ قرآن مجید کو مخلوق کہتے تھے امام ابو یوسفؒ نے فرمایا معاذ اللہ اور نہ میں مخلوق ہونے کا قائل ہوں پھر میں نے پوچھا کہ امام ابو حنیفہؒ جہم بن صفوان کے نظریہ کو قبول کرتے تھے تو امام ابو یوسفؒ نے فرمایا معاذ اللہ اور نہ میں جہم کے نظریہ کا قائل بقول امام بیہقیؒ فرماتے ہیں اس

(کتاب الاسماء والصفات للبیہقی ص۲۱۵)	حکایت کے تمام راوی ثقہ معتبر ہیں۔

حوالہ ۶: امام ابویوسفؒ فرماتے ہیں:

كلمت أبا حنيفة رحمه الله	میں نے امام ابوحنیفہؒ سے پورا
سنة جرداء في أن	سال مکالمہ کیا اس بارے
القرآن مخلوق أم لا فاتفق	میں کہ قرآن مجید مخلوق ہے یا نہ
رأيه ورأيي على أن من	پس ان کی اور میری رائے اس
قال القرآن مخلوق فهو	بات پر متفق ہوگئی کہ جو قرآن کو
كافر قال أبو عبد الله رواة	مخلوق کہتا ہے وہ کافر ہے امام
هذا كلهم ثقات	حاکمؒ فرماتے ہیں اس روایت کے
(کتاب الاسماء والصفات ص۲۵۱)	تمام راوی ثقہ ہیں۔

امام اعظمؒ سے اس قسم کے اور بھی چند حوالے پیش کیے جا سکتے ہیں مگر بحث طویل ہو جائے گی امام ابویوسفؒ کے نظریہ کی صراحت بھی آگئی ہے امام محمدؒ کا ایک حوالہ بھی گوش گذار کر لیں۔

الحارث ابن ادريس يقول	الحارث بن ادریس کہتے ہیں میں
سمعت محمد بن الحسن الفقيه	نے امام محمد بن الحسن الفقیہ سے
يقول من قال القرآن مخلوق	سنا وہ فرماتے تھے جو شخص قرآن
فلا تصل خلفه	کو مخلوق کہتا ہے پس اس کے پیچھے
(کتاب الاسماء والصفات ص۲۵۲)	نماز نہ پڑھو (کیونکہ نماز نہیں ہوتی

ان حوالہ جات سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوگئی کہ ہمارے ائمہ ثلاثہؒ نے جہمیہ فرقہ کے خلاف حق بات کی اشاعت کر کے جہمیہ کی کمر توڑ دی تھی اب جہمیہ فرقہ

نے انتقام لینے کے لیے اپنا ایک جہمی نوح الجامعؒ کا منشی (کاتب) بنا دیا کیونکہ وہ بھی جہمیہ کے سخت دشمن تھے یہ نوح الجامع امام اعظمؒ کے فقہ میں شاگرد ہیں اس طرح اس جہمی کو عبداللہ بن مبارکؒ تلمیذ امام اعظمؒ کا بھی شاگرد بنا دیا گیا تاکہ یہ جہمی تقیہ کر کے ان حضرات کے ساتھ رہے اور امام اعظمؒ اور ان کے ساتھیوں کو کچھ مرور زمانہ کے بعد ان حضرات کو بدنام کر سکے چنانچہ وہ جہمی نعیم بن حماد ہے چنانچہ میزان الاعتدال ص۲۶۷ ج۴ میں ہے

قال صالح بن مسمار	صالح بن مسمارؒ فرماتے ہیں میں
سمعت نعيما يقول انا	نے نعیم بن حماد سے سنا وہ خود
كنت جهميا فلذلك	کہتا ہے میں جہمی تھا اس لیے
عرفت كلامهم	جہمیہ کی کلام کو پہچان لیتا ہوں
فلما طلبت الحديث	جب حدیث میں نے طلب کی
عرفت ان امرهم	تو معلوم ہوا کہ جہمیہ کا معاملہ تعطیل
يرجع الى التعطيل۔	کی طرف لوٹتا ہے۔

اس حوالہ سے واضح ہوا کہ نعیم بن حماد جہمی تھا جس کا اس نے خود اقرار کیا ہے وَالْمَرْءُ يُؤْخَذُ بِاِقْرَارِهٖ البتہ اس حوالہ سے ساتھ ساتھ اس کا رجوع بھی ثابت ہوتا ہے مگر رجوع درست ثابت نہیں ہوتا اس لیے کہ جو کسی فرقہ کا دشمن ہوتا ہے وہ دشمن کے مخالفین سے محبت قائم کرتا ہے تاکہ دشمنی تو نعیم بن حماد اگر صحیح معنی میں جہمیہ کا دشمن ہو گیا تھا تو امام ابوحنیفہؒ و صاحبینؒ سے اس کو سخت محبت ہوتی کیونکہ اول و اصل دشمن جہمیہ کے تو یہی حضرات تھے مگر نعیم نے امام اعظمؒ و امام محمدؒ وغیرہ کے خلاف سخت نفرت پھیلانے کے لیے جھوٹے قصے اور واقعات گھڑ گھڑ کر بدنام کرنے کی کوشش کی ہے حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں۔

وقال العباس بن مصعب	اور العباس بن مصعبؒ فرماتے
جمع كتباً على محمد بن	ہیں کہ نعیم بن حماد نے محمد بن الحسنؒ
الحسن وشيخه وكتباً	اور ان کے شیخ امام ابو حنیفہؒ اور
في الرد على الجهمية	جہمیہ کے رد میں کتابیں جمع (یعنی
(تهذيب ص۴۶۲)	تصنیف) کی تھیں۔

اس سے معلوم ہوا جہمیہ کا نام بطور دھوکہ کے تھا اصل مقصد جہمیہ کے دشمن امام اعظمؒ و امام محمد وغیرہ کو بدنام کرنا مقصود تھا بلکہ الٹا ان ہی حضرات پر جہمی ہونے کا الزام لگایا گیا جس طرح کہ اولیاء اللہ ساری زندگی توحید کے اثبات و شرک کے رد میں خرچ کر لیتے ہیں لیکن جب وفات پا جاتے ہیں تو شیطان ان حضرات کے مزار پر شرک کراتا ہے یہ شیطان کی طرف سے ایک قسم کا بدلہ و انتقام ہوتا ہے دوسری بات یہ ہے کہ قرآن مجید کو نعیم بن حماد مخلوق کہتا تھا جیسا کہ اس کا ذکر عنقریب آرہا ہے۔

امام اعظمؒ کے خلاف ایک جھوٹی حکایت

حدثنا نعيم بن حماد قال حدثنا الفزاري قال كنت عند سفيان فنعي النعمان فقال الحمد لله كان ينقض الاسلام عروة عروة ما ولد في الاسلام اشأم منه (تاریخ صغیر ص۱۷۴) امام بخاریؒ اپنے شیخ حضرت نعیم بن حماد کے طریق سے یہ روایت نقل کرتے ہیں کہ امام سفیان ثوریؒ کو جب امام ابو حنیفہؒ کی وفات کی خبر پہنچی تو فرمانے لگے کہ الحمد للہ اچھا ہوا کہ مر گیا ہے وہ تو اسلام کی کڑیوں کا حلقہ ایک ایک کر کے توڑتا تھا اسلام میں اس سے کوئی بڑا بدبخت پیدا ہی نہیں ہوا یہ جھوٹی روایت اس بات کا ثبوت ہے کہ نعیم کے بارے میں جو محدث دولابیؒ و ابو الفتح الازدیؒ نے جرح کی تھی وہ بالکل درست تھی مولانا میر محمد ابراہیم سیالکوٹی

غیر مقلد نے تاریخ اہلحدیث ص۹۱ تا ص۹۳ میں اس روایت کے بارے میں جواب دیا ہے اور اس کو جھوٹا ثابت کیا ہے فجزاہ اللہ احسن الجزاء مولانا داؤد غزنوی غیر مقلد نے مولانا سیالکوٹی کے اس مضمون کو نہایت پسند کیا ہے چنانچہ داؤد غزنوی ص۳۷۲ تا ص۳۷۷ میں ملاحظہ کریں۔ حافظ ابن حجرؒ نے وضع حدیث کے الزام سے بچانے کے لیے نعیم بن حماد کے لیے بڑی کوشش کی ہے مثلاً یہ کہ ابن عدیؒ نے دولابیؒ کا تعاقب کیا ہے کہ نعیم بن حماد چونکہ اہل الرائے وغیرہ کا سخت دشمن تھا دولابی اس لیے اس پر جرح کرتا ہے مگر محدث ابن الجوزیؒ لکھتے ہیں:

الحديث الثالث روت	تیسری حدیث ابیؓ کی عورت ام
ام الطفيل امرأة ابي	الطفیلؓ نے روایت کی ہے کہ
انها سمعت رسول	اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
الله صلى الله عليه وسلم	وسلم سے سنا وہ ذکر کرتے تھے کہ
يذكر انه رأى ربه	انہوں نے اپنے رب عزوجل کو
عزوجل في المنام في	خوبصورت شکل میں نوجوان نورانی
احسن صورة شابا	سبز لباس میں پاؤں میں سونے
منورا في خضر في	کی جوتی تھی اور چہرے پر سونے
رجليه نعلان من	کے پروانے تھے کی حالت
ذهب وعلى وجهه	میں دیکھا ہے۔ اس حدیث کو
فراشان من ذهب هذا	نعیم بن حماد روایت کرتا ہے
الحديث يرويه نعيم	اور امام ابن عدیؒ نے کہا ہے
بن حماد قال ابن عدي	کہ نعیم من گھڑت روایتیں بنایا
كان يضع الحديث	کرتا تھا اور امام احمدؒ سے نعیم

وسئل الامام احمد فاعرض بوجهه عنه وقال حديثه منكر مجهول۔	کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے اپنا چہرا پھیر کر کہا اس کی حدیث منکر اور مجہول ہوتی ہے۔

(دفع شبہۃ التشبیہ ص۳۱)

معلوم ہوا امام ابن عدیؒ نے بھی بعد میں یہی فیصلہ کیا تھا کہ یہ وضّاع (من گھڑت روایت بنانے والا) ہے یہ من گھڑت روایتیں اور حکایتیں اس کے جھوٹے ہونے کا واضح ثبوت ہیں کیا تمام روایات وحکایات میں اس کو وہم ہی ہوتا رہا ہرگز نہیں بلکہ یہ بہت بڑا جھوٹا تھا اور مکار ومنصوبہ باز تھا۔ چلو حافظ صاحب ابن حجرؒ کی بات بھی تسلیم کر لیں کہ یہ کذاب نہیں تھا بلکہ وہمی وخطاء کار تھا تو کثیر الخطاء راوی بھی ضعیف ہوتا ہے چنانچہ حافظ صاحبؒ اس کے ترجمہ میں لکھتے ہیں صدوق یخطی کثیراً (تقریب ص۳۵۹) سچا تھا بہت خطا کرتا تھا حافظ صاحبؒ تلخیص الحبیر ص۹۰ ج۳ میں حدیث بیان کر کے کہتے ہیں وفی الاسناد نعیم بن حماد اور اس کی سند میں نعیم بن حماد واقع ہے۔ یعنی مشہور ضعیف ہے صرف نام بتا دینا ہی کافی ہے۔ تو بہرحال نعیم بن حماد اس قابل نہیں تھا کہ اس سے صحیح بخاری جیسی عظمت وشان والی کتاب میں احتجاج کیا جاتا (فانا للہ وانا الیہ راجعون)

سوال: امام بخاریؒ بہت جلیل القدر محدث ہیں ان سے نعیم کے حالات کیسے پوشیدہ رہے؟

الجواب

ایسا ہو سکتا ہے کیونکہ یہ کذاب اور وضاع لوگ بظاہر بڑے نیک سیرت ہوتے ہیں ان کی نیکی سے دھوکہ لگ جاتا ہے۔ نصر بن باب ابو سہل الخراسانی ایک راوی ہے محدث یحییٰ بن معینؒ فرماتے ہیں کذابٌ خبیث عدو اللہ (بہت بڑا جھوٹا خبیث اور اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے) امام ابو خیثمہؒ بھی فرماتے ہیں کذاب ہے امام بخاریؒ فرماتے ہیں یرمونہ

بالکذاب (محدثین کرام اسے جھوٹا کہتے ہیں) امام ابو زرعہؒ امام ابو داؤدؒ امام نسائیؒ سب اس راوی کو ضعیف قرار دیتے ہیں دیکھئے تاریخ بغداد ص۲۷۸ جلد۱۳ تا ص۲۸۱ مگر امام احمدؒ فرماتے ہیں یہ راوی کذاب نہیں بلکہ ثقہ ہے (میزان ص۲۵۰ ج۴ ومسند احمد ص۳۱ جلد۳) تو دوسرے محدثین کرامؒ پر اس کی حقیقت ظاہر ہو گئی مگر امام احمدؒ کو معلوم نہ ہو سکا۔

دوسری مثال: ابراہیم بن محمد بن ابی یحییٰ الاسلمی المدنی ایک راوی ہے۔ امامؒ مالکؒ فرماتے ہیں نہ دین میں ثقہ ہے نہ حدیث میں ثقہ ہے امامؒ احمدؒ فرماتے ہیں۔ قدری (تقدیر کا منکر) معتزلی جہمی ہر قسم کی بلاء اس میں موجود تھی بشر بن المفضل فرماتے ہیں میں نے فقہاء سے اس کے بارے میں پوچھا تو سب نے کہا کہ یہ کذاب ہے محدثؒ یحییٰ بن سعید القطانؒ بھی اس کو کذاب کہتے ہیں محدث یحییٰ بن معین اور علی بن المدینیؒ بھی کذاب کہتے ہیں ابن حبانؒ کہتے ہیں کہ یہ حدیث میں جھوٹ بولتا تھا محدث بزارؒ کہتے ہیں کہ یہ جھوٹی حدیث بنایا کرتا تھا مگر اس کے باوجود امام شافعیؒ اس کو ثقہ فی الحدیث مانتے ہیں محدث ساجیؒ نے امام شافعیؒ کی طرف سے یہ تاویل کی ہے کہ امام شافعیؒ نے اس کی حدیث فرائض واحکام میں نقل نہیں کی صرف فضائل ومناقب میں نقل کی ہے ابن حجرؒ فرماتے ہیں ھذا خلاف الموجود المشھود ساجی کی یہ بات مشاہدہ کے خلاف ہے جو امام شافعیؒ کی کتابوں میں موجود ہے۔ (تہذیب التہذیب ص۱۵۸ ج۱ تا ص۱۶۱) امام نسائیؒ فرماتے ہیں:

والکذّابون المعروفون بوضع الحدیث علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اربعۃ۔ ابن ابی یحیی بالمدینۃ (کتاب الضعفاء والمجروحین ص۳۱۰)	اور مشہور کذاب جو جھوٹی حدیثیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کرنے میں مشہور ہیں چار ہیں ان میں سے مدینہ شریف میں ابراہیم بن محمد بن ابی یحییٰ ہے

نعیم بن حماد اور خلق قرآن کا مسئلہ

حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں کہ محدث مسلمہ بن قاسمؒ فرماتے ہیں :

وله مذاهب سوء في القرآن كان يجعل القرآن قرآنين فالذي في اللوح المحفوظ كلام الله تعالى والذي بأيدي الناس مخلوق۔ (تهذيب ص ۴۶۲ ج ۱۰)

اور نعیم بن حماد کا قرآن مجید کے بارے میں بُرا نظریہ تھا یہ قرآن مجید کو دُو قرآن بناتا تھا پس وہ جو لوح محفوظ میں ہے وہ کلام اللہ ہے اور جو لوگوں کے پاس موجود ہے یہ مخلوق ہے (یعنی یہ کلام اللہ نہیں ہے)

برادران اسلام کو معلوم ہو چکا ہے کہ اصل اس فتنہ کا بانی جہم بن صفوان وغیرہ تھا امام اعظمؒ اور آپ کے اصحابؒ و دیگر علماء کرامؒ کے تعاون سے اس فتنہ کو ختم کر دیا گیا لیکن خلیفہ مامون کے دور میں پھر معتزلہ نے اس کا قُرب حاصل کر کے یہ مسئلہ اس کے ذہن میں ڈال کر اس فتنہ کو دوبارہ زندہ کر دیا تھا کہ مامون سرکاری طور پر قانون بنانے پر آمادہ ہو گیا کہ اس قرآن کو مخلوق و حادث کہا جائے اور جو آدمی اس عقیدہ کا اقرار نہیں کرتا اس کو سزا دی جائے علماء کرام کے لیے بہت امتحان آزمائش کا دور شروع ہو گیا۔ بعض علماء نے تو تقیہ کر کے اقرار کر لیا کہ قرآن مخلوق و حادث ہے کلام اللہ نہیں (معاذ اللہ) بعض علماء کرامؒ نے تاویل کر کے جان چھڑائی اور یوں کہا کہ لفظنا بالقرآن مخلوق (ہمارے الفاظ جو قرآن کی تلاوت کے وقت نکلتے ہیں یہ مخلوق ہیں) یہ تاویل صحیح تھی مگر اس دور میں مناسب نہیں تھی چنانچہ امام احمد بن حنبلؒ نے اس تاویل کی سختی سے تردید کی اور کہا کہ اس طرح دشمن کو چور دروازے سے داخل ہونے کا موقع مل جائے گا اور اس طرح قرآن

کی عظمت و قدر ختم ہو جائے گی اور قرآن مجید کی توہین کر کے یہ تاویل کی جائے گی کہ ہم نے مخلوق الفاظ کی توہین کی ہے یہ کلام اللہ کی توہین نہیں ہے محدث محمد بن یحییٰ الذہلیؒ نے بھی امام احمدؒ کی حمایت کی اور اس قسم کی تاویل کرنے والوں سے سلام و کلام بند کرنے کا فتویٰ دیا امام احمدؒ کے بیٹے عبد اللہؒ لکھتے ہیں :

سألت أبي قلت أن قوما يقولون لفظنا بالقرآن مخلوق فقال هم جهمية وهو الشر ممن يقف هذا القول جهم (كتاب السنة ص ۳۵)

میں نے اپنے باپ امام احمدؒ سے پوچھا کہ ایک گروہ کہتا ہے لفظ ہمارے جو قرآن مجید پڑھنے کے وقت نکلتے ہیں یہ مخلوق ہیں تو امام احمدؒ نے فرمایا یہ لوگ جہمیہ اور یہ زیادہ بُرے ہیں ان لوگوں سے جو ایسی کلام بولنے سے توقف کرتے ہیں (یعنی جواب نہیں دیتے)

علامہ ذہبیؒ لکھتے ہیں :

قلت وقد كان داؤد اراد الدخول على الإمام احمد فمنعه وقال كتب الى محمد بن يحيى الذهلي في أمره انه زعم ان القرآن محدث فلا يقربني فقيل يا ابا عبد الله انه ينتفي من هذا وينكره فقال محمد

میں (ذہبیؒ) کہتا ہوں کہ داؤد ظاہری نے امام احمدؒ کے پاس جانے کا ارادہ کیا تو امام احمدؒ نے روک دیا اور فرمایا کہ مجھے محمد بن یحییٰ الذہلیؒ نے اس کے متعلق لکھا ہے کہ یہ قرآن کو حادث کہتا ہے پس میرے قریب نہ آئے امام احمدؒ سے کہا گیا کہ وہ اس قول کا انکار کرتا ہے تو امام احمدؒ نے فرمایا کہ محمد بن

یحیی أصدق منه (میزان ص ١٥/٢) یحییٰؒ اس سے بہت زیادہ سچا ہے

داؤد ظاہری کا عقیدہ یہ تھا۔ القرآن محدث (قرآن حادث ہے) ولفظی بالقرآن مخلوقٌ (اور میرا لفظ تلاوۃ قرآن کے وقت مخلوق ہے) (میزان ص ١٥/٢)

قال داؤد اما الذی فی اللوح المحفوظ فغیر مخلوق واما الذی بین الناس مخلوق (میزان ص ١٦/٢)

داؤد ظاہری نے کہا جو لوح محفوظ میں قرآن ہے وہ مخلوق نہیں اور جو لوگوں کے درمیان موجود ہے یہ مخلوق ہے۔

علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں:

قلت هذا ادل شئ علی جهله بالکلام فان جماهیر المثبتین ما فرقوا بین الذی فی اللوح المحفوظ وبین الذی فی المصاحف فان الحدث لازم عندهم لهذا ولهذا وانما یقولون القائم بالذات المقدسة غیر مخلوق لانه من علم الله تعالی والمنزل الینا محدث ویتلون قوله تعالی ما یأتیهم

میں (ذہبیؒ) کہتا ہوں یہ بات داؤد ظاہری کی کلام اللہ سے ناواقفیت اور جہالت پر زیادہ دلالت کرنے والی ہے کیونکہ جمہور محدثینؒ نے لوح محفوظ اور جو لوگوں کے درمیان میں موجود ہے اس میں کوئی فرق نہیں کیا کیونکہ اس کا حادث ہونا لازمی ہے وہ صرف یہ بات کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی ذات کے ساتھ جو کلام موجود ہے وہ غیر مخلوق ہے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے علم میں سے ہے

من ذکر من ربهم محدث والقرآن کیفما تلی او کتب او سمع فهو وحی الله وتنزیله غیر مخلوق (میزان ص ١٦/٢)

ہماری طرف نازل کردہ حادث ہے اور وہ یہ اللہ تعالیٰ کا قول پڑھتے ہیں ترجمہ: نہیں آتا ان کے پاس کوئی ذکر ان کے رب کی طرف سے نیا۔ اور قرآن مجید جیسے بھی پڑھا جائے اور لکھا جائے پس وہ اللہ تعالیٰ کی وحی ہے اور منزل من اللہ ہے جو غیر مخلوق ہے

علامہ ذہبیؒ کے اس فرمان سے معلوم ہوا کہ نعیم بن حماد بھی جاہل ہے کیونکہ وہ بھی لوح محفوظ والے قرآن کو کلام اللہ کہتا ہے اور تقسیم کرتا ہے لیکن جب حکومت کی طرف سے اس سے قرآن مجید مخلوق ہے یا غیر مخلوق ہے تو اس نے توقف اختیار کیا اور جواب نہ دیا جس کی وجہ سے اس کو گرفتار کیا گیا اور جیل میں ڈال دیا گیا حتیٰ کہ اس کی موت بھی وہیں واقع ہوئی۔

امام اعظمؒ کی گستاخی کی سزا

علامہ خطیب بغدادیؒ لکھتے ہیں۔

وکان مقیداً محبوساً لامتناعه من القول بخلق القرآن فجر باقیاده فالقی فی حفرة ولم یکفن ولم یصل علیه فعل ذالك به صاحب ابن

جب نعیم بن حماد پر موت واقع ہوئی تو یہ قید خانہ میں ہتھکڑیوں سے جکڑا ہوا تھا کیونکہ قرآن کو مخلوق کہنے کے بارے میں جواب نہ دیتا تھا تو صاحب ابن ابی دؤاد کے حکم سے اس کو کھینچ کر ایک گڑھے میں ڈال دیا گیا نہ تو اس کو کفن

ابی دؤاد۔	دیا گیا اور نہ نماز جنازہ پڑھی
(تاریخ بغداد ص۳۱۴/۱۲)	گئی۔

برادرانِ اسلام کو معلوم ہو چکا ہے کہ خلق قرآن کے مسئلہ کی حقیقت کیا ہے تو ایک گروہ علماء کا ایسا بھی تھا جو اپنے عقیدہ کا اظہار نہ کرتا تھا تاکہ خاموشی میں چھٹکارا حاصل ہو جائے مگر ایسے لوگ نہ تو عند الناس مقبول تھے اور نہ عند اللہ اور نہ حکومت کی سزا سے بچ سکے امام احمدؒ امام محمد ذھلیؒ وغیرھا نے اس مسئلہ میں نہایت جرأت کا مظاہرہ کیا اور امام احمدؒ نے تو کمال ہی کر دیا کہ مامون کے دور میں تکالیف برداشت کرتے کرتے المعتصم کا دور آگیا تو اس میں آپ پر ظلم و تکلیف کو بڑھا دیا گیا یہاں تک کہ الواثق کا دور آگیا اس میں تو آپ پر ظلم و تکالیف کی انتہا کر دی گئی بالآخر ایک عالم دین عبد اللہ بن محمد الاذرمی (جن کا ترجمہ وقصہ تہذیب التہذیب ص۵ ج۶ تا ۸ میں موجود ہے) زنجیروں و ہتکڑیوں سے جکڑا ہوا واثق خلیفہ کے سامنے احمد بن ابی دواد کے ساتھ مناظرہ کرنے کے لیے لایا گیا تو اس عالم دین نے احمد بن ابی دواد جو سرغنہ تھا بدعتی فرقہ کا اور اسی نے ہی سارا فساد برپا کیا ہوا تھا اور واثق وغیرہ کا قاضی تھا سے پوچھا کہ اس خلق قرآن کے مسئلہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی علم تھا یا نہیں احمد بن ابی دُواد نے کہا ہاں اس عالم دین نے پھر پوچھا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس مسئلہ میں کوئی سختی کی تھی اور لوگوں کو اس خلق قرآن کے ماننے پر مجبور کیا تھا یا لوگوں کو اپنے حال پر چھوڑ دیا تھا احمد بن ابی دُواد جواب نہ دے سکا اور جواس باختہ ہو گیا اس عالم دین نے کہا جس مسئلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سختی نہ کریں تم کیوں سختی کرتے ہو واثق خلیفہ یہ بات سن کر ہنس پڑا اور کھڑا ہو کر منہ بند کر کے گھر چلا گیا اور وہاں پاؤں پھیلا کر کہہ رہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو اجازت تھی کہ وہ اس مسئلہ سے خاموش رہیں اور کیا ہمیں اجازت نہیں پس اس عالم دین کو

تین سو دینار دینے کا حکم کیا اور یہ کہ اس کو واپس اپنے شہر پہنچایا جائے اور اس کے بعد کسی شخص کو بھی امتحان میں نہیں ڈالا واثق کا دوست قاضی احمد بن ابی دواد اسی دن سے واثق سے ناراض ہو گیا۔ (دیکھئے تاریخ الخلفاء للسیوطی ص۳۴۳ عربی) بہر حال یہ مسئلہ بہت تفصیل ہے بتانا یہ ہے کہ نعیم بن حماد کا نظریہ بھی گڑبڑ تھا اسی نعیم بن حماد پر امام بخاریؒ کا بہت اعتماد تھا یہاں تک کہ صحیح بخاری میں اس سے احتجاج کیا ہے اور امام اعظمؒ کے متعلق نعیم بن حماد کی جھوٹی باتوں کا اعتبار کر کے امام اعظمؒ کے متعلق امام بخاریؒ کے دل میں کدورت پیدا ہو گئی تھی اللہ تعالیٰ ان کو معاف فرمائے (آمین) امام بخاریؒ کے ایک استاذ علی بن المدینی بھی ہیں جو پہلے قرآن مجید کو مخلوق کہتے تھے اور بد عقیدوں کے سرغنہ احمد بن ابی دُواد سے یارانے قائم کر رکھے تھے علامہ ذہبیؒ لکھتے ہیں ص۹۷۔

احمد بن ابی دُواد	احمد بن ابی دواد القاضی البغض یکنے
القاضی جهمی بغیض	والا جہمی تھا ۲۴۰ھ میں ہلاک
هلك سنة اربعين	ہوا ہے بہت کم اس نے
ومائتين قل ما روى	کوئی روایت کی ہے۔

(میزان ص۹۷)

نیز علامہ ذہبیؒ لکھتے ہیں:

وقد ترکه ابراهيم الحربي	محدث ابراہیم حربیؒ نے علی بن
وذالك لميله الى احمد	المدینی کو ترک کر دیا تھا یعنی اس
بن ابى دواد فقد كان	سے روایت لینی چھوڑ دی تھی کیونکہ
محسنا اليه وكذا امتنع	اس کی احمد بن ابی دُواد سے محبت
مسلم من الرواية	تھی وہ ابن ابی دُواد (علی بن المدینی)
عنه فى صحيحه	پر احسان کرتا تھا اس وجہ سے

ابی دؤاد۔	دیا گیا اور نہ نماز جنازہ پڑھی
(تاریخ بغداد ص ۳۱۳ ج ۱۲)	گئی۔

برادران اسلام کو معلوم ہو چکا ہے کہ خلق قرآن کے مسئلہ کی حقیقت کیا ہے تو ایک گروہ علماء کا ایسا بھی تھا جو اپنے عقیدہ کا اظہار نہ کرتا تھا تاکہ خاموشی میں چھٹکارا حاصل ہو جائے مگر ایسے لوگ نہ تو عند الناس مقبول تھے اور نہ عند اللہ اور نہ حکومت کی سزا سے بچ سکے امام احمدؒ امام محمد ذہلیؒ وغیرھا نے اس مسئلہ میں نہایت جرأت کا مظاہرہ کیا اور امام احمدؒ نے تو کمال ہی کر دیا کہ مامون کے دور میں تکالیف برداشت کرتے کرتے المعتصم کا دور آ گیا تو اس میں آپ پر ظلم و تکلیف کو بڑھا دیا گیا یہاں تک کہ الواثق کا دور آ گیا اس میں تو آپ پر ظلم و تکالیف کی انتہا کر دی گئی بالآخر ایک عالم دین عبد اللہ بن محمد الاذرمی (جن کا ترجمہ و قصہ تہذیب التہذیب ص ۵ ج ۶ تا ۶ میں موجود ہے) زنجیروں و ہتھکڑیوں سے جکڑا ہوا واثق خلیفہ کے سامنے احمد بن ابی دواد کے ساتھ مناظرہ کرنے کے لیے لایا گیا تو اس عالم دین نے احمد بن ابی دواد جو سرغنہ تھا بدعتی فرقہ کا اور اسی نے ہی سارا فساد برپا کیا ہوا تھا اور واثق وغیرہ کا قاضی تھا سے پوچھا کہ اس خلق قرآن کے مسئلہ کا رسول اللہ علیہ وسلم کو بھی علم تھا یا نہیں احمد بن ابی دُواد نے کہا ہاں اس عالم دین نے پھر پوچھا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس مسئلہ میں کوئی سختی کی تھی اور لوگوں کو اس خلق قرآن کے ماننے پر مجبور کیا تھا یا لوگوں کو اپنے حال پر چھوڑ دیا تھا احمد بن ابی دُواد جواب نہ دے سکا اور جواس باختہ ہو گیا اس عالم دین نے کہا جس مسئلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سختی نہ کریں تم کیوں سختی کرتے ہو واثق خلیفہ یہ بات سن کر غصہ پڑا اور کھڑا ہو کر منہ بند کر کے گھر چلا گیا اور وہاں پاؤں پھیلا کر کہہ رہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو اجازت تھی کہ وہ اس مسئلہ سے خاموش رہیں اور کیا ہمیں اجازت نہیں پس اس عالم دین کو

تین سَو دینار دینے کا حکم کیا اور یہ کہ اس کو واپس اپنے شہر پہنچایا جائے اور اس کے بعد کسی شخص کو بھی امتحان میں نہیں ڈالا واثق کا دوست قاضی احمد بن ابی دواد اسی دن سے واثق سے ناراض ہو گیا۔ (دیکھئے تاریخ الخلفاء للسیوطی ص ۳۴۲ عربی) بہرحال یہ مسئلہ بہت تفصیل ہے بتانا یہ ہے کہ نعیم بن حماد کا نظریہ بھی گڑبڑ تھا اسی نعیم بن حماد پر امام بخاریؒ کا بہت اعتماد تھا یہاں تک کہ صحیح بخاری میں اس سے احتجاج کیا ہے اور امام اعظمؒ کے متعلق نعیم بن حماد کی جھوٹی باتوں کا اعتبار کر کے امام اعظمؒ کے متعلق امام بخاری کے دل میں کدورت پیدا ہو گئی تھی اللہ تعالیٰ ان کو معاف فرمائے (آمین) امام بخاریؒ کے ایک استاذ علی بن المدینی بھی ہیں جو پہلے قرآن مجید کو مخلوق کہتے تھے اور بدعقیوں کے سرغنہ احمد بن ابی دُواد سے یارانے قائم کر رکھے تھے علامہ ذہبیؒ لکھتے ہیں ص ۳۴۲۔

احمد بن ابی دُواد	احمد بن ابی دواد القاضی بغض رکھنے
القاضی جہمی بغیض	والا جہمی تھا ۲۴۰ھ میں ہلاک
هلك سنة اربعين	ہوا ہے بہت کم حدیث اس نے
ومائتين قل ما روى	کم روایت کی ہے۔

(میزان ص ۹)

نیز علامہ ذہبیؒ لکھتے ہیں:

وقد تركه ابراهيم الحربي	محدث ابراہیم حربیؒ نے علی بن
وذالك لميله الى احمد	المدینی کو ترک کر دیا تھا یعنی اس
بن ابى دواد فقد كان	سے روایت لینی چھوڑ دی تھی کیونکہ
محسنا اليه وكذا امتنع	اس کی احمد بن ابی دُواد سے محبت
مسلم من الرواية	تھی وہ ابن ابی دُواد (علی بن المدینی)
عنه فى صحيحه	پر احسان کرتا تھا اس وجہ سے

لهذا المعنی ۔ (میزان ص۱۳۹ ج۳) امام مسلمؒ نے جو امام بخاریؒ کے شاگرد بھی ہیں علی بن المدینی کی روایت صحیح مسلم میں درج نہیں کی

علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں قد بدت منه هفوة ثم تاب منها (میزان ص۱۴۰) علی بن المدینی سے غلطی صادر ہو گئی تھی پھر اس سے تائب ہو گئے تھے ۔ علی بن المدینی خود بتاتے ہیں۔ خفت القتل وَلَوْ اَنِّیْ ضُرِبْتُ سَوْطًا لَمُتُّ (میزان ص۱۴۱) میں (علی بن المدینی) قتل سے ڈر گیا (اس لئے انکا عقیدہ قبول کر لیا تھا) اور اگر مجھے ایک چابک بھی مارا جاتا تو میں مر جاتا۔ قربان جایئے امام احمدؒ و امام اعظمؒ پر جنہوں نے کوڑے کھا کر حق سے اعراض نہیں کیا۔ امام بخاریؒ ان لوگوں میں سے تھے جو لفظی بالقرآن مخلوق کہہ کر جان چھڑا گئے تھے۔ امام بخاریؒ حکومت کی اس سزاء سے جان چھڑا کر خراسان چلے گئے وہاں محمد بن یحیی الذھلیؒ سے حدیث پڑھی مولانا عبد السلام مبارکپوری غیر مقلد لکھتے ہیں۔ دوسرے دن امام ذھلی اپنی جماعت کے ساتھ امام (بخاریؒ) صاحب کے یہاں پہنچے اتفاق سے وہی صورت پیش آگئی جس کا انہیں خوف تھا ایک شخص نے اٹھ کر امام صاحب نے سوال کیا کہ یا ابا عبد اللہ، قرآن کے جو الفاظ ہماری زبان سے نکلتے ہیں کیا وہ مخلوق ہیں سوال کے اصلی الفاظ یہ تھے لفظی بالقرآن مخلوق، امام صاحب ساکت رہے پھر اس شخص نے دوبارہ سوال کیا امام صاحب نے پھر سکوت کیا تیسری بار مجبور ہو کر جواب دیا کہ

القرآن کلام الله	قرآن کلام الٰہی غیر مخلوق ہے لیکن
غیر مخلوق و لفظی	جو الفاظ ہماری زبان سے نکلتے
بالقرآن الفاظنا	ہیں وہ ہمارے الفاظ ہیں اور ہمارے
والفاظنا من	الفاظ ہماری زبان کی ایک حرکت ہے
افعالنا و افعالنا	اس لیے ہمارا ایک فعل ہے اور ہمارے
مخلوقة ۔	افعال مخلوق ہیں ۔

امام بخاری نے ان مختصر لفظوں میں درحقیقت اس بحث کا فیصلہ کر دیا تھا ظاہر ہے کہ اگر قرآن کا مفہوم نفس کلام ہے تو کلام خدا کی ایک صفت ہے اور خدا کی صفت کیونکر مخلوق ہو سکتی ہے۔ اور اگر وہ الفاظ مراد ہیں جو ہماری حادث زبانوں سے نکلتے ہیں تو وہ چونکہ مخلوق کا ایک فعل ہے لہٰذا ان کے مخلوق ہونے میں کلام نہیں لیکن اس دقیق جواب کو عوام نہ سمجھ سکے اس لیے اس واقعہ کو اس قدر بڑھایا اور شہرت دی کہ امام صاحب کی ہر دل عزیزی میں فرق آ گیا اور امام ذھلی کا کد اور بھی آگ میں روغن کا کام دے گیا امام ذھلی کو اس مسئلہ میں انتہاء درجہ کا افراط تھا وہ قائل تھے کہ جو شخص لفظی بالقرآن غیر مخلوق کا قائل نہیں وہ اور اس کے ملنے والے قابل ملاقات نہیں جو لوگ دقیقہ سنج تھے وہ اس جواب کی تہ کو پہنچ گئے اور پیشتر سے زیادہ امام المحدثین کی وقعت کرنے لگے چنانچہ امام مسلم کو جب معلوم ہوا کہ امام ذھلی بھی اس جواب کی بدولت امام صاحب کے مخالف ہو گئے ہیں اور انہوں نے اپنی مجلس میں منادی کرا دی ہے کہ جو شخص لفظی بالقرآن مخلوق کا قائل ہو وہ ہماری مجلس میں شریک نہ ہو تو امام مسلم سخت برآشفتہ ہوئے اور تمام نوشتے اونٹوں پر لدوا کر واپس کر دیے جن میں امام ذھلی کی تقریریں قلم بند کی تھیں امام مسلم کے سوا تمام شہر امام صاحب سے الگ ہو گیا۔ یحیی بن سعید کہتے ہیں لوگوں نے آ کر عرض کی آپ اس قول سے رجوع کیجئے (تمام شہر آپ کا مخالف ہے) امام صاحب نے فرمایا بھلا مجھ سے ایسا کیونکر ہو سکتا ہے اگر کوئی چیز مجھے اپنے قول سے پھیر سکتی تو وہ دلیل ہی ہے امام صاحب کے اس استقلال اور ثبات قدمی پر لوگ مایوس واپس ہوئے (سیرۃ البخاری ص۲۵ تا ص۲۵)

مولانا عبد السلام مبارکپوری غیر مقلد نے اس کلام میں تضاد بیانی سے کام لیا ہے۔ پہلے یوں لکھا جو لوگ دقیقہ سنج تھے وہ اس جواب کی تہ کو پہنچ گئے اور پیشتر سے زیادہ امام

الذہلی کی وقعت کرنے لگے پھر بعد میں یوں لکھا امام مسلم کے سوا تمام شہر امام صاحب سے الگ ہو گیا۔ پھر بعد میں یوں لکھ دیا۔ لوگوں نے اگر عرض کی آپ اس قول سے رجوع کیجئے (تمام شہر آپ کا مخالف ہے)۔ معلوم ہوتا ہے یہ غیر مقلد کوئی مخبوط الحواس آدمی ہے۔

مخبوط الحواسی کا ایک عجیب واقعہ

مؤلف موصوف سیرۃ البخاری صـ۱۷۰ میں بخاری شریف کی عربی شروح وحواشی کا تعارف کراتے ہوئے صـ۱۷۰ میں دوسرے نمبر پر شرح المہلب کا تعارف یوں کراتے ہیں شرح المہلب۔ مہلب بن ابی صفرہ الازدی المتوفی سـہ۔ علاوہ شرح کے مہلب نے صحیح بخاری کی تجرید بھی کی ہے۔

تبصرہ مہلب بن ابی صفرہ الازدیؒ کو شارح بخاری بنانا عجیب قسم کی حماقت ہے کیونکہ مہلب بن ابی صفرہ الازدیؒ کے متعلق امام بخاریؒ لکھتے ہیں:

باب مہلب، ۲۰۲۳۔ مہلب	کہ مہلب بن ابی صفرہ الازدیؒ
بن ابی صفرہ ابوسعید	نے حضرت سمرہؓ و حضرت
الازدی سمع سمرۃ	ابن عمر رضی اللہ عنہ سے حدیث
وابن عمر روی عنه	کو سنا ہے اور مہلب سے
ابواسحق وسماك بن	ابواسحٰق تابعیؒ و سماک بن
حرب وعمر بن	حرب تابعیؒ و عمر بن سیفؒ
سيف (التاريخ الكبير للبخاریؒ	نے حدیث کی سماعت کی
قسم ۲ ج۴ الجلد الثامن صـ۲۵)	ہے۔

تعجب کی بات ہے کہ صحابہ کرامؓ کا شاگرد شارح بخاری کیسے بن گیا۔ امام بخاریؒ کی پیدائش ۱۹۴ھ میں ہوئی اور وفات ۲۵۶ھ میں ہوئی ہے جب کہ مہلب بن ابی صفرہ

الازدیؒ کے متعلق حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں کہ اس کی پیدائش فتح کے سال ۸ھ یا اس سے بھی پہلے کی ہے اور اس کی وفات ۸۱ھ یا ۸۲ھ یا ۸۳ھ میں واقع ہوئی ہے (تہذیب التہذیب صـ۳۳۰) حافظ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ اس مہلب نے حضرت عمرؓ کو بھی پالیا تھا مگر حدیث کی سماعت نہیں کر سکا حضرت عمرؓ نے اس کے والد ابوصفرہؓ کو کہا تھا هٰذا سَيِّدُ وُلْدِكَ یعنی المہلب (یہ مہلب تیرے بیٹوں میں سے سردار ہے) (تہذیب صـ۳۳۰ جلد ۱۰) اگر یا اس غیر مقلد یتیم فی العلم نے سیرۃ البخاری لکھ کر غیر مقلدین کے دلوں کو جیت لیا ہے (چھوٹے میاں تو چھوٹے میاں بڑے میاں سبحان اللہ) بہر حال بخاری شریف کا شارح اگر کوئی المہلب ہے تو وہ ابن صفرہ الازدیؒ نہیں کوئی اور ہوگا جو امام بخاریؒ کے بعد پیدا ہوا ہوگا۔

تو برادران اسلام! اصل بات چل رہی تھی کہ امام بخاریؒ نے جب لفظی بالقرآن مخلوقؒ کا نعرہ لگایا جو در اصل صحیح تھا مگر اُس دور میں خطرناک تھا۔ معتزلہ و جہمیہ اس سے اپنی تائید نکال لیتے تھے اس لیے امام احمدؒ کا فتویٰ ایسے الفاظ کہنے والے کے بارے میں بہت سخت تھا جیسا کہ گذر چکا ہے اور اسی سبب آپ کے شیخ محمد بن یحییٰ الذہلیؒ فرماتے ہیں:

القرآن كلام الله غير	قرآن کلام اللہ ہے جو مخلوق
مخلوق ومن زعم	نہیں اور جو آدمی یہ نظریہ رکھے
لفظي بالقرآن مخلوق	کہ لفظی بالقرآن مخلوق ہے پس
فهو مبتدع ولا يجالس	وہ بدعتی ہے نہ تو ایسے شخص کی
ولا يكلم ومن ذهب	مجلس میں بیٹھا جائے اور نہ اس
بعد هذا الى محمد	سے کلام کی جائے اور جو آدمی
بن اسمٰعيل فاتهموه	اس فیصلہ کے بعد بھی امام بخاریؒ

فانه لا يحضر مجلسه
الا من كان على مذهبه
(مقدمه فتح الباری ص۲۶۳ شرکة
مکتبه ومطبعه مصطفى البابی الحلبی
واولاده بمصر)

کی مجلس میں جائے وہ متہم ہے
کیونکہ امام بخاریؒ کی مجلس میں وہی
حاضر ہوگا جو اس کے اس عقیدہ
کا قائل ہوگا۔

اس لیے امام بخاریؒ کے شیخ محمد بن یحییٰ الذھلیؒ نے امام بخاریؒ کو اپنے شہر نیشاپور سے نکلوا دیا تھا چنانچہ حافظ صاحبؒ لکھتے ہیں :

قال الذهلى لايساكننى هذا
الرجل فى البلد فخشى
البخارى وسافر
(مقدمه فتح الباری ص۲۶۳)

امام ذھلیؒ نے کہا یہ شخص ہمارے
پاس اس شہر میں نہ ٹھہرے
پس امام بخاریؒ ڈر گئے اور سفر
کر کے چلے گئے۔

امام ذھلیؒ نے امام ابوحاتمؒ و امام ابوزرعہؒ کو بھی اس واقعہ سے باخبر کر دیا چنانچہ عبدالرحمٰن بن ابی حاتمؒ لکھتے ہیں :

ابى وابازرعة تركاحديثه
عندما كتب اليهما محمد
بن يحيى النيسابورى انه
اظهر عندهم ان لفظه
بالقرآن مخلوق۔
(کتاب الجرح والتعدیل ج۷-۱
قسم ۲ ج ص۱۹۱)

کہ میرے باپ ابوحاتمؒ اور
ابوزرعہؒ نے امام بخاریؒ سے حدیث
لینا چھوڑ دیا تھا جب امام محمد بن یحییٰ
نیشاپوری ذھلیؒ نے ان کی طرف
لکھا کہ امام بخاریؒ نے ان کے سامنے
اپنا عقیدہ ظاہر کیا ہے کہ لفظی بالقرآن
مخلوق ہے۔

امام ابوحاتمؒ امام بخاریؒ کے استاذ بھی تھے چنانچہ حافظ صاحبؒ لکھتے ہیں :

(الطبقة الرابعة) رفقائه
فى الطلب ومن سمع
قبله قليلا كمحمد بن
يحيى الذهلى وابى
حاتم الرازى الخ۔
(مقدمه فتح الباری
ص۲۵۱ جلد۲)

چوتھا طبقہ امام بخاریؒ کے مشائخ
میں سے ان حضرات کا ہے جو امام
بخاریؒ کے طلب حدیث میں ساتھی بھی
رہے اور کچھ مدت قبل اس کے ان سے
امام بخاریؒ نے کچھ حدیث کا سماع بھی
کیا ہے جیسے محمد بن یحییٰ الذھلیؒ اور ابوحاتم
الرازیؒ۔

بعد میں امام بخاریؒ نے لفظی بالقرآن والے نظریہ کی تردید کر دی تھی اور فرمایا کہ میں اس کا قائل نہیں ہوں (مقدمہ فتح الباری ص۲۶۳)

امام ذھلیؒ اور صحیح بخاری شریف

امام بخاریؒ نے اپنے شیخ محمد بن یحییٰ الذھلیؒ سے صحیح بخاری شریف کے متعدد مقامات میں احتجاج کیا ہے لیکن بڑے عجیب انداز سے چنانچہ ابن حجرؒ لکھتے ہیں :

روى عنه الجماعة
سوى مسلم ولم
يصرح البخارى
به بل يقول ثنا محمد
ثنا محمد ونارة ثنا
محمد عبد الله ونارة
محمد بن خالد ولم
يقل فى موضع ثنا

کہ امام ذھلیؒ سے صحاح ستہ والوں میں
سے امام مسلمؒ کے سوا سب نے روایت
حدیث کی ہے لیکن امام بخاریؒ پوری
تصریح نہیں کرتے کبھی حدثنا محمد کہہ
دیتے ہیں (یعنی باپ کا نام ساتھ ذکر
نہیں کرتے) اور کبھی حدثنا محمد بن عبد اللہ
کہہ دیتے ہیں (یعنی باپ کا نام چھوڑ کر دادا کا نام
ذکر کر دیتے ہیں) اور کبھی حدثنا محمد بن خالد کہہ

محمد بن یحییٰ۔
(تہذیب ص۵۱۱/۹)

دیتے ہیں یعنی دادا سے کو پر دادا کے یا کنیت کا ذکر دیتے ہیں اور کہیں یوں حدثنا محمد بن یحییٰ نہیں کہتے۔

نیز حافظ صاحبؒ لکھتے ہیں:

وعنه البخاری ویدلسه والائمة
(لسان المیزان ص۴۳۸/۵)

کہ امام ذہلیؒ سے امام بخاریؒ روایت لیتے ہیں اور تدلیس کر جاتے ہیں اور امام ترمذیؒ و امام نسائیؒ و امام داؤدؒ و امام ابن ماجہؒ بھی روایت لیتے ہیں۔

علامہ خطیب بغدادیؒ لکھتے ہیں:

شیخ البخاری احد الائمة العراقیین (تاریخ بغداد ص۴۱۵/۳)

امام ذہلیؒ، امام بخاریؒ کے شیخ ہیں اور عراق کے نامور محدثوں سے ایک امام ہیں۔

نوٹ: امام مسلمؒ نے اپنے شیخ امام ذہلیؒ سے حدیث صحیح مسلم میں ذکر نہیں کی۔ کیونکہ امام ذہلیؒ نے امام بخاریؒ پر فتویٰ لگایا تھا اور امام بخاریؒ سے بھی حدیث صحیح مسلم میں ذکر نہیں کی کیونکہ انہوں نے لفظی بالقرآن مخلوق کہا تھا۔ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں:

(قلت) وقد انصف مسلم فلم یحدث فی کتابه عن هذا ولا عن هذا۔
(مقدمہ فتح الباری ص۴۹۳/۲)

امام مسلمؒ نے بے شک انصاف سے کام لیا ہے کہ انہوں نے اپنی کتاب صحیح مسلم میں ان دونوں سے روایت نہیں لی۔

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں:

وفی الزهرة روی عنه البخاری اربعة وثلاثین

کہ الزہرہ کتاب میں ہے کہ امام بخاریؒ نے امام ذہلیؒ سے ۳۴ حدیثیں

حدیثاً (تہذیب ص۵۱۷/۹)

روایت کی ہیں۔

بخاری شریف ص۹۱۰/۲ میں حدثنی محمد و احمد بن سعید۔ اس محمد سے مراد بقول علامہ قسطلانیؒ محمد بن یحییٰ الذہلیؒ ہیں (قسطلانی ص۳۵۵ جلد ۹) اور بخاری شریف ص۷۶۲ جلد ۲ میں حدثنی محمد قال حدثنا احمد بن شبیب۔ اس محمد سے مراد بقول علامہ کرمانیؒ محمد بن یحییٰ الذہلی ہیں (حاشیہ بخاری)، بخاری شریف ص۸۵۴ جلد ۲ باب رقیة العین میں ہے حدثنا محمد بن خالد میں محمد بن خالد سے مراد امام محمد بن یحییٰ الذہلیؒ ہیں۔ علامہ ذہبیؒ سیر اعلام النبلاء ص۲۸۳ ج۱۲ میں یہ حدیث امام بخاریؒ کی سند سے روایت کرتے ہیں پھر ص۲۸۳ جلد ۱۲ میں فرماتے ہیں:

محمد بن خالد دلّس اسمه البخاری ونسبه الی جد ابیه وهو الامام محمد بن یحییٰ بن عبد الله بن خالد الذهلی الذی صنف حدیث الزهری۔

محمد بن خالد کے نام میں امام بخاریؒ نے تدلیس سے کام لیا ہے اور محمد کو باپ کے دادا کی طرف منسوب کر دیا ہے اور یہ محمد مشہور امام محمد بن یحییٰ بن عبد اللہ بن خالد الذہلیؒ ہیں جنہوں نے امام زہریؒ کی حدیثوں کو جمع کر کے ایک کتاب مرتب کی ہے۔

مزید اور مقامات بخاری شریف میں جہاں امام ذہلیؒ کی روایت موجود ہے حافظ ابن حجرؒ نے مقدمہ فتح الباری میں ذکر کر دیے ہیں۔ حافظ ابن حجرؒ و علامہ ذہبیؒ نے امام بخاریؒ کے لیے مدلس کا لفظ بھی بول دیا ہے حالانکہ تدلیس کرنا بعض محدثین کرامؒ کے ہاں سخت قسم کا جرم ہے۔ حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں:

وکیف یظن بشعبة التدلیس (راقی) وهو

کہ امام شعبہؒ کے متعلق تدلیس کا کیسے گمان کیا جا سکتا ہے در آں

القائل لأن ازنی احب الی من ان ادلس۔ (طبقات المدلسین ص۲)

حالانکہ وہ خود کہتا ہے یہ کہ میں زنا کروں تو تدلیس کرنے سے اچھا ہے (یعنی تدلیس زنا سے بھی بری ہے)

بعض محدثین کرامؒ نے تدلیس کو کذب قرار دیا ہے دیکھئے (الکامل لابن عدی ص۳۲ جلد۱) لیکن تدلیس کی بھی کئی قسمیں ہیں اور ہر مدلس کا حکم ایک جیسا نہیں ہوتا امام بخاریؒ ان مدلسین میں ہرگز شمار نہیں ہو سکتے جو ضعیف ہیں گرچہ بعض حضراتؒ نے مطلقاً تشدد کیا ہے۔ بلکہ امام بخاریؒ جیسی ہستی کے متعلق تدلیس کا لفظ بولنا ہی مناسب نہیں تھا۔

قارئین کرام! جن حضرات سے لفظی بالقرآن مخلوق کے الفاظ نکل گئے تھے ان حضرات سے ایک سخت قسم کی خطاء بھی صادر ہوئی ہے علامہ خطیب بغدادیؒ نقل کرتے ہیں کہ:

فسئل عن القرآن فقال القرآن الذی قال الله تعالی لا یمسه الا المطهرون وقال فی کتاب مکنون غیر مخلوق واما الذی بین اظهرنا یمسه الحائض والجنب فهو مخلوق قال الالتی ابن کامل هو کفر بالله صح الخبر عن رسول الله صلی الله علیه وسلم

داؤد ظاہری سے قرآن کے بارے میں پوچھا گیا تو اس نے کہا وہ قرآن جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اس کو پاکیزہ اشخاص ہی ہاتھ لگاتے ہیں اور فرمایا کہ وہ قرآن پوشیدہ کتاب میں ہے وہ غیر مخلوق ہے اور وہ قرآن جو ہمارے سامنے ہے جس کو حیض والی عورت اور جنبی انسان ہاتھ لگاتے ہیں پس یہ مخلوق ہے قاضی ابن کاملؒ

انه نهی ان یسافر بالقرآن الی ارض العدو الخ ملخصاً۔ (تاریخ بغداد ص۳۷۴)

نے فرمایا کہ ایسی بات کرنا کفر ہے صحیح حدیث میں ہے کہ مسافر دار الحرب کی طرف قرآن مجید ساتھ نہ لے جائے تاکہ کفار بے حرمتی نہ کر سکیں۔

قاضی ابن کاملؒ کے اس قول هُوَ كُفْرٌ بِاللهِ سے یہ مراد ہے کہ ایسی بات کرنا ناشکری ہے اور ناشکری پر بھی کفر کا لفظ بولا جاتا ہے اور قرآن پاک کو حائض جنبی ہاتھ لگائیں یہ بے ادبی ہے اور ایسا نظریہ قرآن پاک کو مخلوق کہنے کی وجہ سے ظاہر ہوا ہے۔ یہ قاضی ابن کامل امام حاکمؒ کا استاد ہے۔ پورا نام یوں ہے ابوبکر احمد بن کامل بن خلف القاضی (مستدرک ص۵۶ جلد۴)

حضرت امام بخاریؒ فرماتے ہیں۔

باب تقضی الحائض المناسك كلها الا الطواف (بخاری شریف ص۴۳ جلد۱) حیض والی عورت تمام مناسک حج ادا کر سکتی ہے مگر طواف نہیں کر سکتی۔ اسی باب کے تحت حضرت امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ:

وَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ لَا بَأْسَ اَنْ تَقْرَأَ الْآيَةَ وَلَمْ يَرَ ابْنُ عَبَّاسٍ بِالْقِرَاءَةِ لِلْجُنُبِ بَأْسًا وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ اللهَ عَلٰى كُلِّ اَحْيَانِهٖ۔ (بخاری)

ابراہیم (نخعیؒ) کوئی حرج نہیں سمجھتے اگر ایک آیت قرآن کی پڑھی جائے (یعنی جنبی پڑھ لے) اور حضرت ابن عباسؓ تو جنبی کے لیے قراءۃ قرآن کی مطلقاً حرج نہیں سمجھتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت ذکر کرتے رہتے تھے۔

امام بخاریؒ نے حیض و جنابت کو ایک درجہ میں رکھا ہے یہی وجہ ہے کہ جنبی کا ذکر اس بات کے تحت کر دیا ہے لیکن امام بخاریؒ کو کوئی حدیث صحیح صریح یا ضعیف نہیں مل سکی جس میں جنبی اور حیض و نفاس والی عورت کے قرآن مجید پڑھنے کا ذکر ہو لیکن چونکہ آپ کا نظریہ یہ ہے کہ قرآن مجید کو جنبی اور حیض و نفاس والی عورت پڑھ سکتی ہے تو آپ نے اس کے جواز کے لیے کئی دلائل دینے کی کوشش کی ہے

دلیل ۱ کا جواب

ابراہیم نخعیؒ تابعی ہیں ان سے مختلف روایات کی گئی ہیں۔

(۱) حدثنا عبد الصمد بن عبد الوارث عن هشام الدستوائي عن حماد عن ابراهيم قال اربعة لا يقرؤن القرآن عند الخلاء وعند الجماع والجنب والحائض الا الجنب والحائض فانهما يقرآن الآية ونحوها۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۰۲ مطبوعہ حیدرآباد دکن)

ابراہیمؒ فرماتے ہیں چار آدمی قرآن نہ پڑھیں (پیشاب و پاخانہ کرنے والا) قضاء حاجت کے وقت اور (جماع کرنے والا) جماع کے وقت، اور جنبی اور حائضہ عورت مگر جنبی و حائضہ ایک آیت یا مثل اس کے پڑھ سکتے ہیں۔

(۲) حدثنا جرير عن مغيرة عن ابراهيم قال لا يقرأ القرآن ولا آية وقال انه اذا قرأ صلى۔ (ابن ابی شیبہ ص۱۰۳)

ابراہیمؒ فرماتے ہیں جنبی قرآن نہیں پڑھ سکتا حتیٰ کہ ایک آیت بھی منع ہے اور ابراہیمؒ نے فرمایا جب انسان قراءۃ کر سکتا ہے تو نماز بھی پڑھ سکتا ہے۔

(۳) حدثنا وكيع عن سفيان

حضرت ابراہیمؒ فرماتے ہیں کہ

عن ابراهيم قال تقرأ ما دون الآية ولا تقرأ آية تامة (ابن ابی شیبہ ص۱۰۳)

کہ حیض والی عورت آیت سے کم پڑھ سکتی ہے اور پوری آیت نہیں پڑھ سکتی۔

(۴) حدثنا ابو خالد الاحمر عن حجاج عن عطاء وعن حماد عن ابراهيم وسعيد بن جبير في الحائض والجنب يستفتحون رأس الآية ولا يتمون آخرها (ابن ابی شیبہ ص۱۰۳ ودارمی ص۱۸۹)

عطاءؒ و ابراہیمؒ و سعید بن جبیرؒ فرماتے ہیں کہ حائضہ و جنبی آیت کے ابتدائی حصہ کو پڑھ سکتے ہیں لیکن آیت نہیں پڑھ سکتے۔

(۵) اخبرنا محمد بن يوسف حدثنا سفيان قال بلغني عن ابراهيم وسعيد بن جبير انهما قالا لا يقرأ الجنب والحائض آية تامة يقرآن الحرف (سنن الدارمی ص۱۸۸ تا ص۱۸۹)

حضرت ابراہیمؒ و حضرت سعید بن جبیرؒ فرماتے تھے کہ جنبی اور حائضہ پوری آیت نہیں پڑھ سکتے آیت کا کچھ حصہ پڑھ سکتے ہیں۔

یہ سب روایتیں قارئین کرام کی خدمت میں پیش کر دی گئی ہیں تاکہ امام بخاریؒ کے اس قول کی حقیقت واضح ہو جائے جو انہوں نے حضرت ابراہیمؒ کی طرف منسوب کیا ہے پہلی ایک روایت کے سوا باقی سب میں قراءۃ قرآن سے جنبی و حائضہ کو منع کیا گیا ہے پس معلوم ہوا کہ امام بخاریؒ نے جس روایت کی طرف اشارہ کیا ہے وہ شاذ ہے صحیح روایتوں کے خلاف ہے اور مزے کی بات یہ ہے کہ امام بخاریؒ نے اس روایت کی سند کو چھپا دیا ہے کیونکہ حماد بن ابی سلیمانؒ ان کی شرط پر نہیں ہیں اور یہی وجہ ہے کہ صحیح بخاری میں ان سے مسنداً کوئی روایت نہیں لی ہاں تعلیقاً

ہے نیز حمادؒ کی روایت جو چوتھے نمبر پر ہم نے ذکر کی ہے اس میں جنبی و حائض دونوں کو قراءۃ قرآن سے منع کیا گیا ہے کہ پوری آیت نہیں پڑھ سکتے۔ فلہذا امام بخاریؒ کی یہ دلیل قرآن کے لیے کچھ فائدہ مند ثابت نہیں ہو سکی ؎

آگ دی صیاد نے جب آشیانے کو مرے
جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے

دلیل ۲: ابن عباسؓ کے نظریہ کا جواب

اس کی سند امام بخاریؒ نے بیان نہیں کی

البتہ حافظ ابن حجرؒ نے ابن ابی شیبہ کی طرف نسبت کرتے ہوئے یوں نقل کی ہے۔

فقال ابن ابی شیبۃ فی المصنف حدثنا الثقفی عن خالد عن عکرمۃ عن ابن عباس انہ کان لا یری باسا ان یقرأ الجنب الآیۃ والآیتین۔	محدث ابن ابی شیبہؒ نے اپنی سند سے ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ وہ جنبی کے لیے ایک دو آیتیں پڑھنے میں حرج نہیں سمجھتے تھے

(تغلیق التعلیق علی الصحیح البخاری ص۱۷۱ المجلد الثانی)

محشی نے نیچے تعلیق میں اس حوالہ کی یوں نشاندہی کی ہے۔

(فی مصنفہ ۱۰۲/۱ کتاب الطہارات۔ من رخص للجنب ان یقرأ القرآن)

لیکن یہ حوالہ درست نہیں اس لیے کہ مصنف ص۱۰۲ میں یہ روایت صرف عکرمہؒ سے ہے ابن عباسؓ کا نام موجود نہیں ہے معلق (محشی) نے بھی پوری نظر ابن ابی شیبہ پر جمائی نہیں اور حوالہ ص۱۰۲ کا دے دیا ہے۔ اور حافظ صاحبؒ پر تو تعجب نہیں کیونکہ وہ عجلت میں ایسا کبھی کبھار کر جاتے ہیں جس کی بعض مثالیں ہم نے نور الصباح

فی ترک رفع الیدین بعد الافتتاح میں عرض کر دی ہیں البتہ ایک اور نئی مثال گوش گذار فرمالیں۔ حافظ صاحب حضرت ابن عمرؓ سے ترک رفع یدین کی روایت کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ومما یدل علی ضعفہ ما رواہ البخاری فی جزء رفع الیدین عن مالک ان ابن عمر کان اذا رأی رجلا لا یرفع یدیہ اذا رکع واذا رفع رماہ بالحصی۔	اور اس روایت کے ضعیف ہونے پر وہ روایت دلالت کرتی ہے جو امام بخاریؒ نے جزء رفع یدین میں امام مالکؒ سے روایت کی ہے کہ بے شک حضرت ابن عمرؓ جب کسی آدمی کو دیکھتے کہ وہ رکوع کرتے وقت اور سر اٹھاتے وقت رفع یدین نہیں کرتا تو اس کو کنکریاں مارتے۔
(فتح الباری ص۲۶۲ ج۲)	

حالانکہ یہ روایت جزء رفع یدین میں امام مالکؒ کی سند سے ہرگز نہیں بلکہ اس کی سند یوں ہے۔ حدثنا الحمیدی انبانا الولید بن مسلم قال سمعت زید بن واقد یحدث عن نافع ان ابن عمرؓ۔ ایک غالی قسم کے غیر مقلد نے بھی حافظ صاحبؒ کی اندھی تقلید کرتے ہوئے یہی بات یوں ہی لکھ دی ہے۔ وروی البخاری فی جزء رفع الیدین عن مالک ان ابن عمر الخ (التنکیل لما فی تانیب الکوثری من الاباطیل ص۲۷ ج۲)

بہر حال حضرت ابن عباسؓ سے قراءۃ قرآن کرنے کی جنبی کے لیے اجازت کی کوئی روایت مصنف ابن ابی شیبہ میں نہیں اور جزء رفع یدین جو منسوب ہے امام بخاریؒ کی طرف اس میں کنکریاں مارنے والی روایت کا جواب نور الصباح میں راقم الحروف

ذکر کرچکا ہے۔ حافظ صاحبؒ نے تغلیق التعلیق ص۱۷۱ الجلد الثانی میں حضرت ابن عباسؓ سے اپنی سند کے ساتھ ایک روایت اس طرح نقل کی ہے۔

ابن عباس یقول لا بأس ان یقرأ الجنب الآیة ونحوها۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کوئی حرج نہیں ہے کہ جنبی ایک آیت اور مثل اس کے پڑھ لے۔

الجواب

حافظ صاحبؒ نے محنت تو بڑی کی ہے لیکن روایت ایسے راویوں سے نقل کر دی ہے جن میں بعض تو مجہول ہیں اور بعض جھوٹے قسم کے راوی بھی موجود ہیں چنانچہ اس سند میں ابو عتبہ ثنا بقیۃ سے مراد احمد بن الفرج ابو عتبہ الحمصی ہے جو بقیۃ بن الولید سے روایت کرتا ہے۔ محدث محمد بن عوف الطائی فرماتے ہیں۔

وَلَيْسَ لَهُ فِي حَدِيثِ بقية اَصْلٌ هُوَ فِيهَا اَكْذَبُ الْخَلْقِ۔ (تہذیب لابن حجرؒ ص۶۹)

کہ ابو عتبہ راوی کی اپنے استاذ بقیہ سے روایتیں بے اصل ہوتی ہیں وہ ان روایتوں میں تمام مخلوق سے زیادہ جھوٹ بولنے والا ہے۔

افسوس کہ جان بوجھ کر حافظ صاحبؒ نے ایک جھوٹی دمن گھڑت روایت امام بخاریؒ کے قول کی تائید میں نقل کر دی ہے۔ (عافانا اللہ وسامحہ)

تیسری دلیل اور اس کا جواب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت ذکر کرتے رہتے تھے۔

الجواب

اس حدیث سے گویا امام بخاریؒ نے یوں استدلال کیا ہے کہ ذکر عام ہے جو قرآن کو بھی شامل ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت ذکر کرتے رہتے تھے۔

کوئی وقت مستثنیٰ نہیں فلہذا جنابت کی حالت میں بھی قراءۃ قرآن جائز ہوگی مگر یہ استدلال نہایت درجہ کا ضعیف ہے۔ "مارون گھٹنہ پھوٹے آنکھ" ایسے موقعہ پر بولا جاتا ہے۔ حالانکہ کثرت سے روایتیں موجود ہیں جن میں جنبی و حائضہ کو قرآن پڑھنے سے روکا گیا ہے اور قرآن مجید کے علاوہ دوسرے ذکر کے لیے بھی چند مقام مستثنیٰ ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ عن ابن عمر قال رجل على النبي صلى الله عليه وسلم وهو يبول فسلم عليه فلم يرد عليه قال ابوداؤد وروى عن ابن عمر وغيره ان النبي صلى الله عليه وسلم تَيَمَّمَ ثم رد على الرجل السلام (ابوداؤد ص۴)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا آپ پیشاب کر رہے تھے پس اس نے سلام کیا آپ نے اس کا جواب نہ دیا۔ امام ابو داؤدؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمرؓ وغیرہ سے مروی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیمم کرکے اس کے سلام کا جواب دیا

۲۔ عن المهاجر بن قنفذ انه اتى النبي صلى الله عليه وسلم وهو يبول فسلم عليه فلم يرد عليه حتى توضأ ثم اعتذر اليه فقال انى

حضرت مہاجر بن قنفذؓ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا درآں حالانکہ آپ پیشاب کر رہے تھے پس آپ پر سلام کیا آپ نے جواب نہ دیا حتی کہ

کرھت ان اذکر اللہ تعالیٰ ذکرہ الا علیٰ طھرا او قال علی طھارۃ (ابوداؤد ص ۴)

وضو کر لیا پھر عذر پیش کیا کہ میں ناپسند کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کروں مگر طہارۃ پر۔

۳- ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یخرج من الخلاء فیقرئنا القرآن ویاکل معنا اللحم ولم یکن یحجبہ او یحجزہ عن القرآن شیئ لیس الجنابۃ۔ (ابوداؤد ص ۳۲/۱)

عبداللہ بن سلمہؓ حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت الخلاء سے باہر نکل کر ہمیں قرآن مجید پڑھاتے تھے اور ہمارے ساتھ گوشت کھاتے تھے اور قرآن مجید کے پڑھنے سے ان کو کوئی روکنے والی چیز نہ ہوتی تھی سوا جنابت کے۔

اس حدیث کو امام نسائیؒ نے سنن نسائی ص ۳۲ میں امام احمدؒ نے مسند احمد ص ۸۳ و ص ۸۴ و ص ۱۰۷ جلد ۱ و ص ۱۲۴ جلد ۱ و ص ۱۳۴ جلد ۱ میں اور ابن ماجہؒ نے اپنے سنن ص ۴۴ میں اور امام ترمذیؒ نے سنن ترمذی ص ۲۸ جلد ۱ میں ذکر کیا ہے اور مستدرک حاکم ص ۱۰۷ جلد ۴ و مشکوٰۃ ص ۴۹ جلد ۱ و موارد الظمآن ص ۷۶ و طحاوی ص ۴۴/۱ و مسند حمیدی ص ۳۱/۱ و مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱۰۲/۱ و ص ۱۰۴/۱ و سنن دارقطنی ص ۱۱۹/۱ میں بھی کچھ الفاظ کے تغیر سے یہ حدیث موجود ہے اور یہ حدیث صحیح ہے اور اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ امام ترمذیؒ فرماتے ہیں۔

قال ابو عیسیٰ حدیث علی ھذا حدیث حسن صحیح وبہ قال

امام ترمذیؒ فرماتے ہیں حضرت علیؓ کی یہ حدیث حسن صحیح ہے

غیر واحد من اھل العلم من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم والتابعین قالوا یقرأ الرجل القرآن علی غیر وضوء ولا یقرأ فی المصحف الا وھو طاھر وبہ یقول سفیان الثوری والشافعی واحمد واسحٰق (ترمذی ص ۲۸)

اور بے شمار صحابہ کرامؓ و تابعین عظامؒ کا یہی مسلک ہے وہ فرماتے ہیں کہ بے وضو آدمی تلاوت قرآن مجید کر سکتا ہے لیکن مصحف میں بغیر طہارۃ کے تلاوت نہیں کر سکتا سفیان ثوریؒ، امام شافعیؒ، امام احمدؒ و اسحٰق بن راھویہؒ کا یہی مسلک ہے۔

امام حاکمؒ فرماتے ہیں ھذا حدیث صحیح الاسناد (مستدرک ص ۱۰۷) یہ حدیث سند کے لحاظ سے صحیح ہے۔ علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں: صحیح (تلخیص مستدرک ص ۱۰۷) حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں۔

رواہ احمد والاربعۃ وھذا لفظ الترمذی وحسنہ وصححہ ابن حبان۔ (بلوغ المرام ص ۱۰)

امام احمدؒ و سنن اربعہ والوں نے روایت کیا ہے اور یہ لفظ ترمذی کے ہیں اور تحسین بھی کی ہے اور ابن حبانؒ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

حافظ صاحبؒ نے امام ترمذیؒ کی طرف صرف تحسین منسوب کی ہے حالانکہ امام ترمذیؒ اس حدیث کی تصحیح بھی کرتے ہیں جیسا کہ ابھی حوالہ گذر چکا ہے لیکن حافظ صاحبؒ نے تلخیص الجبیر میں حوالہ درست نقل کیا ہے چنانچہ فرماتے ہیں۔

وصححہ الترمذی

اس حدیث کو امام ترمذیؒ اور

وابن السکن وعبد الحق والبغوی فی شرح السنۃ وروی ابن خزیمۃ باسنادہ عن شعبۃ قال ہذا الحدیث ثلث رأس مالی وقال الدارقطنی قال شعبۃ ما احدث بحدیث احسن منہ (تلخیص الحبیر ص۱۳۹)

محدث ابن السکنؒ اور محدث عبد الحقؒ اور محدث بغویؒ نے صحیح کہا ہے اور امام ابن خزیمہؒ نے اپنی سند سے امام شعبہؒ سے روایت کیا ہے کہ یہ حدیث میرے کل سرمایہ کا تیسرا حصہ ہے اور دارقطنیؒ نے شعبہؒ سے روایت کیا ہے کہ میں اس حدیث سے بہتر کوئی حدیث روایت نہیں کرتا۔

تنبیہ: مولانا شمس الحق عظیم آبادی غیر مقلد نے دو سخت قسم کی غلطیوں کا ارتکاب کیا ہے۔

غلطی نمبر ۱

عظیم آبادی صاحب لکھتے ہیں:

والحاکم فی المستدرک وصححہ قال ولم یحتجا بعبد اللہ بن سلمۃ ومدار الحدیث علیہ۔ (التعلیق المغنی ص۱۱۹)

اور امام حاکمؒ نے مستدرک میں اس حدیث کی تصحیح کی ہے امام حاکمؒ نے کہا کہ امام بخاریؒ وامام مسلمؒ نے عبد اللہ بن سلمہ سے احتجاج نہیں کیا اور دارومدار حدیث کا اسی پر ہے۔

حالانکہ یہ حدیث مستدرک حاکم ص۱۰۷ میں موجود ہے مگر اس میں ان

خط کشیدہ الفاظ کا کوئی نام ونشان تک موجود نہیں حدیث روایت کرنے کے بعد امام حاکمؒ نے یوں فرمایا ہے ھذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاہ (یہ حدیث سند کے لحاظ سے صحیح ہے اور امام بخاریؒ وامام مسلمؒ نے اس حدیث کا اخراج نہیں کیا) البتہ علامہ زیلعیؒ نے امام حاکمؒ سے یہ الفاظ نقل کئے ہیں شاید کسی نسخے میں موجود ہوں ورنہ مطبوعہ نسخہ میں یہ الفاظ نہیں ہیں۔

غلطی نمبر ۲

فرماتے ہیں:

قال ابن خزیمۃ ھذا الحدیث ثلث رأس مالی (التعلیق المغنی ص۱۲۰)

ابن خزیمہؒ نے فرمایا کہ یہ حدیث میرے سرمایہ کا تیسرا حصہ ہے۔

حالانکہ اصل بات ابن حجرؒ کے حوالہ سے گذر چکی ہے کہ ابن خزیمہؒ نے اپنی سند سے امام شعبہؒ سے یہ بات نقل کی ہے۔ جو لوگ ایک ہی جگہ میں بار بار ٹھوکریں کھائیں ان میں حدیث سمجھنے کی استعداد کس طرح پیدا ہو سکتی ہے۔

؎ ٹھوکریں مت کھائیے چلئے سنبھل کر دیکھ کر
چال سب چلتے ہیں لیکن بندہ پرور دیکھ کر

اعتراض: بعض حضرات نے اس حدیث پر یہ اعتراض کیا ہے کہ عبد اللہ بن سلمہ جب بوڑھے ہو گئے تو ان کے حافظہ میں خرابی آگئی تھی۔

الجواب

یہ اعتراض بالکل باطل ہے امام احمدؒ نے اس حدیث پر اعتماد کرتے ہوئے اس کو مسند احمد میں پانچ جگہ پر روایت کیا ہے اور امام شعبہؒ جو اس حدیث کے راوی ہیں وہ اس پر اعتماد کرتے ہوئے اپنے سرمایہ کا تیسرا حصہ قرار دیتے ہیں۔

الجواب ۲

عبداللہ بن سلمہؒ اس حدیث کے بیان کرنے میں متفرد نہیں حضرت علیؓ کے اور شاگرد بھی اس حدیث کو بیان کرتے ہیں۔

دلیل ۴

امام احمدؒ فرماتے ہیں

حدثنا عائذ بن حبیب حدثنی عامر بن السمط عن ابی الغریف قال اتی علی رضی اللہ عنہ بوضوء فمضمض واستنشق ثلاثاً وغسل وجهه ثلاثاً وغسل یدیه وذراعیه ثلاثاً ثلاثاً ثم مسح برأسه ثم غسل رجلیه ثم قال هکذا رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم توضأ ثم قرأ شیئاً من القرآن ثم قال هذا لمن لیس بجنب فاما الجنب فلا ولا آیة (مسند احمد ص۱۱۰)

حضرت علیؓ کے پاس پانی لایا گیا پس آپ نے کلی کی اور ناک میں تین مرتبہ پانی ڈالا اور منہ دھویا تین مرتبہ اور ہاتھ و بازو دھوئے تین تین مرتبہ پھر سر کا مسح کیا پھر پاؤں دھوئے پھر کہا کہ اس طرح میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ انہوں نے وضو کیا پھر کچھ قرآن پڑھا پھر فرمایا یہ اس کے لیے ہے جو جنبی نہیں بہرحال جنبی کو ایک آیت پڑھنے کی بھی اجازت نہیں۔

علامہ احمد محمد شاکر غیر مقلد فرماتے ہیں:

وهذا اسناد صحیح جید (تعلیقات علی الترمذی ص۲۷۵)

اور یہ حدیث صحیح اور کھری سند والی ہے۔

علامہ ہیثمیؒ اس حدیث کو مسند ابو یعلی سے روایت کر کے پھر فرماتے ہیں ورجاله موثقون (مجمع الزوائد ص۲۷۶) کہ اس حدیث کے راوی ثقہ ہیں اس حدیث کی سند میں حضرت علیؓ کا شاگرد عبداللہ بن سلمہ نہیں بلکہ ابو الغریف ہے جو ثقہ ہے

دلیل ۵

حضرت علیؓ و حضرت ابو موسی الاشعریؓ سے روایت ہے کہ:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یا علی انی ارضی لك ما ارضی لنفسی واکره لك ما اکره لنفسی لا تقرأ القرآن وانت جنب ولا انت راکع ولا انت ساجد (الحدیث) (سنن دارقطنی ج۱ ص۱۱۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علیؓ میں تیرے لیے وہی پسند کرتا ہوں جو اپنے لیے پسند کرتا ہوں اور تیرے لیے وہی چیز ناپسند کرتا ہوں جو اپنے لئے ناپسند کرتا ہوں جنبی ہونے کی حالت میں قرآن نہ پڑھنا اور نہ رکوع و سجود کی حالت میں پڑھنا۔

علامہ ہیثمیؒ فرماتے ہیں:

وفی حدیث علیؓ الحارث وهو ضعیف وحدیث ابی موسی رجاله موثقون۔ (مجمع الزوائد ج۲ ص۸۵)

کہ حضرت علیؓ کی اس حدیث کی سند میں ایک راوی الحارث (ان کا شاگرد) واقع ہے اور وہ ضعیف ہے اور حضرت ابو موسیٰؓ کی حدیث کے راوی ثقہ ہیں۔

دلیل ۶ امام دارقطنیؒ فرماتے ہیں:

عن عکرمة عن ابن عباس عن عبد اللّٰه بن رواحة ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم نهی ان یقرأ احدنا القرآن وهو جنب اسناده صالح وغیره لا یذکر عن ابن عباس۔ (سنن الدارقطنی ص۱۲۰)

کہ عکرمہؒ حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں اور وہ حضرت عبد اللہ بن رواحہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا یہ کہ ہم میں سے کوئی جنبی ہونے کی حالت میں قرآن مجید پڑھے امام دارقطنیؒ فرماتے ہیں سند اس حدیث کی اچھی ہے اور بعض راوی حضرت ابن عباسؓ کا ذکر نہیں کرتے۔

پھر امام دارقطنیؒ نے اس حدیث کے بعد ص۱۲۱ پر حضرت عبد اللہ بن رواحہؓ سے روایت کی ہے جس کی سند میں حضرت ابن عباسؓ کا واسطہ نہیں ہے لیکن ص۱۲۳ پر ایک نئی سند سے یہی حدیث بیان کی ہے جس میں حضرت ابن عباس موجود ہیں۔ اس روایت سے معلوم ہوا کہ حضرت ابن عباسؓ بھی جنبی کو قراءۃ سے روکنے کی روایت نقل کر کے اس مسئلہ کی تائید کرنے والے ہیں۔

دلیل ۷ امام دارقطنی فرماتے ہیں۔

عن عبد اللّٰه بن مالك الغافقی انه سمع رسول اللّٰه صلی اللّٰه

کہ حضرت عبد اللہ بن مالک الغافقیؓ فرماتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ

علیه وسلم یقول لعمر بن الخطاب اذا توضأت وانا جنب اکلت و شربت ولا اصلی ولا اقرأ حتی اغتسل (دارقطنی ۱۱۸ وطحاوی ص۵۰)

وسلم سے سنا وہ حضرت عمرؓ کو فرما رہے تھے کہ میں جب وضو کرتا ہوں جنبی ہونے کی حالت میں تو کھا پی لیتا ہوں مگر نہ نماز پڑھتا ہوں نہ قرآن پڑھتا ہوں حتی کہ غسل کر لوں۔

اعتراض: اگرچہ اس روایت کو امام بیہقیؒ اور حافظ ابن مندہ نے کتاب الصحابہ میں ذکر کیا ہے مگر اس میں عبد اللہ بن سلیمان راوی کے دو شاگرد ہیں ابن لہیعہ جو ضعیف ہے اور واقدی جو متروک ہے (التعلیق المغنی ا ص۱۱۹)

الجواب

یہ اعتراض درست ہے مگر حضرت عمرؓ کے اپنے عمل سے جو صحیح سند سے ثابت ہے اس کی تائید ہوتی ہے۔ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں۔

وصح عن عمر انه کان یکره ان یقرأ القرآن وهو جنب وساقه عنه فی الخلافیات باسناد صحیح۔ (تلخیص الحبیر ص۱۳۸)

اور حضرت عمرؓ سے صحیح سند سے ثابت ہے کہ وہ ناپسند کرتے تھے کہ جنبی ہونے کی حالت میں قرآن مجید کو پڑھا جائے اور امام بیہقیؒ نے خلافیات میں صحیح سند سے اس کو روایت کیا ہے۔

حضرت عمرؓ کی یہ موقوف روایت طحاوی ص۲۶ ومصنف ابن ابی شیبہ ص۱۰۴ میں موجود ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ کی مرفوع حدیث بھی ضعیف نہیں۔

دلیل نمبر ۸

عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تقرأ الحائض ولا الجنب شیئاً من القرآن
(ترمذی ص ۳۴ ابن ماجہ ص ۴۴)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! حائضہ اور جنبی قرآن میں سے کچھ بھی نہ پڑھیں۔

اعتراض: امام ترمذیؒ فرماتے ہیں:

لا نعرفہ الا من حدیث اسمٰعیل بن عیاش۔

کہ اس حدیث کو اسمٰعیل بن عیاش کے بغیر ہم نہیں جانتے۔

اس کے باوجود فرماتے ہیں:

وھو قول اکثر اھل العلم من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم والتابعین ومن بعدھم مثل سفیان الثوری وابن المبارک والشافعی واحمد واسحٰق قالوا لا تقرأ الحائض ولا الجنب من القرآن شیئاً الا طرف الآیۃ والحرف ونحو ذالک ورخصوا للجنب والحائض فی التسبیح والتھلیل۔

اور یہی مسلک اکثر اہل علم صحابہ کرامؓ و تابعینؒ اور بعد والوں کا ہے مثل سفیان ثوریؒ و عبداللہ بن مبارکؒ و امام شافعیؒ و احمدؒ و اسحٰقؒ کے انہوں نے کہا ہے کہ حیض والی عورت اور جنبی قرآن میں سے کچھ نہیں پڑھ سکتے مگر آیت کا کچھ حصہ لیکن قرآن کے علاوہ باقی ذکر کی اجازت دی ہے۔ (ترمذی ص ۳۴ ج ۱ ص ۳۵)

امام ترمذی نے امام بخاری سے اسمٰعیل بن عیاش پر جرح نقل کی ہے۔

الجواب

یہ درست ہے کہ اسمٰعیل بن عیاش ضعیف ہے لیکن اسمٰعیل بن عیاش کے علاوہ بھی یہ حدیث مروی ہے سنن دارقطنی میں عبدالملک بن مسلمہ حدثنی المغیرۃ بن عبدالرحمٰن عن موسیٰ بن عقبہ الخ سند سے یہ حدیث موجود ہے اس میں عبدالملک بھی ضعیف ہے۔ لیکن ضعیف راوی کی روایت متابعۃ میں پیش کی جاسکتی ہے جس سے ضعف میں کمی آجاتی ہے اور حدیث حسن لغیرہ بن جاتی ہے جب کہ اس باب میں دوسری صحیح حدیثیں بھی موجود ہیں۔

دلیل نمبر ۹

حدثنا وکیع عن شعبۃ عن ابراھیم عن عمرؓ قال لا تقرأ الحائض القرآن
(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱۰۲)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حیض والی عورت قرآن مجید کو نہ پڑھے۔

دلیل نمبر ۱۰

حدثنا غندر عن شعبۃ عن حماد عن ابراھیم ان ابن مسعودؓ کان یمشی نحو الفرات وھو یقرأ سجاۃ فبال ابن مسعود فکف الرجل عنہ فقال ابن مسعود مالک قال

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نہر فرات کی طرف چل رہے تھے اور ایک شخص کو قرآن مجید پڑھا رہے تھے حضرت ابن مسعودؓ نے پیشاب کیا تو وہ شخص پڑھنے سے رک گیا حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا! تجھے کیا ہو گیا ہے اس نے کہا کہ آپ نے پیشاب کیا ہے حضرت

انك بلغت فقال ابن مسعود انى لست بجنب (ابن ابی شیبہ ص ۱۰۲/۱)

ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں جنبی نہیں ہوں۔

علامہ ہیثمیؒ فرماتے ہیں:

رواه الطبرانی فی الکبیر ورجاله ثقات۔ (مجمع الزوائد ص ۲۷۶/۱)

اس کو امام طبرانیؒ نے معجم کبیر میں روایت کیا ہے اور اس کے تمام راوی ثقہ و معتبر ہیں۔

دلیل نمبر ۱۱

عن ابن عباس قال یکره ان یذکر الله وهو جالس على الخلاء والرجل یواقع امرأته لانه ذوالجلال یجل عن ذالك۔ (ابن ابی شیبہ ص ۱۱۳/۱)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں مکروہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر انسان ایسی حالت میں کرے جب وہ پیشاب و پاخانہ پر بیٹھا ہو اور جب بیوی کے ساتھ جماع کر رہا ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ ذوالجلال ہے وہ ایسے ذکر سے بلند ہے۔

دلیل نمبر ۱۲

حدثنا وکیع عن اسرائیل عن ابی سنان ضرار بن مرة عن عبد الله بن الهذیل العنزی قال کانوا یذکرون الله على کل حال الا الجنابة (ابن ابی شیبہ ص ۱۰۲/۱)

حضرت عبداللہ بن الہذیلؒ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہر حال کرتے رہتے تھے سوا جنابت کے۔

یہ عبداللہ بن ابی الہذیل حضرت عمرؓ و دیگر صحابہؓ کا شاگرد و ثقہ ہے بعض نے

تو حضرت ابوبکرؓ سے بھی اس کی روایت نقل کی ہے (دیکھئے تہذیب ص ۶۳/۶)

دلیل نمبر ۱۳

حدثنا وکیع عن سفیان عن منصور عن ابراهیم قال کان یقال اقرأ القرآن على کل حال ما لم تکن جنباً۔ (ابن ابی شیبہ ص ۱۰۳/۱)

حضرت ابراہیم فرماتے ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے دور میں کہا جاتا تھا پڑھ قرآن ہر حال پر جب تک تو جنبی نہ ہو۔

حضرت ابراہیم نخعیؒ سے پہلے کئی روایات نقل ہو چکی ہیں جن میں قراءۃ قرآن حتیٰ کہ ایک آیت سے بھی منع کیا گیا ہے حضرت علیؓ سے کئی مرفوع حدیثیں نقل ہو چکی ہیں اب ان کا اپنا عمل بھی نقل کیا جاتا ہے۔

دلیل نمبر ۱۴

حدثنا وکیع عن سفیان عن ابی اسحق عن الحارث عن علی قال اقرأ القرآن على کل حال ما لم تکن جنباً (ابن ابی شیبہ ص ۱۰۲/۱)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا پڑھ قرآن ہر حال پر جب تک تو جنبی نہ ہو جائے۔

اس کی سند میں الحارث ہے جو ضعیف ہے لیکن دوسری صحیح سندوں سے بھی آپ کا عمل موجود ہے۔

حدثنا شریك عن عامر بن السمط عن ابی الغریف

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جنبی قراءۃ

عن علی قال لا یقرأ	نہ کرے حتیٰ کہ ایک حرف
ولا حرفًا یعنی الجنب۔	بھی نہ پڑھے۔

(ابن ابی شیبہ ص ۱۰۲)

امام دارقطنیؒ نے اس روایت کو تفصیل سے نقل کرکے فرمایا ھو صحیح عن علی (دارقطنی ص ۱۱۸) یہ روایت حضرت علیؓ سے صحیح و ثابت ہے اس باب میں تابعینؒ وغیرہم کے مزید اقوال اگر نقل کئے جائیں تو تحریر بہت لمبی ہو جائے گی اس لیے دلائل کو یہاں بند کیا جاتا ہے۔

ان دلائل سے معلوم ہوا کہ حدیث یذکر اللہ علی کل احیانہ (کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہتے تھے) سے قراءۃ قرآن جنبی و حیض والی عورت کے لیے استدلال کرنا باطل محض ہے اور تمام احادیث مرفوعہ وموقوفہ جو گذر چکی ہیں کے خلاف ہے اس لیے اس حدیث سے مراد یہ ہے کہ ذکر کے جو اوقات ہیں ان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت ذکر کرتے رہتے تھے۔ احیانہ کی ضمیر کا مرجع ذکر ہے جو یذکر اللہ سے سمجھا جاتا ہے جیسے اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی میں هُوَ کا مرجع عدل ہے جو اِعْدِلُوْا سے سمجھی جاتی ہے اور ذکر سے مراد قرآن مجید کے علاوہ ہے جیسا کہ صحیح احادیث و آثار صحابہؓ سے صراحتہً ثابت ہوا۔

(والحمد للہ علی ذالک)

امام طحاویؒ فرماتے ہیں:

وھو قول ابی حنیفۃ	کہ حضرت امام اعظمؒ و صاحبینؒ
وابی یوسف ومحمد	کا مسلک بھی یہی ہے کہ جنبی
بن الحسن رحمھما اللہ تعالیٰ	و حیض والی عورت کے لیے

(طحاوی ص ۶۷) تلاوت قرآن حرام ہے۔

نوٹ: قرآن مجید کا جس طرح حائضہ و جنبی کے لیے پڑھنا حرام ہے اسی طرح ہاتھ لگانا بھی حرام ہے ائمہ اربعہؒ کا مسلک یہی ہے لیکن امام بخاریؒ و داؤد ظاہری وغیرہ کے ہاں ہاتھ لگانا بھی جائز ہے (معاذاللہ وحاشاھا) اس کے دلائل دارقطنی ص ۱۲۱ ج ۱ تا ص ۱۲۳ و نصب الرایہ ص ۱۹۶ ج ۱ تا ص ۱۹۹ ج ۱ مستدرک حاکم ص ۴۸۵ ج ۳ مؤطا امام مالک ص ۷۹ و مشکوٰۃ ص ۵۱ مؤطا محمد ص ۱۴۳ مراسیل ابی داؤد ص ۲ مجمع الزوائد ص ۲۷۶ ج ۱ سنن الکبریٰ ص ۸۸ ج ۱ و مستدرک حاکم ص ۴۷۷ ج ۲ و تلخیص الحبیر ص ۱۳۱ ج ۱ و مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱۰۳ و مستدرک ص ۳۹۷ وغیرھا کتب میں موجود ہیں یہ صفحات کتب کے عجلت و جلدی میں لگا دیئے گئے ہیں ان کی دوبارہ تحقیق کر لیں۔ قرآن پاک کی عظمت کے پیش نظر وہم ۱۷ میں بحث طول اختیار کر گئی ہے لیکن پھر بھی اس کو مجبوراً بند کیا جا رہا ہے تا کہ اصل مقصد کی طرف رجوع کیا جا سکے۔

وہم نمبر ۱۸

ابی بن العباس الانصاری متفق علیہ ضعیف قسم کا راوی ہے اس کی کسی محدث نے توثیق نہیں کی حتیٰ کہ خود امام بخاریؒ فرماتے ہیں لیس بالقوی (تہذیب التہذیب ص ۱۸۷ ج ۱) اور حافظ ابن حجرؒ تقریب ص ۲۰ میں لکھتے ہیں فیہ ضعف (اس میں کمزوری ہے) مگر اس کے باوجود امام بخاریؒ نے اس راوی کی حدیث سے صحیح بخاری ص ۴۰۰ ج ۱ میں احتجاج کیا ہے (باب اسم الفرس والحمار) حافظ ابن حجرؒ نے یہ عذر کیا ہے

وانما روی لہ البخاری	اور امام بخاریؒ نے اس راوی
فی موضع واحد فی	سے صرف ایک ہی مقام میں
ذکر خیل النبی صلی	روایت لی ہے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم	اللہ علیہ وسلم کے گھوڑے کے

(تھذیب ص۱۸۴) ذکر ہیں

لیکن عرض یہ ہے کہ وہ وعدہ کہاں گیا جس میں یہ کہا گیا ہے کہ میں نے بخاری میں سب حدیثیں صحیح نقل کی ہیں۔

وہم نمبر ۱۹ امام بخاریؒ صحیح بخاری ص۳۹ میں ایک سند یوں بیان کرتے ہیں۔

وقال لی علی بن عبد اللہ ثنا یحیی بن آدم ثنا ابن ابی زائدۃ عن محمد بن ابی القاسم عن عبد الملک بن سعید بن جبیر الخ

محمد بن ابی القاسم الطویل الکوفی کے بارے میں یحیی بن معین ابو حاتم وابن حبانؒ توثیق کرتے ہیں مگر خود امام بخاریؒ فرماتے ہیں لَا اَعْرِفُ مُحَمَّدَ بْنَ اَبِی الْقَاسِمِ کَمَا اَشْتَھِی (تھذیب التھذیب ص۳۵۰) میں (امام بخاریؒ) محمد بن ابی القاسم کو نہیں پہچانتا جیسا کہ میری خواہش ہے۔ یعنی یہ راوی امام بخاریؒ کی شرط کے مطابق نہیں چنانچہ حافظ ابن حجرؒ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

ومحمد بن ابی القاسم یقال لہ الطویل ولا یعرف اسم ابیہ وثقہ یحیی بن معین وابو حاتم وتوقف فیہ البخاری مع کونہ اخرج حدیثہ ھذا ھھنا فروی النسفی عن البخاری قال لا اعرف محمد بن ابی القاسم

اور محمد بن ابی القاسم الطویل کے باپ کا نام معلوم نہیں ہوا اس راوی کی یحیی بن معینؒ وابو حاتم نے توثیق کی ہے اور امام بخاریؒ نے اس میں توقف اختیار کیا ہے مگر اس کے باوجود اس مقام پر اس کی حدیث سے احتجاج بھی کیا ہے نسفیؒ نے امام بخاریؒ سے روایت کیا ہے کہ میں اس

ھذا کما ینبغی وفی نسخۃ الصغانی کما اشتھی (فتح الباری الجزء الحادی عشر ص۴۲)

راوی کو نہیں پہچانتا جیسا کہ پہچاننے کا حق ہے یا جیسے میں چاہتا ہوں۔

اور امام بخاریؒ کے استاذ علی بن المدینیؒ جو اس حدیث کو اس مقام پر روایت کر رہے ہیں وہ بھی اس راوی کو نہیں پہچانتے چنانچہ حافظ صاحبؒ لکھتے ہیں۔

قال وروی عنہ ابو اسامۃ الا انہ غیر مشھور۔

علی بن المدینیؒ نے فرمایا کہ اس راوی سے ابو اسامہ نے بھی روایت کی ہے مگر یہ راوی مشہور نہیں۔

حافظ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو امام بخاریؒ نے وقال لی علی بن عبد اللہ (اور مجھے علی بن المدینی نے کہا) سے بیان کیا ہے اور جہاں امام بخاریؒ اس جملے سے حدیث بیان کریں۔

یکون فی اسنادہ عندہ نظر او حیث یکون موقوفۃ۔ (فتح الباری الجزء الحادی عشر ص۴۲)

وہاں امام بخاریؒ کے ہاں اس کی سند میں خرابی ہوتی ہے یا وہ صحابیؓ کا قول ہوتا ہے جس کو حدیث بنایا جاتا ہے۔

معلوم ہوا کہ یہ حدیث امام بخاریؒ کی شرط پر صحیح نہیں مگر اس کے باوجود بھی اس کو روایت کر دیا ہے۔

وہم نمبر ۲۰ امام بخاریؒ نے صحیح بخاری ص۷۸ میں لکھا ہے عن انس بن مالک قال کنا نصلی

کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم عصر کی نماز پڑھتے

العصر ثم يذهب الذاهب	تھے پھر ہم میں سے کوئی آدمی
منا الى قباء فيأتيهم	مسجد قباء کو جاتا تو ابھی تک
والشمس مرتفعة "	سورج بلند ہوتا ۔

اس حدیث میں قباء کا لفظ وہم ہے صحیح یوں ہے فیذهب الذاهب الى العوالى (کہ جانے والا عوالی کی طرف جاتا) اور یہ وہ بستیاں ہیں جو مدینہ منورہ کے آس پاس مسجد کی جہت پر واقع ہیں چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت انسؓ کی دوسری روایت میں العوالی ہی ہے حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں ۔

ومثل هذا الوهم	اور مثل اس تھوڑے سے
اليسير لا يلزم منه القدح	وہم کے صحت حدیث میں جرح
فى صحة الحديث ولا	نہیں جب کہ امام بخاریؒ
اخرج الرواية المحفوظة	نے محفوظ حدیث کو بھی روایت
والله اعلم (مقدمہ فتح الباری ص۱۱/۲)	کیا ہے ۔

وہم نمبر ۲۱ بخاری شریف ص۲۹۳/۱ میں باب اذا باع الثمار قبل ان يبدو صلاحها کے تحت ایک حدیث ذکر کی ہے اور پھر اسی حدیث میں فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ارأيت ان منع الله الثمرة الخ یہ مقولہ حضرت انسؓ کا تھا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا گیا ہے امام ابوحاتمؒ و ابوزرعہؒ و ابن خزیمہؒ و دارقطنیؒ نے یہی بات کی ہے (مقدمہ فتح الباری ص۱۱۹)

وہم نمبر ۲۲ بخاری شریف ص۱۴۶/۱ میں ہے ۔

وكان ابن	حضرت عبداللہ بن عمرؓ وضو
عمرؓ يسجد على غير وضوء	کے بغیر سجدہ تلاوت کرتے تھے ۔

حافظ ابن حجرؒ نے مصنف ابن ابی شیبہ کے حوالہ سے اس کا ثبوت یوں دیا ہے ۔

حدثنا محمد بن بشر ثنا	کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی
زكريا بن ابى زائدة ثنا ابو الحسن	اللہ عنہ سواری سے نیچے
يعنى عبيد بن الحسن عن رجل	اترتے تھے پیشاب کرکے پھر
زعم انه كنفسه عن سعيد	سوار ہو جاتے اور سجدہ تلاوت
بن جبير قال كان عبد الله	پڑھ کر سجدہ کر لیتے اور وضو
ينزل عن راحلته فيهريق الماء	نہ کرتے تھے ۔
ثم يركب فيقرأ السجدة فيسجد	
وما يتوضأ . (تغلیق التعلیق ص۲۸/۲ وابن ابی شیبہ ص۱۴/۲)	

یہ روایت سند کے لحاظ سے ضعیف ہے کیونکہ اس میں عن رجل . یعنی مجہول شخص کا درمیان میں واسطہ ہے اور مجہول حدیث ضعیف ہوتی ہے جب کہ صحیح روایت میں حضرت ابن عمرؓ سے عدم طہارۃ کی صورت میں سجدہ کرنے سے ممانعت موجود ہے چنانچہ امام بیہقیؒ فرماتے ہیں ۔

حدثنا المهرجانى ثنا البشرى	حضرت ابن عمر
احمد ثنا داؤد بن الحسين ثنا	رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے
قتيبة ثنا الليث عن نافع عن	ہیں کہ کوئی مرد سجدہ
ابن عمر انه قال لا يسجد الرجل	نہ کرے بغیر طہارت
الا وهو طاهر (سنن الکبریٰ ص۹۰/۲ ؛	کے ۔
بحوالہ تغلیق التعلیق ص۲۸/۲)	

حافظ صاحبؒ نے اس مجہول روایت کو راجح خیال کرکے اس صحیح روایت میں تاویل کرنے کی کوشش کی ہے کہ جنبی وغیرہ کو طہارت کبریٰ کے بغیر سجدہ

نہیں کرنا چاہیے یا ممانعت استحباب کے لحاظ سے ہے (لاحول ولا قوۃ الا باللہ) تو امام بخاریؒ سے یہاں وہم و نسیان ہو گیا ہے کہ صحیح روایت کے مقابلہ میں اور عقل و نقل کے خلاف انہوں نے ایک غلط کام کرنے کی ترغیب دی ہے (سامحہ اللہ) خواجہ صاحب کے استاذ صاحب فرماتے ہیں بعض اہل علم کا خیال ہے کہ سجدہ تلاوت بلا وضو بھی درست ہے یہ بات صحیح معلوم نہیں ہوتی (رسول اکرم کی نماز ص۱۰۴ تا ص۱۰۵)

وہم نمبر ۲۳ امام بخاریؒ نے صحیح بخاری ص۸۲۷ ج۲ میں باب ما انھر الدم من القصب والمروۃ والحدید کے تحت پہلی حدیث اپنی سند سے ذکر کرتے ہوئے عن عبید اللہ عن نافع سمع ابن کعب بن مالک یخبر ابن عمر ان اباہ اخبرہ ان جاریۃ لہم الخ پھر دوسری حدیث اپنی سند سے ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں عن نافع عن رجل من بنی سلمۃ اخبر عبد اللہ ان جاریۃ لکعب بن مالک الخ پھر اسی صفحہ میں باب ذبیحۃ الامۃ والمرأۃ کے تحت اسی حدیث کو اپنی سند سے ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں عن عبید اللہ عن نافع عن ابن لکعب بن مالک عن ابیہ ان امرأۃ ذبحت شاۃ الخ پھر کہتے ہیں وقال اللیث حدثنا نافع انہ سمع رجلاً من الانصار یخبر عبد اللہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان جاریۃ لکعب بھذا۔ پھر فرماتے ہیں۔ حدثنا اسمعیل قال حدثنی مالک عن نافع عن رجل من الانصار عن معاذ بن سعد او سعد بن معاذ اخبرہ ان جاریۃ لکعب بن مالک۔ اتنا اضطراب ایک حدیث کی سند میں اور اس کو صحیح بخاری

میں پیش کیا جا رہا ہے امام دارقطنیؒ اس اضطراب واختلاف کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وللیصح والاختلاف فیہ کثیر (تلت) ھو کما قال وعلتہ والجواب عنہ فیہ تکلف وتعسف۔ (مقدمہ فتح الباری ص۱۳۶ ج۲)	اور یہ حدیث صحیح نہیں اور اس میں بہت اختلاف ہے میں (ابن حجرؒ) کہتا ہوں بات دارقطنیؒ کی صحیح ہے اس کا دفاع کرنا امام بخاری سے مشکل ہے اور خواہ مخواہ کا تکلف ہے۔

وہم نمبر ۲۴ صحیح بخاری ص۱۱۴۳ ج۲ میں ہے حدثنا یسرۃ بن صفوان بن جمیل اللخمی قال حدثنا ابراھیم بن سعد عن الزھری عن سعید ابن المسیب الخ حافظ ابو مسعود الدمشقیؒ اعتراض کرتے ہیں کہ امام بخاریؒ سے ابراہیم بن سعد اور زہری کے درمیان ایک راوی کا واسطہ تھا جو گر گیا ہے امام مسلمؒ نے صحیح روایت کیا ہے اور وہ یوں ہے عن یعقوب بن ابراھیم بن سعد عن ابیہ عن صالح بن کیسان عن الزھری۔ حافظ ابن حجرؒ نے اسی بات کو نقل کر کے واللہ اعلم کہہ دیا ہے (مقدمہ فتح الباری ص۱۴۴ ج۲)۔

وہم نمبر ۲۵ امام بخاریؒ نے ایک راوی جس کا نام حریز بن عثمان ہے صحیح بخاری میں روایت لی ہے جو ہر صبح کی نماز کے بعد ستر بار حضرت علیؓ پر لعنت بھیجتا تھا (تہذیب التہذیب ص۲۳۹) مگر امام جعفر صادقؒ جیسی ہستی سے صحیح بخاری میں روایت نہیں لی (انا للہ

(وانا الیہ راجعون)

برادرانِ اسلام! بہت سی باتوں سے قلم کو روکتا ہوں جو محدثین کرام نے فرمائی ہیں یہ چند باتیں نقل کرکے میرے دل کو ٹھیس پہنچ رہی ہے لیکن مجبوراً غیر مقلدین حضرات کو جواب دینے کے لیے اور ان کے منہ میں لگام دینے کے لیے تاکہ وہ فقہ حنفی اور حنفی علماء سے چند غلطیوں کی بنا پر لوگوں کے درمیان نفرت نہ پھیلا سکیں یہ باتیں نقل کر دی ہیں۔ مگر غیر مقلد بھی فقہ سے نفرت کرتے کرتے بالآخر منکرین حدیث کی صف میں شامل ہو جاتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ منکرین حدیث کا گروہ غیر مقلدین سے نکلا ہے۔

برادرانِ اسلام! حضرت امام بخاریؒ کو جو مرتبہ خدا تعالیٰ نے دیا ہے وہ کسی کے گھٹانے سے گھٹ نہیں سکتا جو ان سے اوہام ہوئے ہیں، یہ فطری بات ہے کیونکہ ہمارے ابا حضرت آدم علیہ السلام بھی بھول گئے تھے۔ امام دار قطنیؒ یا ابو مسعود دمشقیؒ یا اسماعیلیؒ وغیرہم نے جو صحیح بخاری پر تنقید کی ہے اس کا جواب حافظ ابن حجرؒ نے دے دیا ہے اور کہیں تسلیم کیا ہے کہ ان کا اعتراض درست ہے لیکن ضابطہ کی بات ہے کہ اعتراض کرنا آسان ہے لیکن کام کرنا مشکل ہے ان حضرات نے صحیح بخاری پر اعتراض تو کر دیئے لیکن صحیح بخاری جیسی حدیث کتاب ہمارے سامنے پیش کرتے یہ ان سے نہیں ہو سکا ایک واقعہ مشہور ہے کہ ایک نوجوان امریکہ سے فوٹو گرافی کے فن میں مہارت حاصل کرکے واپس آیا تو اس نے ایک چوراستہ میں واقع ایک تختہ پر تصویر بنائی جو اس کے خیال میں اعلیٰ قسم کی تھی اس نے اس کے نیچے لکھ دیا کہ اگر کسی کو اس تصویر کے کسی عضو کے متعلق اعتراض ہو تو وہ اس تختہ پر اپنی رائے کا اظہار کرے جب صبح ہوئی یہ نوجوان تختہ کی طرف پہنچا دیکھا تو سب تختہ اعتراضات سے بھرا ہوا تھا کسی آدمی نے اعتراض کیا کہ اس تصویر کی آنکھ درست نہیں کسی نے کہا

اس کا ناک ٹھیک نہیں کسی نے کہا اس کا کان صحیح نہیں بنایا گیا غرضیکہ جتنے منہ اتنی باتیں تھیں۔ یہ نوجوان پریشان ہو کر واپس گھر کے مغموم بیٹھ گیا والد صاحب نے دیکھا تو پوچھا بیٹا کیوں مغموم ہو بیٹے نے اس واقعہ کی خبر دی باپ نے کہا بیٹا جاؤ اسی تختہ پر گھٹیا قسم کی تصویر بناؤ اور نیچے لکھو کہ جس آدمی کو اس تصویر میں کوئی نقص نظر آتا ہو تو وہ اس جیسی یا اس سے اچھی تصویر اس تختہ پر بنائے بیٹے نے ایسا ہی کیا جب صبح کو تختہ کی طرف نوجوان گیا تو دیکھا کہ کسی آدمی نے بھی اس تصویر پر اعتراض نہیں کیا تھا۔ گھر کو خوش خوش ہو کر واپس لوٹا باپ نے پوچھا کیسے ہے بیٹے نے جواب دیا آج تو کوئی اعتراض نہیں، باپ نے کہا اعتراض کرنا آسان ہے لیکن اس جیسی کوئی چیز بنانا یہ مشکل ہے تو صحیح بخاری پر جن محدثین حضرات نے اعتراض کیے ہیں یہ حسد کی بنا پر نہیں تھے ان میں سے بعض اعتراضات بالکل صحیح ہیں لیکن صحیح بخاری جیسی حدیث کی کتاب وہ پیش نہیں کر سکتے۔ اسی طرح فقہ حنفی پر اعتراض کرنا آسان ہے مگر ایسی کتاب مرتب کرکے پیش کرنا کہ زندگی کے تمام مسائل اس میں موجود ہوں اور صرف قرآن وحدیث سے لیے گئے ہوں یہ ناممکن ہے یہی وجہ ہے کہ غیر مقلدین حضرات کے علماء کرام بھی اپنی کتابوں میں بالآخر فقہ حنفی کے مسائل لے گئے ہیں اور ان پر عمل کرتے ہیں۔

غیر مقلّدین حضرات کے امام قاضی شوکانی کے اوہام

وہم نمبر ۱: حضرت قاضی صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰؒ کا حضرت علیؓ سے سماع نہیں ہے (نیل الاوطار ص۲۷ جلد۱)

الجواب

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰؒ کا سماع حضرت علیؓ سے بلا شبہ ثابت ہے۔

بخاری شریف ص۲۳۲ جلد۱ میں ہے۔ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ اَبِیْ لَیْلٰی اَخْبَرَہٗ اَنَّ عَلِیًّا اَخْبَرَہٗ (حضرت عبدالرحمن بن ابی لیلیٰؒ نے حضرت مجاہدؒ کو بتایا کہ حضرت علیؓ نے انہیں بتایا ہے) نیز اسی صفحہ میں ہے ابن ابی لیلیٰ ان علیا حدثہ (کہ عبدالرحمن بن ابی لیلیٰؒ فرماتے ہیں کہ ان کو حضرت علیؓ نے بتایا) اور بخاری شریف ص۲۲۵ میں ہے ابن ابی لیلیٰ ثنا علی (عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ فرماتے ہیں ہمیں حضرت علیؓ نے بتایا) راقم الحروف نے اس کے مزید دلائل نورالصباح ص۲۴۳ تا ص۲۴۵ میں ذکر کر دیئے ہیں وہاں ملاحظہ کریں یہ بہت زبردست وہم ہے جو قاضی صاحب سے صادر ہوا ہے۔

وہم نمبر۳ : قاضی صاحب نیل الاوطار ص۲۵ جلد۱ میں لکھتے ہیں کہ یزید بن ابی زیاد کوفی تو رجال حسن سے بھی نہیں ہے جس کی حدیث کو امام ترمذیؒ نے حسن صحیح کہہ دیا ہے خود امام ترمذیؒ کے ہاں یہ راوی ضعیف ہے اور بعض کے ہاں اس کی حدیث من گھڑت ہے (ملخصاً) نیز نیل الاوطار ص۱۰۵ جلد ۷ دیکھیں۔

الجواب

یزید بن زیاد دمشقی پر جو جرح تھی وہ قاضی صاحب نے یزید بن ابی زیاد الکوفی پر فٹ کر دی ہے یہ قاضی صاحب کی سخت خطا ہے دیکھئے نورالصباح ص۔

وہم نمبر۴ : قاضی شوکانی صاحب حدیث اِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰہِ لَوْ اَقْسَمَ عَلَی اللّٰہِ لَاَبَرَّہٗ (بے شک اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے بعض ایسے شخص بھی ہیں اگر وہ خدا تعالیٰ کی قسم اٹھائیں تو وہ کام اللہ تعالیٰ پورا کر دے گا)۔ اس حدیث کے متعلق قاضی صاحب لکھتے ہیں ھو موضوع (الفوائد المجموعہ ص۲۵۳) اور ص۵۰۸ میں لکھتے ہیں قال القزوینی موضوع (کہ یہ حدیث من گھڑت ہے)

الجواب

یہ حدیث اعلیٰ درجہ کی صحیح ہے دیکھئے صحیح بخاری ص۳۷۳ ج۱ و ص۴۹۳ ج۱ و ص۹۲۶ ج۲ و ص۹۶۲ ج۲۔ صحیح بخاری کی اتنی مشہور حدیث کو جھوٹا اور من گھڑت کہہ دیا ہے (لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم) اس کی مزید تفصیل نورالصباح ص۱۵ میں دیکھیں۔

وہم نمبر۴ : قاضی صاحب نیل الاوطار ص۱۹۳ جلد۲ میں رفع الیدین تا وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کرنے کی حدیث بارے میں لکھتے ہیں۔ قَدْ ثَبَتَ بے شک ثابت ہے حالانکہ اس کی سند میں دو راوی وضاع (جھوٹی حدیثیں بنانے والے) موجود ہیں اور سند کے بعض راوی تو بالکل مجہول ہیں تفصیل کے لیے دیکھئے نورالصباح ص۱۵ و ص۲۲۸۔ قاضی صاحب سے بہت عظیم خطا صادر ہوئی ہے۔

وہم نمبر۵ : قاضی صاحب نے البدر الطالع ص۱۵۸ جلد۱ میں امیر کاتب اتقانیؒ کی ولادت سنہ ۶۹۵ھ لکھی ہے صحیح یوں ہے کہ ان کی ولادت سنہ ۶۸۵ھ میں ہوئی دیکھئے الفوائد البہیہ ص۵۰ والدرر الکامنہ ص۴۱۲ جلد۱ لابن حجرؒ اور پھر قاضی صاحب نے امیر کاتب بن امیر عمر کو یوں لکھا ہے امیر کاتب ابن ابی عمر یعنی امیر کا لفظ کاٹ کر اس کی جگہ ابی کا لفظ لگا دیا ہے جو بالکل غلط ہے قاضی صاحب پر بہت افسوس ہے کہ وہ ٹھوکریں در ٹھوکریں کھا رہے ہیں

وہم نمبر۶ : علامہ البانیؒ غیر مقلد ایک روایت کے متعلق لکھتے ہیں:

وھذا اسناد ضعیف مع	اور یہ روایت موقوف ہونے
وقفہ فان عبداللہ بن	کے باوجود ضعیف بھی ہے
عمر ھذا ھو العمری	کیونکہ عبداللہ بن عمر یہ عمری

المکبر وهو ضعیف واما قول الشوکانی فی النیل ص۲۷۲ اسنادہٗ صحیح فلیس بصحیح ولعلّہٗ توهّم ان العمری هذا هو المصغر فانه ثقة ولیس به فان اسمه عبید الله علی انه او هم ان الحدیث مرفوع عن ابن عمر ولیس کذالك کما عرفت۔

کبیر ہے جو ضعیف ہے اور البتہ شوکانی کا نیل ص۲۷۲ میں اس روایت کو صحیح کہنا صحیح نہیں شاید کہ اس کو یہ وہم ہوا ہے کہ یہ راوی عمری مصغر ہے جس کا نام عبید اللہ ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے دوسرا وہم شوکانی کو یہ بھی ہوا ہے کہ اس نے اس روایت کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان سمجھا ہے حالانکہ یہ ابن عمر پر موقوف ہے جیسا کہ آپ (سلسلة الاحادیث الضعیفہ والموضوعة ص۲۶۶) کو معلوم ہو چکا ہے۔

وہم نمبر ۷: علامہ البانی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں کہ حدیث (جس کا مفہوم یوں ہے) کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب غیر المغضوب علیهم ولا الضالین پڑھتے تو آمین کہتے حتی کہ آپ کے قریب والے لوگ جو پہلی صف میں ہوتے تھے آمین سن لیتے تھے پس مسجد میں گونج پیدا ہو جاتی تھی۔

یہ حدیث ابو داؤد و ابن ماجہ نے روایت کی ہے میں البانی کہتا ہوں کہ اس کی سند ضعیف ہے اور حافظ ابن حجرؒ نے تلخیص الحبیر میں کہا ہے کہ بشر بن رافع ضعیف ہے اور ابن عم ابی ہریرہ کہا گیا ہے کہ مجہول ہے اور ابن حبانؒ نے البتہ اس کی توثیق کی ہے اور بوصیریؒ الزوائد میں فرماتے ہیں کہ یہ سند ضعیف ہے اور ابو عبد اللہ ابن عم ابی ہریرہ مجہول ہے اور امام احمدؒ نے فرمایا ہے کہ بشر ضعیف ہے

اور ابن حبانؒ نے کہا ہے کہ یہ راوی من گھڑت روایتیں نقل کرتا ہے میں البانی کہتا ہوں کہ ابن حبان کا پورا قول جس کے آخر میں وہ فرماتے ہیں کہ یہ راوی جھوٹی روایتیں جان بوجھ کر گویا کہ روایت کرتا ہے اور شوکانی کے اوہام میں سے ہے کہ وہ اس روایت کے متعلق کہتا ہے کہ دارقطنیؒ نے اس کی سند کو حسن کہا ہے اور حاکمؒ نے صحیح علی شرط الشیخین کہا ہے اور بیہقی نے حسن صحیح کہا ہے حالانکہ وہ اور روایت ہے اس روایت کے متعلق انہوں نے کہا ہی نہیں (سلسلة الاحادیث الضعیفہ والموضوعہ ص۳۶۷ ملخصاً) راقم الحروف نے اس روایت کی تفصیل اظہار التحسین فی اخفاء التامین میں کر دی ہے یہ وہ کتاب ہے جس کا جواب غیر مقلدین حضرات سے اب تک نہیں ہو سکا اور نہ ان شاء اللہ تعالیٰ صحیح جواب قیامت ہو سکے گا۔ دیدہ باید۔

اور علامہ البانی نے کہا کہ اقرب الی الصواب اس مسئلہ میں یہ ہے کہ مقتدی جہر سے آمین نہ کہیں (سلسلہ ص۳۶۸)

وہم نمبر ۸: ایک حدیث جس کی سند میں جابر بن نوح ہے ضعیف ہے کیونکہ جابر بن نوح باتفاق محدثین ضعیف ہے مگر شوکانی صاحب اس حدیث کو ثابت کہتے ہیں علامہ البانی غیر مقلد فرماتے ہیں۔

وقد خفی هذا علی الشوکانی فقال فی نیل الاوطار (ص۲۵۳) ثبت هذا مرفوعاً من حدیث ابی هریرة اخرجه ابن عدی والبیهقی۔

اور شوکانی پر حدیث کا ضعیف ہونا پوشیدہ رہا پس انہوں نے نیل الاوطار میں کہا کہ یہ مرفوعاً حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث سے ثابت ہے جس کا ابن عدیؒ و بیہقیؒ نے اخراج کیا ہے۔

(سلسلة الاحادیث الضعیفة والموضوعة ص ۴۲۷/۱)

علامہ البانی ناراض ہو رہے ہیں کہ ضعیف حدیث کو شوکانی صاحب نے ثابت کیوں کہا حالاں کہ وہ تو موضوع (من گھڑت روایت) کو بھی ثابت کہہ دیتا ہے جیسا کہ وہم ۸ کے تحت گذرا ہے ضعیف تو پھر بھی کسی حد تک قابل عمل ہوتی ہے۔

وہم نمبر ۹: علامہ البانی لکھتے ہیں:

(تنبیه) قال الحافظ فی التلخیص فی تخریج حدیث المغیرة وفی روایة الخلال وکان آخر الامرین من رسول الله صلی الله علیه وسلم الابراد، وتلقی هذا عنه الشوکانی فی نیل الاوطار (ص ۲۶۵/۱) دون ان یعزوه الیه کما هو الغالب علیه من عادته ثم بنی علی ذلك قوله فی الصفحة التی قبل المشار الیها فروایة الخلال من اعظم الادلة الدالة علی النسخ فلیت لکن الظاهر مما نقله الحافظ العراقی عن الخلال فیما سبق ذکره

حافظ ابن حجرؒ نے تلخیص میں حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کی حدیث کے بیان میں کہا ہے کہ خلال کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری عمل ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھنا ہے ابن حجرؒ کی یہ بات قاضی شوکانی صاحب نے حاصل کر کے نیل الاوطار میں ذکر کر دی مگر ابن حجرؒ کا نام نہیں لیا جیسا کہ اس کی عام عادت ہے پھر اس سے ماقبل والے صفحہ میں اس پر بنیاد رکھتے ہوئے فرماتے ہیں پس خلال کی روایت ان دلائل میں سے بڑی دلیل ہے جو ظہر کی نماز گرمی میں پڑھنے کے نسخ پر دلالت کرتی ہیں لیکن

فی هذا البحث ان هذه الروایة لیست من حدیث المغیرة وانما هی من قول الامام احمد رحمه الله وقد صرح بهذا الحافظ فی الفتح (۱۳/۲) فقال ونقل الخلال عن احمد انه قال هذا آخر الامرین من رسول الله صلی الله علیه وسلم وکذا قال الصنعانی فی العدة (۴۸۵/۲) دون ان یعزوه للحافظ ایضاً (سلسلة الاحادیث الضعیفة والموضوعة (۳۶۵/۲)

(البانی) کہتا ہوں کہ حافظ عراقیؒ کی بات سے جو اس بحث میں گذر چکی ہے معلوم ہوتا ہے کہ خلال کی روایت حضرت مغیرہؓ کی حدیث کا حصہ نہیں بلکہ یہ امام احمدؒ کا قول ہے جس کو خلال نے نقل کیا ہے اور خود حافظ صاحبؒ نے فتح الباری ص ۱۳/۲ میں اور صنعانیؒ نے العدہ ص ۴۸۵/۲ میں تصریح کی ہے کہ خلال نے امام احمدؒ کا قول نقل کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری عمل ابراد یعنی ظہر کی نماز کو ٹھنڈا کر کے پڑھنا ہے۔

قارئین کرام اندازہ کریں کہ امام احمدؒ کی بات کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان سمجھ لیا۔ قاضی شوکانی صاحب نے یہ کتنے بڑے تعجب کی بات ہے اور پھر البانی صاحب نے تو سارا راز ہی ظاہر کر دیا کہ شوکانی صاحب ابن حجرؒ کی عبارات نقل کر کے ابن حجرؒ کا نام ہی نہیں لیتا۔ البانی صاحب کی اس بات سے ہم متفق ہیں کہ واقعی قاضی شوکانی صاحب نے نیل الاوطار کو تلخیص الحبیر و فتح الباری وغیرھا کی عبارات سے مرتب کر کے گویا لوگوں کو باور کرانے کی یہ کوشش کی ہے کہ انہوں نے اپنی تحقیق سے یہ کتاب مرتب کی ہے۔

ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ
دیتے ہیں یہ دھوکہ بازی گر کھلا

وھم نمبر۱۰: قاضی صاحب لکھتے ہیں۔

وقد قدمنا في اول الكتاب بان ما سكتا عنه فهو صالح للاحتجاج. (نیل الاوطار ص۲۹ ج۷)

اور ہم اس کتاب کی ابتداء میں ذکر کر چکے ہیں کہ جس حدیث پر امام ابوداؤدؒ ومنذریؒ سکوت کریں وہ حجت کے قابل ہوتی ہے۔

نیز نیل الاوطار ص۸۳ جلد۱ وص۲۴ جلد۲ وص۲۴۸ جلد۵۔

لیکن قاضی صاحب نیل الاوطار ص۱۳ جلد۵ میں اپنی اس بات کو بھول جاتے ہیں وہاں لکھتے ہیں:

وسكت عنه ابو داود والمنذري وفي اسناده رَجُلٌ مَجْهُوْلٌ.

کہ ابوداؤدؒ ومنذریؒ نے سکوت کیا ہے لیکن اس کی سند میں ایک مجہول راوی واقع ہے۔

مطلب یہ ہے کہ ابوداؤدؒ ومنذریؒ کا سکوت کرنا کسی روایت پر قابل حجت نہیں۔

وھم نمبر۱۱: محمد بن اسحٰق کے متعلق قاضی صاحب لکھتے ہیں کہ وہ مشہور مدلّس ہے جب عَنْعَنَہٗ سے روایت کرے تو اس کی حدیث ضعیف ہے اگر تحدیث سے روایت کرے تو اس کی روایت ضعیف نہیں (دیکھئے نیل الاوطار ص۷ جلد۲ وص۷۲ جلد۷ وص۲۴۳ جلد۷ وص۶ جلد۵)

لیکن قاضی صاحب نیل الاوطار کے کئی مقامات میں بھول گئے ہیں مثلاً ص۳۳ جلد۱ میں لکھتے ہیں۔

وابن اسحق ليس بحجة لاسيما اذا عنعن.

محمد بن اسحٰق بالکل حجت نہیں خاص کر جب عَنْ سے روایت کرے۔

اور ص۱۱ جلد۵ میں لکھتے ہیں:

وفي اسنادها محمد بن اسحٰق وهو حجة في المغازي لا في الاحكام اذا خالف.

اور اس حدیث کی سند میں محمد بن اسحٰق ہے وہ مغازی یعنی تاریخ میں حجت ہے اور احکام میں حجت نہیں جب کہ اس کی روایت دوسری روایت کے خلاف ہو۔

حافظ ابن حجرؒ ایک حدیث کے متعلق فرماتے ہیں:

وفيه ابن اسحٰق وقد صرح بالتحديث لكن ضعفها البيهقي لمخالفته من هو احفظ منه. (تلخیص الحبیر ص۲۶۷/۱۲)

اس کی سند میں محمد بن اسحٰق ہے اور اس نے تحدیث کی بھی صراحت کی ہے (یعنی اپنے استاذ سے سننے کا ذکر کیا ہے) لیکن اس کے باوجود امام بیہقیؒ نے اس کی حدیث کو یہاں ضعیف قرار دیا ہے بوجہ مخالفت کرنے ابن اسحٰق کے اس سے زیادہ حافظہ والے راوی کی روایت کے

خواجہ صاحب موصوف نے ایک رسالہ تین طلاقیں کے نام سے بھی تحریر فرمایا ہے اس کے ص۲۹ میں محمد بن اسحٰق کی ایک روایت جس میں تین طلاقیں دینے کے باوجود رجوع کا حکم دیا گیا ہے اس میں محمد بن اسحٰق نے اپنے استاذ داؤد بن الحصین سے حَدَّثَنِیْ کے لفظ کے ساتھ حدیث کو روایت کیا ہے اور خواجہ صاحب[30]

یوں لکھتے ہیں۔ اس پر کوئی اعتراض وارد ہو سکتا ہے تو یہ کہ راوی محمد بن اسحٰق کو تدلیس کی عادت ہے لیکن اس کا حَدَّثَنِی کہنا اس وھم کو ختم کر دیتا ہے۔ لیکن حافظ ابن حجرؒ اسی روایت کے متعلق بلوغ المرام صہ۵۸ المکتبۃ السلفیہ لاہور ع۲ میں لکھتے ہیں۔ وفی سندھا ابن اسحٰق وفیہ مقال (اور ابو داؤد و مسند احمد دونوں کی روایت کی سند میں محمد بن اسحٰق ہے اور اس میں محدثین کرامؒ جرح کرتے ہیں معلوم ہوا کہ محمد بن اسحٰق تحدیث بھی کرے تب بھی اس کی روایت قابل عمل نہیں ہوتی۔

خواجہ صاحبؒ کا جھوٹ نمبر۱

خواجہ صاحب کا یہ لکھنا کہ اس پر کوئی اعتراض وارد ہو سکتا ہے تو یہ کہ راوی محمد بن اسحٰق کو تدلیس کی عادت ہے الخ اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس روایت پر اس اعتراض کے سوا باقی کوئی اعتراض وارد ہی نہیں ہو سکتا حالاں کہ یہ خالص جھوٹ ہے اور اس پر کئی اعتراضات وارد ہو سکتے ہیں۔

اعتراض ۱ : اس روایت کی سند یوں ہے جو خواجہ صاحب نے نقل کی ہے محمد بن اسحٰق قال حدثنی داؤد بن الحصین عن عکرمۃ (تین طلاقیں صہ۲۹) حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں :

داؤد بن الحصین الاموی	داؤد بن الحصین ثقہ ہے مگر
مولاھم ابو سلیمان	عکرمہ سے روایت کرے تو پھر
المدنی ثقۃ الا فی عکرمۃ	ثقہ نہیں ہے اور اس راوی پر
ورمی برأی الخوارج۔	خارجیت کا الزام بھی ہے۔
(تقریب صہ۹۵)	

یہ حدیث بھی عکرمہ کے طریق سے ہے لہٰذا اتنا مضبوط اعتراض وارد ہونے

کے باوجود خواجہ صاحب کا یہ کہنا کہ اس پر کوئی اعتراض وارد نہیں ہو سکتا کتنا بڑا جھوٹ ہے امام بخاریؒ کے استاذ علی بن المدینی فرماتے ہیں۔ مارواہ عن عکرمۃ فمنکر (میزان صہ۲) داؤد جو روایت عکرمہ سے روایت کرتا ہے وہ منکر ہوتی ہے یعنی ضعیف ہوتی ہے امام ابو داؤدؒ فرماتے ہیں۔ احادیثہ عن عکرمۃ مناکیر (میزان صہ۲) عکرمہ سے اس کی روایات منکر ہوتی ہیں چنانچہ علامہ ذہبیؒ نے خواجہ صاحب کی مذکورہ روایت کو ضعیف روایتوں کی مد میں بطور منکر روایت کے میزان صہ۲ میں پیش کیا۔ خواجہ صاحب نے اس اعتراض کو نہ تو ذکر کیا ہے اور نہ اس کا کوئی جواب دیا ہے پتہ نہیں یہ دھوکہ بازی خواجہ نے کس استاذ سے سیکھی ہے۔

اعتراض ۲ : خواجہ صاحب کی مذکورہ روایت پر دوسرا وزنی اعتراض یہ ہے کہ محمد بن اسحٰق شیعہ ہے۔ چنانچہ حافظ صاحبؒ لکھتے ہیں :

وَرُمِیَ بِالتَّشَیُّعِ وَالْقَدْرِ	اور شیعیت اور تقدیر کے
(تقریب صہ۲۹)	منکر ہونے کا الزام اس پر لگایا گیا ہے۔

حافظ صاحبؒ کی یہ بات درست ہے اس کے کئی ثبوت دیئے جا سکتے ہیں چنانچہ ملاحظہ ہوں۔

ثبوت ۱ : مسند احمد صہ۱۹۲ جلد۱ میں محمد بن اسحٰق کی سند سے طاعون عمواس کا واقعہ بیان کیا گیا ہے جس میں حضرت عمرو بن العاص کا خطبہ بھی بیان کیا گیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عمروؓ نے لوگوں کو کہا کہ یہ طاعون ایک شعلہ مارتی آگ ہے پس تم پہاڑوں میں چلے جاؤ تو ابو واثلہ الہذلی نے کہا خدا کی قسم تو نے جھوٹ بولا ہے بے شک تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اٹھائی

لیکن تو میرے اس گدھے سے بھی زیادہ بڑا ہے حضرت عمرؓ کو جب اس بات کا علم ہوا تو انہوں نے کراہت کا اظہار نہ کیا۔ قارئین کرام اندازہ لگا سکتے ہیں کہ محمد بن اسحٰق نے یہ روایت ذکر کر کے اپنے شیعہ ہونے کا ثبوت کس طرح فراہم کیا ہے۔

ثبوت نمبر ۲: مسند احمد ص ۲۷۴ جلد ۶ میں محمد بن اسحٰق کی سند سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا ذکر ہے جس کے آخر میں یہ الفاظ بھی مذکور ہیں۔

ثم وضعت رأسه على وسادة وقمت التدم مع النساء واضرب وجهي۔	حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں پھر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر گود سے اٹھا کر تکیہ پر رکھ کر کھڑی ہو گئی اور دوسری عورتوں کے ساتھ میں ماتم میں سینہ پر طمانچہ مار رہی تھی اور اپنے چہرے کو پیٹ رہی تھی۔

ثبوت نمبر ۳: ابن اسحٰق کی سند سے ہے۔

جلد عمر بن الخطاب ابا بكرة ونافع بن حارث وشبل بن معبد ثم استتاب نافع و شبل فتابا فقبل شهادتهما واستتاب ابا بكرة فابى واقام	کہ حضرت عمرؓ بن الخطاب نے حضرت ابو بکرہؓ و نافع بن الحارث اور شبل بن معبد کو کسی جرم میں کوڑے مارے پھر نافع اور شبل کو اس جرم سے توبہ کرائی پس وہ تائب ہو گئے پس حضرت عمرؓ نے ان کی شہادۃ (گواہی) کو قبول کر لیا اور ابو بکرہؓ کو تائب ہونے کا حکم دیا پس اس نے انکار کیا اور دلیل قائم

فلم يقبل شهادته (تهذيب ص ۴۷۹ / ج ۱۰)	کی پس حضرت عمرؓ نے ان کی شہادت رد کر دی۔

حضرت ابو بکرہؓ کا نام نفیع بن الحارث ہے جلیل القدر صحابی ہیں مگر محمد بن اسحٰق نے نہ قرآن کو معاف کیا نہ حضرت عائشہؓ کو اور نہ حضرت عمروؓ بن العاص کو معاف کیا۔

ثبوت نمبر ۴: حافظ ابن کثیرؒ محمد بن اسحٰق کی سند سے اس کی کتاب السیرۃ کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہؓ و حضرت عائشہؓ معراج جسمانی کا انکار کرتے تھے اور کہتے تھے یہ معراج روحانی و خواب کا واقعہ ہے (دیکھئے تفسیر ابن کثیر ص ۲۳ / ج ۳)

اس سے معلوم ہوا کہ محمد بن اسحٰق نے صحابہ کرامؓ کو بدنام کرنے کے لیے اپنے دل کی بھڑاس نکالی ہے۔ جب اس کا شیعہ ہونا ثابت ہوا تو محدثین کرامؒ کا ضابطہ یہ ہے کہ جو روایت شیعہ مذہب کی تائید کرے تو شیعہ راوی سے وہ ہرگز قبول نہیں کی جا سکتی وہ مردود ہو گی اور یہ روایت تین طلاق سے رجوع والی بھی شیعہ مذہب کی تائید کرتی ہے۔ ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں:

فعن الامامية لا يقع بلفظ الثلاث ولا في حالة الحيض۔ (مرقاۃ ص ۱۹۴ / ج ۶)	پس امامیہ (شیعہ فرقہ) سے روایت کیا گیا ہے کہ تین طلاق ایک ہی لفظ کے ساتھ دینے سے واقع نہیں ہوتیں اور نہ حالت حیض میں طلاق واقع ہوتی ہے

اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ غنیۃ الطالبین میں شیعہ فرقہ کے متعلق لکھتے ہیں۔ کہ یہودی بھی طلاق دینے میں حرج محسوس نہیں کرتے تھے اور رافضی کے ہاں بھی تین طلاق دینے میں کوئی حرج نہیں (آہ ۲ تیا) یعنی تین طلاق دینے سے

نکاح ختم نہیں ہوتا جیسا کہ مرزائی کہتے ہیں چنانچہ مولوی محمد علی لاہوری اپنی تفسیر میں لکھتا ہے۔ اوّل تو ایک صحابی کا فعل حجت شرعی نہیں دوسرے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ نے یہ حکم بطور سزا جاری کیا تھا تاکہ لوگ تین طلاقیں اکٹھی دینے سے رک جائیں (تفسیر بیان القرآن ص۲۰۳) نیز موصوف لکھتے ہیں اور بعض میں طلاق نہیں گنی جائے گی (بیان القرآن ص۲۰۳) حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ لکھتے ہیں، تین طلاق کو ایک بنانے والے مفتی اہلحدیث سے انقطاع تعلق کرنا چاہیے اور ایسا کام ضلال ہے اور یہ تلعب بالدین ہے (امداد المفتین ص۶۹۰)

نیز فرماتے ہیں اس پر عمل کرنا جائز نہیں اور اس کے لیے اہلحدیث بننا ایمان کے چلے جانے کا خوف ہے (امداد المفتین ص۶۹۳)

حضرت ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں:

وقد اثبتنا النقل عن اکثرھم صریحاً بایقاع الثلاث ولم یظہر لھم مخالف فماذا بعد الحق الا الضلال (مرقاۃ ص۲۹۵/ج۶)	اور اکثر علماء کرامؒ سے (صریح) بجا رتیں تین طلاق اکٹھی واقع ہونے کی ہم نے نقل کر دی ہیں اور ان علماء کرامؒ کا کوئی مخالف ظاہر نہیں ہوا پس حق کو چھوڑنا گمراہی ہے۔

خواجہ صاحب خود لکھتے ہیں، مثلاً طلاق ثلثہ کے مسئلہ کو لیجئے ائمہ اربعہؒ اور امام بخاریؒ تک اس کے قائل ہیں مگر ہم قائل نہیں۔ (تعویذ اور دم ص۴۳)
نیز موصوف لکھتے ہیں امام بخاریؒ نے جو طلاق ثلاثہ واقع ہو جانے کے حق میں باب باندھا ہے تو کیا ہر ان کی تحقیق بھی ہوگی۔ (تین طلاقیں ص۴۳)
حافظ ابن حزم ظاہریؒ بھی تین طلاقیں اکٹھی واقع ہونے کے قائل ہیں حتیٰ کہ

بعض غیر مقلد علماء بھی اس کے قائل ہیں، دیکھئے فتاویٰ ثنائیہ میں فتویٰ مولانا شرف الدین دہلوی) مولانا محمد علی لکھوی غیر مقلد مدینہ منورہ میں بیٹھ کر ایک تحریر لکھتے ہیں جو بہت طویل ہے اس کو المنبر لائلپور نے ۲۳ شعبان ۱۳۸۵ھ مطابق ۱۷ دسمبر ۱۹۶۵ء شمارہ ص۳۳ میں شائع کیا ہے اس کے ص۱۵ میں لکھتے ہیں، اہلحدیث لوگ فاتحہ خلف الامام میں مختلف اور مدرک رکوع میں مختلف طلاق ثلثہ میں مختلف۔

غیر مقلدین حضرات ایک عذر پیش کرتے ہیں کہ تین طلاقیں اکٹھی دینی بدعت و حرام ہیں فلہٰذا واقع نہیں ہونی چاہئیں۔

الجواب

قتل کرنا حرام ہے لیکن اگر کوئی قتل کرے تو قتل واقع ہو جائے گا زنا کرنا حرام ہے اگر کوئی زنا کرے گا تو زنا واقع ہو جائے گا شراب پینا حرام ہے اگر کوئی شراب پئے گا تو شراب پینا ثابت ہو جائے گا اس طرح تین طلاقوں کو سمجھ لیں فلہٰذا جھوٹے عذر و حیلے و بہانے بنانا چھوڑ دیں۔ پہلے شیعہ مذہب والے اس مسئلہ سے فائدہ اٹھا کر سُنی حنفی کو شیعہ مذہب میں داخل کر کے اپنے مذہب کا عروج بالفروج کرتے تھے اور اب غیر مقلدین حضرات معیت نزدہ حنفیوں کو اپنے مذہب میں داخل کر کے اس مسئلہ کی وجہ سے اپنے مذہب کا عروج بالفروج کر رہے ہیں یہی وجہ ہے کہ ایسے غلیظ لوگ امام اعظمؒ کی توہین کرتے ہیں اور مسلمانوں پر قسم قسم کے فتویٰ لگاتے ہیں ایسے ہی لوگوں کے متعلق کسی نے خوب کہا ہے ؎

ایسی نسلیں قعر ذلت میں ڈبو فی چاہئیں
تم سے حلال ہوں تو مائیں بانجھ ہونی چاہئیں

فلہٰذا محمد بن اسحٰق شیعہ کی روایت شیعہ مذہب کی تائید کرنے کی وجہ سے

بھی مردود ہے۔ خواجہ صاحب لکھتے ہیں۔ پھر اس حدیث کی بنیاد صرف بعض بنی ابی رافع پر ہی نہیں داؤد بن الحصین اس کا تابع موجود ہے اور وہ سند شک و شبہ سے ماوراء ہے (تین طلاقیں ص۳۲) خواجہ صاحب کی بے علمی بھی کمال درجہ کی ہے اس بے چارے کو متابع اور تابع کا فرق بھی معلوم نہیں ہے اس لیے تابع لکھ دیا ہے حالانکہ متابع لکھنا چاہیے تھا پھر داؤد بن الحصین کی سند کو شک و شبہ سے ماوراء کہنا زبردست جھوٹ ہے نامعلوم خواجہ صاحب نے جھوٹ بولنا کس استاذ سے سیکھا ہے۔ الغرض تین تین ہیں اور ایک ایک ہے عیسائی مذہب والے کہتے ہیں تین ایک ہے (یعنی عیسیٰ علیہ السلام و جبرئیل علیہ السلام و بی بی مریمؑ تین مل کر ایک خدا بنتا ہے) نعوذ باللہ من ذالک۔ فلہذا ہمیں ایسا نہیں کہنا چاہیے اور جن حضرات سے غلطی ہو گئی ہے کہ انہوں نے تین کو ایک طلاق بنایا ہے ان کے حق میں ہم مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔

ایک جھوٹی روایت

خواجہ صاحب لکھتے ہیں: بحث یہ ہے کہ آرڈر تعزیری تھا اور تعزیر کا آپ کو حق تھا۔ تاہم عمر فاروق اپنے اس اقدام پر آخر عمر میں متاسف تھے حافظ اسمٰعیلی مسند عمر میں لکھتے ہیں:

اخبرنا ابو یعلی حدثنا صالح بن مالك حدثنا خالد بن يزيد بن ابی مالك عن ابيه قال قال عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ما ندمت على شئی ندامتی على ثلاث ان لا اكون حرمت الطلاق وعلى ان لا اكون نكحت الموالی وعلى ان لا اكون قتلت النوائح (اغاثہ ج۱ ص۳۵۹) مجھے تین چیزوں پر بہت زیادہ ندامت ہوئی ہے۔

(۱) طلاق کے حرام کرنے پر (۳) آزاد کردہ عورتوں سے نکاح نہ کرنے پر
(۲) اور کاش نوحہ کرنے والیوں کے لیے قتل کا حکم نہ جاری کیا ہوتا۔

ظاہر ہے اس سے مطلق مراد نہیں آپ نے طلاق دینے سے تو منع نہیں کیا یہی اکٹھی طلاق ثلاثہ کا مسئلہ تھا جس میں آپ نے تعزیر لگائی تھی اور جس کا آپ کو افسوس تھا (تین طلاقیں ص۶۱ تا ص۶۲)

الجواب

خواجہ صاحب کی پیش کردہ روایت میں کئی خرابیاں ہیں۔

(۱) حضرت عمرؓ سے روایت کرنے والا راوی یزید بن ابی مالک ہے جس کی پیدائش سنہ ۶۰ھ میں ہوئی ہے یعنی حضرت عمرؓ کی وفات کے تقریباً ۳۷ سال بعد پیدا ہوا ہے اس لیے یہ روایت منقطع ہے چنانچہ حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں یقال ولد سنة ستين (تہذیب ص۳۴۶ ج۱۱)۔

(۲) علامہ ذہبیؒ لکھتے ہیں:

وهو صاحب تدليس وارسال عمن لم يدرك (میزان ص۴۳۹ ج۴)	اور یہ راوی مدلس ہے اور منقطع روایتیں ان حضرات سے روایت کرتا ہے جن کا زمانہ پایا نہیں ہوتا۔

(۳) پھر اس یزید بن ابی مالک سے روایت کرنے والا اس کا بیٹا خالد ہے جو سخت قسم کا ضعیف بلکہ جھوٹ بھی بولتا ہے چنانچہ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں، امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا کہ یہ راوی لیس بشیء ہے (یعنی کچھ بھی نہیں) امام یحییٰ بن معینؒ فرماتے ہیں کہ دو کتابیں ایسی ہیں کہ ان کو زمین میں دفن کر دیا جائے ایک عراق میں ہے اور ایک شام میں ہے نیز فرماتے ہیں:

واما الذي بالشام فكتاب الديات لخالد بن يزيد بن ابي مالك لم يرض ان يكذب على ابيه حتى كذب على اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ابن الجوادي: كنت نسخة سمعت من خالد بن يزيد كتاب الديات فاعطيته لابن عبدوس العطار فقطعه۔

اور ملک شام میں جو کتاب ہے وہ کتاب الدیات خالد بن یزید کی ہے باپ پر جھوٹ بولنے سے خالد کا شوق پورا نہیں ہوا حتی کہ اس خالد نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ پر بھی جھوٹ بولا ہے اور ابن ابی الحواریؒ فرماتے ہیں کہ میں نے خالد سے کتاب الدیات کا سماع کیا ہے جب یہ کتاب میں نے محدث ابن عبدوس العطار کو دی تو اس نے اس کو پھاڑ دیا۔

امام نسائیؒ فرماتے ہیں لیس بثقة (قابل اعتماد نہیں) امام ابوداؤدؒ فرماتے ہیں کہ ضعیف الحدیث اور متروک الحدیث ہے۔ محدث یعقوب بن سفیانؒ اور ابن الجارودؒ اور ساجیؒ وعقیلیؒ نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے اور ابن حبانؒ نے اگرچہ اس کو صدوق کہا ہے مگر کثیر الخطاء قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ اس کی حدیث میں مناکیر (اوپری چیزیں) واقع ہو گئی ہیں جب باپ سے روایت کرنے میں اکیلا ہو تو قابل احتجاج نہیں (یہ روایت بھی باپ سے روایت کرنے میں منفرد ہے) اور ابن حبانؒ نے اس کی باطل روایت کی بھی نشاندہی کی ہے۔ محدث ابن عدیؒ نے البتہ یہ تاویل کی ہے کہ خالد

کا شاگرد جو ضعیف قسم کا ہوتا ہے وہ خرابی پیدا کرتا ہے خالد خود نہیں کرتا البتہ عجلیؒ نے خالد کو ثقہ قرار دیا ہے (تہذیب ص۱۲۷ جلد۳ تا ص۱۲۸) یہ ہے تفصیل خالد کے متعلق جو محدثین کرامؒ نے اس کے متعلق فرمایا ہے اس میں امام یحییٰ بن معینؒ سب سے زیادہ صحیح نشانہ پر پہنچے ہیں چنانچہ حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں:

ضعيف مع كونه فقيها وقد اتهمه ابن معين۔ (تقریب)

یہ خالد ضعیف ہے فقیہ ہونے کے باوجود اور امام یحییٰ بن معینؒ نے بے شک اسکو جھوٹ سے متہم کیا ہے۔

(۴) یہ تینوں باتیں جو خالد نے اپنے باپ سے حضرت عمرؓ کی نقل کی ہیں جھوٹ کا پلندہ ہیں کوئی بھی ان میں سے صحیح سند کے ساتھ حضرت عمرؓ سے پیش نہیں کی جا سکتی۔

(۱) حضرت عمرؓ نے طلاق دینا حرام قرار نہیں دیا۔

(۲) آزاد شدہ عورتوں کے نکاح پر بھی حضرت عمرؓ نے کوئی پابندی نہیں لگائی۔

(۳) اور نوحہ کرنے والی عورتوں کے قتل کا بھی کوئی حکم صادر نہیں فرمایا:

امام یحییٰ بن معینؒ نے بالکل صحیح فرمایا کہ خالد اتنا بڑا کذاب ہے کہ باپ پر جھوٹ بول کر اس کا شوق جھوٹ بولنے کا پورا نہیں ہوتا حتی کہ صحابہ کرامؓ پر بھی جھوٹ بولتا ہے تب جھوٹ کا شوق پورا ہوتا ہے۔

(۵) اس جھوٹی روایت کا تین طلاق سے کوئی تعلق ہی نہیں اس مطلق کو خواہ مخواہ خواجہ صاحب نے مقید کرنے کی کوشش کی ہے اور قیاس پر عمل کیا ہے (لا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم) اس مسئلہ کی پوری تفصیل ناچیز کے [illegible] شیخ استاذ محترم ابوالزاہد مولانا محمد سرفراز خان صاحب

صفدر دامت برکاتہم العالیہ کی کتاب عمدۃ الاثاث اور حضرت مولانا محقق احناف فقیر محمد صاحب جہلمی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب عمدۃ الابحاث میں دیکھیں۔

وھم ۱۲: قاضی شوکانی صاحب ایک حدیث کے متعلق لکھتے ہیں۔

وفی اسنادہ ابن لهيعة وحديثه حسن وفيه كلام معروف۔ (نيل الاوطار ص ۳/۵)

اور اس کی سند میں ابن لہیعہ ہے اور اس کی حدیث حسن ہے اور اس راوی میں مشہور کلام ہے۔

اور نیل الاوطار ص ۲۳۹ جلد ۶ میں لکھتے ہیں:

وابن لهيعة ليس بساقط الحديث فانه امام حافظ كبير۔

اور ابن لہیعہ ضعیف الحدیث نہیں کیونکہ یہ امام اور حافظ کبیر ہے۔

مگر قاضی صاحب جب نیل الاوطار ص ۶۵ جلد ۷ میں پہنچتے ہیں تو وہاں لکھتے ہیں۔ واسنادہ ضعيف من اجل ابن لهيعة (اور اس حدیث کی سند ضعیف ہے ابن لہیعہ کی وجہ سے) یہاں ایک حدیث کے سلسلہ میں ابن لہیعہ راوی کو ضعیف قرار دے دیا ہے ؎

آنکھوں والا تیرے جوبن کا تماشا دیکھے
دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

وھم ۱۳: قاضی صاحب منتقی سے یہ عبارت نقل کرتے ہیں۔ وقد اسنادہ ابو داؤد من وجه ضعيف (کہ اس روایت کو امام ابو داؤدؒ نے ضعیف سند سے بیان کیا ہے) قاضی صاحب اس پر تبصرہ یوں کرتے ہیں۔

وهي ضعيفة كما قال — واقعی یہ روایت ضعیف ہے

المصنف وذالك لان فيها اسمعيل بن عياش وهو ضعيف اذا روى عن غير اهل الشام ولكنه هنا روى عن الحارث الزبيدى وهو شامى (نيل الاوطار ص ۲۴۲/۵)

جیسا کہ مصنف نے کہا ہے اور یہ اس لیے کہ اس کی سند میں اسمٰعیل بن عیاش واقع ہے اور وہ ضعیف ہے جب غیر شامی راویوں سے روایت کرے لیکن اس مقام میں وہ الحارث الزبیدی الشامی سے روایت کر رہا ہے (یعنی یہ روایت ضعیف نہیں)۔

قاضی صاحب بڑے عجیب آدمی ہیں ایک ہی مقام پر تضاد بیانی کا شکار ہو گئے ہیں۔

وھم نمبر ۱۴

علامہ سید محمد انور شاہ صاحب فرماتے ہیں۔

(وابيه) وفيه حلف لغير الله قال الشوكاني وهو من فلتات لسانه صلى الله عليه وسلم والعياذ بالله ان تجرى على لسانه فلتة ما تكون فيه شوائب الشرك۔

کہ وابیہ (باپ کی قسم ہے) اس میں غیر اللہ کے لیے قسم اٹھائی گئی ہے شوکانی صاحب نے کہا ہے کہ اس جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پھسل گئی ہے (حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں) العیاذ باللہ (خدا کی پناہ) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان الیسی جگہ پھسل

مع انہ قد ثبت عنہ	جائے جہاں شرک کی ملاوٹ
فی نحو اربعۃ	ہو حالانکہ ایسا کلمہ چار یا پانچ
او خمسۃ مواضع۔	جگہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ
(فیض الباری ص۱۳۹ ج۱)	وسلم سے صادر ہوا ہے۔

حضرت شاہ صاحبؒ نے اس قسم کے کلمہ کے متعلق مختلف جواب ذکر کئے ہیں تفصیل کے لیے فیض الباری ص۱۳۸ ج۱ تا ص۱۳۹ ملاحظہ فرمائیں۔

وھم نمبر ۱۵

قاضی شوکانی صاحب لکھتے ہیں۔

عند الطبرانی والی الشیخ	طبرانی اور ابو الشیخ نے حضرت
من حدیث انس	انسؓ سے مرفوع روایت
مرفوعا بلفظ یعق عنہ	(یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
من الابل والبقر	وسلم کا فرمان) نقل کیا ہے کہ
والغنم (نیل الاوطار ص۱۲۶ ج۵	بچہ کے عقیقہ میں اونٹ اور
کتاب العقیقہ)	گائے اور بکری ذبح کئے جائیں

یہ روایت طبرانی صغیر ص۴۵ میں بھی ہے لیکن یہ روایت جھوٹی ہے اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کرنا قاضی صاحب کا وھم ہے اس روایت کی سند میں مسعدہ بن الیسع الباھلی واقع ہے جو کذاب (بہت بڑا جھوٹا) ہے دیکھئے مجمع الزوائد ص۱۲۶ ج۸ اور تحفۃ الاحوذی ص۳۶۶ ج۲۔

البتہ حضرت انسؓ سے ثابت ہے کہ وہ عقیقہ میں اونٹ ذبح کرتے تھے چنانچہ علامہ ہیثمیؒ لکھتے ہیں عن قتادۃ ان انس بن مالک کان یعق عن بنیہ الجزور رواہ الطبرانی فی الکبیر ورجالہ رجال الصحیح (مجمع ص۵۹ ج۴)

وھم نمبر ۱۶

قاضی شوکانی صاحب حضرت امیر معاویہؓ کا ذکر دوسرے لوگوں کے ساتھ کرکے آخر میں لعنت کا کلمہ ذکر کرتے ہیں جس سے قاضی صاحب کا شیعہ ہونا ثابت ہوتا ہے چنانچہ قاضی صاحب ایک گروہ کا ذکر کرتے ہیں کہ وہ شام کے علاقہ میں عسکری پوزیشن میں مقیم تھا۔

فی امارۃ زیاد وابنہ	زیاد اور اس کے بیٹے کی
لطول مدۃ دولۃ بنیۃ	امارۃ میں مدت حکومت
معاویۃ وابنہ	معاویہ اور اس کے بیٹے یزید
یزید لعنھم اللہ	کی حکومت میں ان سب پر
وظفر زیاد وابنہ یزید	خدا کی لعنت ہو اور کامیاب ہوا
لعنھم اللہ الخ (نیل الاوطار	زیاد اور معاویہ کا بیٹا یزید ان
ص۱۵۹ ج۷ اخبار الخوارج)	سب پر خدا کی لعنت ہو۔

اسی طرح قاضی صاحب نیل الاوطار ص۱۶۷ ج۷ میں ایک گروہ کرامیہ وغیرہ کا ذکر کرکے لکھتے ہیں۔

حتی حکموا بان الحسین	حتی کہ انہوں نے فیصلہ دیا
السبط رضی اللہ عنہ	ہے کہ حضرت حسینؓ باغی تھا
وارضاہ باغ علی الخمیر	شرابی نشہ میں مست شریعت
السکیر الھاتک لحرم الشریعۃ	مطہرہ کی توہین کرنے والے
المطھرۃ یزید بن معاویۃ	یزید معاویہ کے مقابلہ میں ان
لعنھم اللہ الخ	سب پر خدا کی لعنت ہو۔

قارئین کرام نے اندازہ کر لیا ہو گا کہ قاضی صاحب حضرت امیر معاویہؓ صحابی

رسول کا ذکر کرکے پھر لعنت کا ورد کرتے ہیں تاکہ حضرت امیر معاویہؓ اس میں شامل ہوں (معاذ اللہ) نیز قاضی صاحب نے نیل الاوطار ص ۱۰۷ ج ۵ باب من بعث بعدی لعجز مر علیہ میں حضرت امیر معاویہؓ کو کھل کر سب و شتم کا نشانہ بنایا ہے اور کہا ہے کہ معاویہ نے زیاد کو اپنا بھائی بنا کر صحیح حدیث (بچہ بچھونے کا ہوتا ہے اور زانی کے لیے پتھر ہیں) کی مخالفت کی ہے اور یہ محض دنیاوی غرض و مقصد کے لیے ایسا کیا ہے اور بہت سے لوگوں نے معاویہ پر اس واقعہ کی وجہ سے اعتراضات کیے ہیں اور بعض نے تو یہاں تک کہہ دیا ہے اے معاویہ تیرے باپ ابوسفیان کو پاکدامن کہا جائے تو تو ناراض ہوتا ہے اگر اس کو زناکار کہا جائے تو خوش ہوتا ہے۔

ان اعتراضات کے جواب مختلف کتابوں میں موجود ہیں مگر بتانا یہ ہے کہ قاضی صاحب نے حضرت امیر معاویہؓ و حضرت ابوسفیانؓ پر حملہ کرکے اپنے شیعہ ہونے کا ثبوت پیش کر دیا ہے فلہذا حکیم محمود صاحب کا یہ لکھنا حالانکہ نہ شوکانی شیعہ تھے نہ مولانا عبدالحق (بنارسی) شیعہ تھے (علمائے دیوبند کا ماضی ص ۲۱) محض جہالت و ہٹ دھرمی پر مبنی ہے۔

علامہ وحید الزمان غیر مقلد کے اوہام

(۱) حقیقت میں اگر عمرو بن عاصؓ جو تدبیر اور لڑنے اور مکر فریب میں اپنا نظیر نہیں رکھتے تھے معاویہ کی مدد نہ کرتے تو کبھی ان کو حکومت اور خلافت نصیب نہ ہوتی معاویہ نے عمرو بن عاصؓ کے اس احسان کا یہ بدلہ دیا کہ ان کو مصر کا حاکم بنا دیا (لغات الحدیث ص ۴ کتاب ت)

(۲) پھر جب عمرو بن عاص کی دغابازی ظاہر ہوئی اور لوگ نادم ہوئے

(لغات الحدیث ص ۶ ج ۴ کتاب ع)

(۳) عمرو بن عاص نے دنیا کی خواہش کو آخرت کی بھلائی پر مقدم کرکے معاویہ کی رفاقت اختیار کی اور مصر کی حکومت حاصل کی۔

(لغات الحدیث ص ۳۳ ج ۵ کتاب ق)

(۴) آخر مغیرہ زیاد کو لے کر معاویہ کے پاس آگئے اس وقت معاویہ نے زیاد سے کہا تو تو میرا بھائی ہے زیاد نے نہ مانا تب معاویہ نے اپنی بہن جویریہ بنت ابی سفیان کو زیاد کے پاس بھیج دیا وہ اس کے سامنے بے پردہ ہوگئی اور اپنے بال کھول ڈالے اور کہنے لگی تو میرا بھائی ہے میرے باپ نے خود مجھ سے یہ بیان کیا تھا۔ آخر زیاد ابوسفیان کا بیٹا بننے پر راضی ہوگیا تب معاویہ زیاد کو لے کر جامع مسجد میں آئے اور زیاد چار گواہ بنا کر لایا انہوں نے یہ گواہی دی کہ ابوسفیان نے اس کی ماں سمیہ سے زنا کیا تھا اور زیاد سفیان ہی کا نطفہ ہے اس وقت معاویہ نے یہ فیصلہ سنایا کہ زیاد ابوسفیان کا بیٹا ہے اور میرا بھائی ہے اس پر ایک شخص نے اعتراض کیا اور کہا معاویہ تم نے یہ حدیث نہیں سنی کہ بچہ کا نسب ماں کے شوہر یا مالک سے لگتا ہے اور زانی کے لیے پتھر ہیں معاویہ نے اس کو برا بھلا کہا گالیاں دیں اور گواہی کے موافق یہ حکم نافذ کر دیا کہ زیاد ابوسفیان کا بیٹا ہے (الیٰ ان قال) مترجم کہتا ہے کہ اسی زیاد کا بیٹا عبیداللہ تھا جو لشکر عظیم لے کر امام حسینؓ سے لڑا اور آپ کو شہید کرایا عبیداللہ کے کرتوت سے تو یہ یقین ہوتا ہے کہ اس کا باپ حرام زادہ تھا اور معاویہ کی کاروائی بباطن صحیح تھی گو ظاہر شرع کے رو سے غلط اور خلاف قانون تھی اس روایت سے انصاف پسند لوگ

یہ بھی سمجھ سکتے ہیں کہ معاویہ کس قسم کے آدمی تھے اور وہ خلفائے راشدین میں سے ہونے کے قابل ہیں یا نہیں اہل سنت کے عقائد کے کتابوں میں اس کی تصریح ہے کہ معاویہ دنیاوی بادشاہوں میں سے تھے نہ کہ خلفائے راشدین میں سے اس لئے کہ خلافت راشدہ امام حسن علیہ السلام پر ختم ہوگئی اور حدیث شریف کا بھی یہی مضمون ہے اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے جو لکھا ہے اَمَّا خِلَافَۃُ مُعَاوِیَۃَ فَصَحِیْحَۃٌ ثَابِتَۃٌ بَعْدَ مَوْتِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ تو یہ حدیث نبوی کے خلاف ہے (لغات الحدیث ص۴۲ ج۲ تا ص۴۳ (کتاب د)

(۵) مگر اس میں کچھ شک نہیں کہ معاویہؓ اور عمرو بن عاص دونوں باغی اور سرکش اور شریر تھے اور ان دونوں کے مناقب یا فضائل بیان کرنا ہرگز روا نہیں بلکہ صرف صحابیت کا لحاظ کر کے ان کے ذکر کو سب و شتم سے پاک رکھنا ہی کافی ہے (لغات الحدیث ص۳۶ ج۲ کتاب ر)

(۶) علامہ وحیدالزمان کو قَطًا کا ترجمہ معلوم نہ ہوسکا اس لیے قطا کا ترجمہ نہیں کیا دیکھئے (لغات الحدیث ص۱۳۶ ج۵ کتاب ق) قَطًا (بھٹ تیتر) کو کہتے ہیں دیکھئے المنجد وغیرہ۔

(۷) حرام تو وہی جانور ہیں جو اللہ نے قرآن میں بیان فرما دیئے (یا حدیث میں) لیکن بہت سے جانور ایسے ہیں (جن کو اللہ اور رسولؐ نے حرام نہیں کیا) مگر نفس ان سے دور رہنا چاہتا ہے ان کے کھانے سے نفرت کرتا ہے (جیسے گھوڑ پھوڑ بجو چوہا گھونس وغیرہ) (لغات الحدیث ص۵۵) معلوم ہوا چوہا ان حضرات کے ہاں حلال ہے (لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم)۔

(۸) مترجم کہتا ہے قرآن میں فطلبتہ نفسہ طیبا فقلنا سے مراد وہ لوگ

ہیں جو دنیا کی لذتوں میں پڑ کر بالکل آخرت کو بھول گئے ہوں (لغات الحدیث ص۳۱ ج۴ کتاب ع)۔ قرآن میں یہ آیت بناوٹی موجود نہیں (انا للہ وانا الیہ راجعون)

(۹) غُنْدُرْ محمد بن بشار کا لقب ہے جو حدیث کے بڑے عالم ہیں۔ (لغات الحدیث ص۱۴ ج۴ کتاب غ)۔ محمد بن بشار کا لقب غندر نہیں بلکہ بُندار ہے دیکھئے (تقریب التہذیب ص۲۹۱) غندر تو استاذ ہے محمد بن بشار کا دیکھئے (صحیح بخاری ص۲۱ ج۱ و ص۲۹ ج۱)۔ البتہ محمد بن جعفر کا لقب غندر ہے دیکھئے تقریب ص۲۹۳)

تنبیہ: علامہ وحیدالزمان غیر مقلد کے عقائد چونکہ فاسدہ ہیں اور قاضی شوکانی کی طرح یہ شیعہ ہیں اس لیے مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ صحیح بخاری کا ترجمہ وحیدالزمان کا کیا ہوا نہ خریدیں اور اس طرح حدیث شریف کی دوسری کتابوں کے ترجمے بھی علامہ وحیدالزمان نے کئے ہیں ان سے مسلمان اجتناب کریں اور اپنے گھروں میں ان کو نہ رکھیں تاکہ کہیں ایمان کا نقصان نہ ہوجائے علامہ وحیدالزمان کی چند باتیں راقم الحروف نے ذکر کردی ہیں بقایا کسی مجلس میں انشاء اللہ تعالیٰ ذکر کر دی جائے گی۔

اوہام نواب صدیق حسن خان

وہم نمبر ۱

کتاب الجامع الصغیر للسیوطی فیہ عشرۃ آلاف حدیث۔

الجامع الصغیر سیوطی میں دس ہزار حدیثیں ہیں۔

(نزل الابرار بالعلم الماثور من الادعية والاذكار ص١٦١)

نواب صاحب کو یہ دھوکہ علامہ عبد الرؤف مناویؒ کی کتاب کنوز الحقائق سے لگا ہے جو الجامع الصغیر کے حاشیہ پر چھپی ہے اس میں علامہ مناویؒ فرماتے ہیں۔

جمعت فیہ زهاء عشرة آلاف حدیث (کنوز الحقائق ج١ ص٢)

میں نے اس کتاب میں تقریباً دس ہزار (١٠٠٠٠) حدیثیں جمع کی ہیں۔

اور الجامع الصغیر میں جمع شدہ احادیث کی تعداد اس سے زیادہ ہے۔

قیل وعدتہ عشرة آلاف وتسعمائة واربعة وثلاثون (فیض القدیر للمناویؒ ج١ ص١٩/١٧ والسراج المنیر للعزیزیؒ ج١ ص٥)

کہا گیا ہے اس کی تعداد دس ہزار نو سو چونتیس ہے۔

وہم نمبر ٢

عن عائشة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي من الليل ثلث عشرة ركعة يوتر من ذالك بخمس لا يجلس في شيء منهن الا آخرهن اخرجه البخاري ومسلم (نزل الابرار ص٢٨١)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات میں تیرہ رکعتیں پڑھتے تھے ان میں سے پانچ کو وتر بناتے تھے اور نہیں بیٹھتے تھے ان میں سے مگر آخر میں اس کو بخاری ومسلم نے روایت کیا ہے۔

ان الفاظ کے ساتھ روایت صحیح بخاری میں نہیں ہے یہ نواب صاحب کا وہم ہے۔

وہم نمبر ٣

وفيهما عن سلمة بن الاكوع ان عليا لما بارز مرحبا الخيبري قال انا الذي سمتني امي حيدرة (نزل الابرار ص٣٦)

اور صحیحین میں سلمہ بن الاکوع سے روایت ہے کہ بے شک حضرت علیؓ نے جب مرحب یہودی سے مقابلہ کیا تو فرمایا میں وہ ہوں جس کا نام ماں نے حیدر رکھا ہے۔

یہ روایت بھی بخاری میں ان الفاظ میں مروی نہیں یہ صرف مسلم میں ہے۔

وہم نمبر ٤

وأخرجه الترمذي مختصر اللفظ وودت انها في قلب كل مؤمن يعني تبارك الذي بيده الملك وقال حديث حسن غريب (نزل الابرار ص١٢٢)

اور امام ترمذیؒ نے اس حدیث کو مختصر الفاظ میں روایت کیا ہے وہ یہ کہ میں پسند کرتا ہوں کہ سورہ تبارک الذی بیدہ الملک ہر مومن کے دل میں ہو امام ترمذیؒ نے اس حدیث کو حسن غریب کہا ہے۔

مجھے لمبا زتلاش کے باوجود ترمذی سے یہ روایت ان الفاظ سے نہیں ملی

وہم نمبر ٥

ولا شك ان ما في الصحيحين اقدم على ما في غيرهما۔

اور بے شک تحقیقی بات یہی ہے کہ جو حدیث بخاری و مسلم دونوں میں ہو وہ ان حدیثوں

(نزول الابرار ص٢٩٧) پر مقدم ہے جو صحیحین میں نہ ہو۔

لیکن نواب صاحب نزول الابرار ص١٤٦ میں احادیث ترک جہر بسم اللہ کو ترجیح نہیں دیتے حالانکہ وہ صحیحین میں ہیں چنانچہ فرماتے ہیں۔

لکن الاثبات ارجح مع کونہ خارجاً مخرج الصحیح ماالعذبہ اولی۔	لیکن جہر بسم اللہ کا زیادہ راجح ہے گرچہ یہ روایت بخاری سے باہر ہے (بلکہ مخالف ہے) پس اس پر عمل کرنا بہتر ہے۔

دھم نمبر ٦

وفی اسنادہٖ لیث بن ابی سلیم وھو مدلس (نزول الابرار ص٢٣٣)	اس حدیث کی سند میں لیث بن ابی سلیم واقع ہے اور وہ مدلس ہے (یعنی ضعیف ہے)

مگر یہی نواب صاحب اسی نزول الابرار کے ص٢٤٧ میں لکھتے ہیں:

لیث بن ابی سلیم وھو وان کان فیہ مقالٌ فقد اخرج لہٗ مسلم وحدیثہٗ لا یقصر عن رتبۃ الحسن۔	لیث بن ابی سلیم میں جرح ہے مگر اس سے امام مسلمؒ نے حدیث کا اخراج کیا ہے تو اس کی حدیث درجہ حسن سے کم نہیں ہے۔

دھم نمبر ٧

خواجہ صاحب کے استاذ محترم مولانا محمد اسمٰعیل سلفی صاحب فرماتے ہیں۔

ایک مرسل روایت کا ذکر صاحب اتحاف النبلاء (یعنی نواب صاحب) نے بحوالہ فوائد ابن قیم ذکر فرمایا۔ ابن قیم کی فوائد اور بدائع الفوائد چھپ چکی ہے ان میں ایسی

کوئی حدیث نہیں ملی (فتاوی سلفیہ ص١٠٩)

دھم نمبر ٨

اسی طرح اگر داہنی ران پر آدم اور بائیں ران پر حوا لکھے گا تو بھی احتلام سے بچا رہے گا۔ (کتاب التعویذات ص٢٠) (لاحول ولا قوۃ الا باللہ)

خواجہ قاسم صاحب نے نواب صاحب پر ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے اس واقعہ کا ذکر کیا ہے۔ (تعویذ اور دم ص١٩ تا ص٢٠)

دھم نمبر ٩

نواب صاحب لکھتے ہیں (ف) حکماء ہند نے کہا ہے جب کتا کتی سے منعقد ہو جائے تو فوراً اس کی دم جڑ سے کاٹ کر چالیس دن تک زمین میں گاڑ دے پھر اس کو نکالے وہ ایک ہڈی کی طرح پر ہو گی اس کو ایک تاگے میں باندھ کر کمر سے لگانے سے انزال نہ ہو گا اور نہ تھکے گا اور نہ تعب پائے گا اگرچہ مغرب سے صبح تک مشغول رہے (کتاب التعویذات ص٩٤ تا ص٩٥)

گویا ایسی حالت میں عشاء کی نماز بھی معاف (لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم)

(نوٹ) یاد رہے نواب صاحب لکھتے ہیں۔ اس رسالہ کے سارے اعمال دعوات مأخوذ کتاب و سنّت صحیحہ سے ہیں اور اکثر مجرب ہیں۔ (کتاب التعویذات ص١٤٤)۔

نواب صاحب کثیر التصانیف ہیں اس لیے ان کی کتابوں میں ادھام بھی بے شمار ہیں مگر راقم الحروف نے یہ چند بطور مثال کے پیش کئے ہیں شیخ الکل مولانا سید نذیر حسین صاحب دہلوی کے شاگرد رشید مولانا عبدالحی صاحب حسنی لکھتے ہیں۔

وکان کثیر النقل عن القاضی الشوکانی وابن القیم وشیخہ ابن تیمیۃ الحرانی وامثالھم (نزھۃ الخواطر ص ۱۹۱ ج ۸)	کہ نواب صاحب قاضی شوکانی ابن قیم اور اس کے استاذ ابن تیمیہ وغیرہم کی کتابوں سے بہت سی نقلیں ماری ہیں۔

لطیفہ

مولانا حسنی صاحب لکھتے ہیں:

والعجب انہ کان یصلی علی طریقۃ الاحناف فلا یرفع الایدی فی المواضع غیر تکبیرۃ التحریمۃ ولا یجہر بآمین بعد الفاتحۃ ولا تضع یدہ علی صدرہ وان کان لیوتر بواحدۃ ویصلی ثمان رکعات فی التراویح۔ (نزھۃ الخواطر ص ۱۹۱ تا ص ۱۹۲ ج ۸)	اور تعجب کی بات ہے کہ نواب صاحب نماز حنفیوں کے طریقہ پڑھتا تھا چنانچہ تکبیرہ تحریمہ کے سوا رفع یدین نہ کرتا تھا اور نہ آمین بالجہر کہتا تھا اور نہ سینے پر ہاتھ باندھتا تھا البتہ وتر ایک رکعت پڑھتا تھا اور تراویح آٹھ رکعات پڑھتا تھا۔

مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری غیر مقلد کے اوہام

وہم نمبر ۱

ابن ابی لیلیٰ عن علی وقد قیل انہ لم یسمع منہ۔	عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کے متعلق کہا گیا ہے کہ وہ یقیناً حضرت علیؓ

تحفۃ الاحوذی ص ۱۱۳)	سے حدیث نہیں سن سکے۔

یہ مبارکپوری صاحب کا وہم ہے اور سخت قسم کی خطا ہے اس کی تردید قاضی شوکانی صاحب کے اوہام میں کر دی گئی ہے۔

وہم نمبر ۲

مبارکپوری صاحب مقدمہ تحفۃ الاحوذی ص ۱۲۷ میں بخاری شریف کی شروح کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

ومنھا شرح المھلب بن ابی صفرۃ الازدی وھو ممن اختصر الصحیح۔	اور بخاری کی شروح میں سے المھلب بن ابی صفرہ الازدی کی شرح بھی ہے اور اسی شخص نے بخاری کو مختصر کر کے بھی پیش کیا ہے۔

یہ حوالہ پہلے بھی مولانا عبدالسلام مبارکپوری کے حوالہ سے ذکر کیا گیا ہے اور اس کی تردید بھی کر دی گئی ہے۔ مولانا عبدالسلام یہ مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری کا شاگرد ہے پس یہ معلوم ہوتا ہے کہ اصل کارستانی مبارکپوری صاحب کی ہے پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ المھلب بن ابی صفرہ الازدی صحابہ کرامؓ کے دور کا ہے وہ امام بخاریؒ کی پیدائش سے عرصہ دراز پہلے ہی فوت ہو چکا تھا وہ بخاری کا اختصار و شرح کس طرح کر سکتا ہے یہ عجیب لطیفہ ہے جس کو تاریخ میں یاد رکھا جائے گا۔

وہم نمبر ۳

ثویر (مصغراً) ابن ابی فاختۃ سعید بن علاقۃ الکوفی ابوالجہم ضعیف رمی بالرفض مقبول من الرابعۃ کذا فی التقریب (تحفۃ الاحوذی ص ۳۶۰ ج ۲) تقریب ص ۶۲ ج ۳

تقریب کے حوالے سے پیش کردہ عبارت میں مقبول کا لفظ تقریب میں نہیں ہے دیکھئے تقریب ص۲۳۵ یہ مبارکپوری صاحب کا وھم ہے۔

وھم نمبر ۴

ترمذی بَابُ مَاجَاءَ فِی الْوَقْتِ الْاَوَّلِ مِنَ الْفَضْلِ میں حضرت علیؓ سے مرفوعاً مروی ہے یَا عَلِیُّ ثَلَاثٌ لَا تُؤَخِّرْهَا (الحدیث) اس حدیث کے بارے میں مبارکپوری صاحب لکھتے ہیں کہ علامہ ابن حجرؒ نے تلخیص الحبیر میں اور علامہ زیلعیؒ نے نصب الرایہ میں اس حدیث نقل کرنے کے بعد یہ عبارت بھی نقل کرتے ہیں وقال غریب ولیس اسنادہ بمتصل (امام ترمذیؒ نے فرمایا یہ حدیث غریب ہے اور اس کی سند متصل نہیں ہے) مبارکپوری صاحب فرماتے ہیں:

قلت لیست هذه العبارة اعنی غریب ولیس اسنادہ بمتصل فی النسخة المطبوعة والقلمیة الموجودة عندنا۔ (تحفة الاحوذی ص۱۵۵)

میں (مبارکپوری) کہتا ہوں کہ یہ عبارت ترمذی کے نہ مطبوعہ نسخہ میں ہے نہ قلمی نسخہ میں ہے جو ہمارے پاس موجود ہے۔

الجواب

مبارکپوری صاحب کو یہ معلوم نہ ہو سکا کہ یہ حدیث مکررات میں سے ہے یعنی اس کا ذکر آگے کتاب الجنائز میں بھی آرہا ہے اور وہاں اس حدیث کے بعد یہ عبارت موجود ہے دیکھئے ترمذی مع تحفة الاحوذی ص۱۲۵ ج۲)

وھم نمبر ۵

مبارکپوری صاحب لکھتے ہیں۔

فائدہ: قد اشتهر انه لا یکسر عظام العقیقة وقد ورد فیه حدیث لکنه مرسل۔ (تحفة الاحوذی ص۲۷۵ ج۲)

مشہور ہو چکا ہے کہ عقیقہ کے جانور کی ہڈیاں نہ توڑی جائیں اس میں حدیث بھی وارد ہوئی ہے لیکن مرسل ہے۔ (یعنی ضعیف کے حکم میں ہے)

الجواب

اس مقام پر مرسل روایت سے مراد وہ روایت ہے جو مراسیل ابو داؤد میں امام محمد باقرؒ سے مرسلاً مروی ہے۔ مبارکپوری صاحب کا مطالعہ کتب حدیث بہت محدود ہے ورنہ تو صحیح حدیث میں صراحۃً اس کا ذکر موجود ہے چنانچہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔

بل السنة افضل عن الغلام شاتان مکافئتان وعن الجاریة شاة تقطع جدولا ولا یکسر لها عظم فیأکل ویطعم ویتصدق ولیکن ذاك یوم السابع فان لم یکن ففی اربعة عشر فان لم یکن ففی احدی وعشرین هذا حدیث صحیح

بلکہ سنّت (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان وطریقہ) افضل ہے لڑکے کی طرف سے عقیقہ میں دو بکریاں ہم مثل اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری ذبح کی جائے جوڑوں کو الگ کیا جائے اور ہڈیاں نہ توڑی جائیں اور یہ عقیقہ ساتویں دن ہوگا ورنہ چودھویں دن ورنہ

الاسناد ولم یخرجاہ۔	اکیسویں دن ہونا چاہیئے۔
(مستدرک حاکم صـ۲۳۸/۴ تا صـ۲۳۹)	یہ حدیث سند کے لحاظ
وقال الذہبی صحیح (تلخیص مستدرک صـ۲۳۹)	سے صحیح ہے۔

وہم نمبر۶

مبارک پوری صاحب لکھتے ہیں:

واما روایة السابع الثانی	کہ چودھویں اور اکیسویں کی
والسابع الثالث فضعیفة	روایت ضعیف ہے جیسا کہ
کما عرفت فیما مر۔	تو گذشتہ تحقیق سے پہچان
(تحفہ صـ۳۶۵/۲)	چکا ہے۔

الجواب

وہ روایت ضعیف حضرت بُریدہؓ سے مرفوعاً مروی ہے جیسا کہ حافظ ابن حجرؒ سے مبارکپوری صاحب نے نقل کی ہے کہ وہ ضعیف ہے کیونکہ اس کی سند میں اسمٰعیل بن مسلم المکی واقع ہے لیکن ہماری پیش کردہ روایت مستدرک حاکم کے حوالے سے ہے جو بالکل صحیح ہے جس سے ابن حجرؒ و مبارکپوری دونوں غافل ہیں۔

حضرت عطاء بن ابی رباح بھی فرماتے ہیں کہ عقیقہ کے جانور کی ہڈیاں نہ توڑی جائیں دیکھیے سنن الکبریٰ بیہقی صـ۳۰۲/۹۔ یہ حکم تفاؤلاً ہے اور استحباباً ہے۔

وہم نمبر۷

فہرست مضامین تحقیق الکلام حصہ اول صـ۳ نمبر۱۵ میں لکھا ہے سفیان ثوری کا قول اور اُس کا جواب صـ۱۳۔

چنانچہ تحقیق الکلام صـ۱۳ میں سفیان کا ذکر ہے لیکن وہ سفیان ثوریؒ

نہیں ہے بلکہ وہ سفیان بن عیینہؒ ہے مولانا مبارکپوری سے غلط ہو گیا ہے۔

وہم نمبر۸

حدیث شریف میں ایک قصہ یوں بیان کیا گیا ہے کہ ایک عورت نماز کے ارادہ سے گھر سے باہر نکلی تو ایک مرد نے زبردستی اس سے زنا کیا وہ عورت چیخی پس وہ مرد بھاگ گیا اور ایک دوسرا شخص وہاں سے گذرا تو اس عورت نے مہاجرین صحابہؓ کی ایک جماعت کو کہا کہ اس شخص نے میرے ساتھ بدفعلی کی ہے صحابہ کرامؓ نے اس شخص کو پکڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حاضر کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے سنگسار کرنے کا حکم دیا تو اصل مجرم کھڑا ہو گیا اور کہا اس عورت کے ساتھ جرم کرنے والا میں ہوں یا رسول اللہ تو عورت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا تو جا اللہ تعالیٰ نے تجھے معاف کر دیا ہے (اور ترمذی کی روایت کے مطابق)

وقال للرجل قولاً حسناً	اور مرد (بے قصور) کو اچھی
وقال للرجل الذی وقع علیہا	بات کہی اور مرد مجرم کے متعلق
ارجموہ وقال لقد تاب	فرمایا کہ اس کو سنگسار کر دو
توبة۔	اور یہ توبہ کر چکا ہے۔

(الحدیث ترمذی صـ۲۶۹ باب ما جاء فی المرأة اذا استکرہت علی الزنا)

اب مولانا مبارکپوری صاحب نے اس حدیث کی یوں ہی تشریح کی ہے اور اس پر کوئی گرفت نہیں کی حالانکہ یہ الفاظ کہ اس کو سنگسار کر دو اور توبہ کر چکا ہے آپس میں بے جوڑ سے لگتے ہیں مولانا مبارکپوری صاحب کا چونکہ حدیث کی کتابوں کا مطالعہ بہت کم ہے اس لیے وہ اس پر گرفت نہیں کر سکے۔ حالانکہ ترمذی کی روایت کے الفاظ غلط ہیں صحیح الفاظ ابو داؤد صـ۲۵۳/۲ ج و مسند احمد صـ۳۹۹/۶ ج میں

مروی ہیں چنانچہ ابو داؤد میں یوں ہیں فقالوا للرجل الذی رجم علیہا ارجمہ فقال لقد تاب توبۃ الخ (صحابہ کرامؓ نے مجرم شخص کے متعلق عرض کیا کہ یا رسول اللہ اس کو سنگسار کر دو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً فرمایا کہ یہ توبہ کر چکا ہے۔ تو اس شخص کو بھی سنگسار نہیں کیا گیا اور مسند احمد کے الفاظ یوں ہیں۔ الا ترجمہ فقال لقد تاب توبۃ (کیا یا رسول اللہ آپ اس کو سنگسار نہیں کرتے تو آپ نے فرمایا کہ یہ توبہ کر چکا ہے۔

لیکن مبارکپوری صاحب کی عدالت میں اس کو سنگسار کر دیا گیا ہے چنانچہ فرماتے ہیں لانہ کان معترفا بما قالت المرأۃ وکان محصناً۔ (تحفۃ الاحوذی صـ ۳۳۵ ج ۲) کیونکہ وہ زنا کا اقرار کر چکا تھا اور شادی شدہ تھا اس لیے اس کو سنگسار کر دیا گیا۔

وہم نمبر ۹

مولانا مبارکپوری محدث علامہ نیمویؒ کو جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

فکیف یستیقن بان البخاری احتج بابی بکر بن عیاش من طریق احمد بن یونس نعم لو اکتفی بھذا الطریق لعلم یقیناً انہ احتج بہ۔ (ابکار المنن صـ ۲۱)

پس کیسے یقین کیا جائے کہ امام بخاریؒ نے ابوبکر بن عیاش سے احمد بن یونس کے طریق سے احتجاج کیا ہے ہاں اگر صرف اسی طریق پر اکتفا کیا ہوتا امام بخاریؒ نے تو یقیناً کہا جا سکتا تھا کہ امام بخاریؒ نے احتجاج کیا ہے۔

مولانا مبارکپوریؒ نے کم از کم صحیح بخاری کا مطالعہ اگر کیا ہوتا تو وہ ایسی

بات ہرگز نہ کرتے۔ لیجئے بخاری شریف صـ ۲۴۳ ج ۱ کھولیئے باب تعجیل الافطار اس باب میں دو حدیثیں مروی ہیں دونوں کا متن الگ ہے اور ایک حدثنا احمد بن یونس ثنا ابوبکر (ابن عیاش) کے طریق سے ہے اس مقام پر اس سند سے احتجاج کرنا امام بخاریؒ کا واضح طور پر ثابت ہوتا ہے اس سے بھی زیادہ واضح ثبوت بخاری شریف صـ ۲۲۵ ج ۲ نکالیں باب قولہ والذین تبوؤ الدار والایمان حدثنا احمد بن یونس قال حدثنا ابوبکر (ابن عیاش) اس باب میں صرف اور صرف ایک حدیث ہے جو احمد بن یونس حدثنا ابوبکر بن عیاش کے طریق سے موجود ہے لیجئے جناب اور ثبوت ملاحظہ ہو بخاری شریف صـ ۹۵۴ ج ۲ باب الغنی غنی النفس اس باب میں بھی صرف اور صرف ایک حدیث ہے جو حدثنا احمد بن یونس قال حدثنا ابوبکر کی سند سے مروی ہے۔

اتنی مشہور کتاب کی حدیثوں اور سندوں کا بھی مبارکپوری صاحب کو علم نہیں ہے

بلاتی ہیں موجیں کہ طوفاں میں اتر رو
کہاں تک چلو گے کنارے کنارے

لطیفہ

مشہور غالی قسم کے غیر مقلد عالم ابوالقاسم بنارسی صاحب لکھتے ہیں:

علاوہ بریں امام بخاری نے ان (ابوبکر بن عیاش) سے جو روایت لی ہے وہ تین جگہ ہے اور بالمتابعت ہے۔

(۱) ایک تو متابعت ثوری (۲) دوسرے متابعۃ ابن عیینہ (۳) تیسرے متابعت جریر۔

پس جب امام بخاری نے ان سے بلامتابعۃ روایت ہی نہیں لیا تو ان کی غلطی و وہم سے کیا حرج ہو سکتا ہے (الامر المبرم ص۲۳) راقم الحروف نے نور الصباح ص۱۷۹ میں بخاری شریف کے اٹھارہ مقامات کا مع صفحات ذکر کیا ہے جن میں ابو بکر بن عیاشؒ کی روایت موجود ہے اور اکثر مقامات میں بلامتابعت ہے۔ پس غیر مقلدین حضرات کے علماء کا بخاری شریف جیسی کتاب سے ناواقف ہونا تعجب خیز ہے ؎

بے عشق محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جو ہیں محدث
بخار ان کو آتا ہے بخاری نہیں آتی

وہم نمبر ۱۰

مولانا مبارکپوری صاحب لکھتے ہیں۔ دیکھئے آپ (ابن عمرؓ) وضو میں پیرکل کو سات سات بار دھوتے تھے کیا آپ کا یہ فعل بھی اتباعاً للسنتہ تھا (القول السدید ص۵) راقم الحروف کو حضرت ابن عمرؓ کا یہ عمل حدیث کی کتابوں میں نہیں مل سکا بظاہر مولانا مبارکپوری کا وہم نظر آتا ہے۔

وہم نمبر ۱۱

تحفۃ الاحوذی ص۲۰ ج۲ میں ترمذی کی اس روایت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت وائل بن حجر کو حضر موت میں زمین کا ٹکڑا بخشا وَبَعَثَ مَعَہٗ مُعَاوِیَۃَ لِیُقْطِعَھَا اِیَّاہُ (اور حضرت وائلؓ کے ساتھ حضرت معاویہؓ کو بھیجا، تاکہ وہ ٹکڑا الگ کر کے دے) کے متعلق لکھتے ہیں۔

(معاویۃ) الظاھر ان	معاویہ سے یہاں مراد معاویۃ
المراد بہ ھو ابن	بن الحکم السلمی اور ابن جاہمہ
الحکم السلمی و ابن	السلمی ہے اور بہر حال معاویہؓ

جاھمۃ السلمی واما معاویۃ	بن ابی سفیانؓ اور ان کے باپ
بن ابی سفیان	تو فتح مکہ کے دن اسلام لائے
فھو وابوہ من مسلمۃ	پھر مؤلفۃ القلوب میں سے
الفتح ثم من المؤلفۃ	ہیں پس وہ مراد لینا مناسب
قلوبھم فھو غیر ملائم۔	نہیں۔

یہاں مبارکپوری نے سخت غلطی کا ارتکاب کیا ہے اور حضرت امیر معاویہؓ اور حضرت ابو سفیانؓ کی شان پر حملہ کیا۔ افسوس امام بخاریؒ کی تاریخ کبیر کو اگر دیکھ لیا ہوتا تو ایسی غلط بات زبان پر نہ لاتے بلکہ امام بخاریؒ کی طرف منسوب کردہ رسالہ جزء رفع الیدین دیکھ لیا ہوتا تو وہاں صراحۃً موجود ہے وبعث معہ معاویۃ بن ابی سفیان (جزء رفع الیدین مترجم ص۳۲) یا جان بوجھ کر مبارکپوری صاحب نے ایسا کیا ہے اور اپنے بغض کا اظہار کیا ہے جیسا کہ قاضی شوکانی اور علامہ وحید الزمان صاحبان اپنے بغض صحابہؓ کا اظہار کر چکے ہیں (انا للہ وانا الیہ راجعون)

وہم نمبر ۱۲

ترمذی باب فی فضل الغسل یوم الجمعۃ۔ حدثنا محمود بن غیلان نا وکیع عن سفیان وابو جناب یحیی بن ابی حیۃ عن عبد اللہ بن عیسیٰ۔ اس مقام پر مبارکپوری صاحب لکھتے ہیں

اعلم انہ قد وقع	جان لو ہمارے پاس موجود
فی النسخ الموجودۃ	نسخوں میں ابو جناب مرفوع
عندنا ابو جناب بالرفع	واقع ہوا ہے پس ظاہر ہے
فالظاھر انہ عطف علی	کہ اس کا عطف وکیع پر ہوگا

وكيع وحاصله أن محمود بن غيلان روى هذا الحديث عن وكيع وأبي جناب كليهما.	پس خلاصہ یہ نکلا کہ محمود بن غیلان نے اس حدیث کو وکیعؒ اور ابو جنابؒ دونوں سے روایت کیا ہے۔
(تحفة الاحوذي ص ۳۵۷ ج ۱)	

علامہ احمد محمد شاکرؒ فرماتے ہیں:

فاشتبه الأمر على الشارح المباركفوري رحمه الله فغلط غلطاً غريباً (زعم أن «وأبو جناب» عطف على وكيع واستظهر أن محمود بن غيلان روى عن وكيع وأبي جناب كليهما) الخ. وهذا غلط مدهش فأن أبا جناب مات سنة ۲۳۷ ولم يدرك أبا جناب	پس مشتبہ ہو گیا معاملہ شارح ترمذی مبارکپوری رحمہ اللہ پر پس عجیب و غریب قسم کی غلطی کا شکار ہوئے ہیں گمان کیا کہ ابو جناب کا عطف وکیع پر ہے اور ظاہر کیا کہ محمود بن غیلان نے وکیع اور ابو جناب دونوں سے روایت کیا ہے اور یہ غلط دہشت ناک ہے کیونکہ ابو جناب کلبی کی وفات ۱۴۷ھ میں ہوئی ہے جب کہ محمود بن غیلان کی وفات ۲۳۷ھ میں ہوئی ہے اور ابن غیلان ابو جناب کو

وانما روى عنه بواسطة وكيع.	نہیں پا سکا صرف وکیع کے واسطہ سے ابو جناب سے روایت کیا ہے۔
(شرح ترمذی ص ۳۷ ج ۲)	

نوٹ: صحیح نسخہ وہ ہے جو علامہ احمد محمد شاکرؒ نے اپنی شرح میں تحریر کیا ہے وہ یوں ہے۔ حدثنا محمود بن غيلان حدثنا وكيع حدثنا سفيان وأبو جناب۔

وہم نمبر ۱۳

مولانا مبارکپوری صاحب تحفۃ الاحوذی ص ۲۲ ج ۱ میں حدثنا بذلك احمد بن عبدة الآملي الخ میں بذلك کا اشارہ ابن مسعودؓ کی حدیث کی طرف کرتے ہیں چنانچہ لکھتے ہیں۔

قوله حدثنا بذلك أي بحديث ابن مسعود الخ علامہ احمد محمد شاکرؒ فرماتے ہیں کہ

أي بكلام عبد الله بن المبارك وأخطأ الشارح في قوله أي بحديث ابن مسعود كما هو واضح.	ذالک کا اشارہ عبد اللہ بن مبارک کی کلام کی طرف ہے اور شارح مبارکپوری نے حدیث ابن مسعود کی طرف اشارہ کر کے خطاء کا ارتکاب کیا ہے۔
(شرح ترمذی ص ۳۹ ج ۲)	

وہم نمبر ۱۴

مولانا مبارکپوری صاحب لکھتے ہیں حتیٰ روایت سنن ابی داؤد میں

ہے۔

عن عائشة قالت قالت كان النبي صلی اللہ علیہ وسلم يكبر في العيدين في الاولى بسبع تكبيرات وفي الثانية بخمس قبل القراءة سوى تكبيرتي الركوع

ام المؤمنین عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز عیدین میں پہلی رکعت میں سات اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں قراءت کے شروع کرنے سے پہلے کہا کرتے تھے ان تکبیرات میں رکوع میں جانے کے لیے کہی جانے والی تکبیریں شامل نہیں

(القول السدید ص۲۳ نا ص۲۵)

مولانا مبارکپوری صاحب نے شاید نیند کی حالت میں یہ روایت ابوداؤد سے نقل کی ہے ابوداؤد میں قبل القراءۃ کے الفاظ سرے سے اس روایت میں موجود ہی نہیں (لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم) پھر مبارک پوری صاحب نے اس روایت کا ضعف بھی بیان نہیں کیا حقائق کو چھپانا اچھی بات نہیں ہے مولانا کی ایسی کاروائیاں بہت ہیں۔

وھم نمبر ۱۵

مولانا مبارکپوری صاحب لکھتے ہیں۔

واخرج البخاري في الادب المفرد من رواية

اور امام بخاریؒ نے اپنی کتاب الادب المفرد میں روایت کیا ہے کہ عبدالرحمٰن بن

رزين قال اخرج لنا سلمة بن الاكوع كفا له ضخمة كانها كف بعير فقمنا اليها فقبلناها.

رزین فرماتے ہیں کہ حضرت سلمہؓ بن الاکوعؓ نے اپنا موٹا ہاتھ جو مثل اونٹ کی ہتھیلی کے تھا ان کے لیے نکالا تو عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ ہم نے کھڑے ہو کر اس کو چوم لیا۔

(تحفۃ الاحوذی ص۳۷)

الادب المفرد کی عبارت نقل کرنے میں یا تو مولانا کو وھم ہوا ہے اس لیے کچھ عبارت چھوڑ دی ہے یا خیانت کا ارتکاب ہے بظاہر خیانت کا ارتکاب ہی معلوم ہوتا ہے کیونکہ وہ عبارت مولانا کے مسلک کے خلاف تھی غیر مقلدین حضرات کا مسلک ہے کہ بیعت اور مصافحہ ایک ہاتھ سے کرنا چاہیے اور اس عبارت میں دو۲ ہاتھ سے بیعت کرنے کا ذکر تھا اس لیے مولانا نے درمیان سے اس کو کاٹ دیا ہے اصل عبارت ملاحظہ ہو۔

فاخرج يديه فقال بايعت بهاتين نبي الله صلى الله عليه وسلم فاخرج له كفا ضخمة الخ

پس حضرت سلمہ بن الاکوعؓ نے اپنے دونوں ہاتھ نکالے پس فرمایا کہ ان دونوں ہاتھوں سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی ہے الخ

(الادب المفرد ص۲۵۳ ح۹۷۳)

نوٹ: غیر مقلدین حضرات کے علماء کرام نے جو حدیث کی کتابوں میں تحریف اور خیانت کا ارتکاب کیا ہے ان کو راقم الحروف نے اپنی کتاب

تنبیہ الغافلین علی تحریف الغالین" میں ذکر کر دیا ہے لیکن ابھی تک وہ طبع نہیں ہو سکی (لَعَلَّ اللّٰہَ یُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِکَ اَمْرًا)

وہم نمبر ۱۶

مولانا مبارکپوری صاحب علامہ نیمویؒ کو جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

قلت قال الحافظ ابن	میں (مبارکپوری) کہتا ہوں کہ حافظ
ابی حاتم فی کتاب	ابن ابی حاتم نے اپنی کتاب
المراسیل باسنادہ	المراسیل میں اپنی سند سے بیان
کان عبد الرحمٰن	کیا ہے کہ عبد الرحمٰن بن مہدی اور
یعنی ابن مهدی	ہمارے اصحاب انکار کرتے
واصحابنا ینکرون ان	تھے کہ ابراہیم نے علقمہ سے سنا ہو
یکون ابراهیم سمع من	(ابن ابی حاتم کا کلام ختم ہو گیا ہے)
علقمة انتهی فکیف یکون	پس اس روایت کی سند کس طرح
اسنادہ صحیحا (ابکار المنن ص۴۲)	صحیح ہو سکتی ہے۔

الجواب

مبارکپوری نے اس شاذ روایت کو تو مان لیا مگر اس کے نقصان کا خیال نہ کیا۔ حالانکہ یہ صحیح بخاری کی مرکزی سند ہے (ابراہیم عن علقمۃ) فلہذا بخاری کی یہ تمام حدیثیں ضعیف ثابت ہوں گی۔ جو ابراہیم عن علقمۃ کی سند سے مروی ہیں۔ فَرَّ مِنَ الْمَطَرِ وَقَامَ تَحْتَ الْمِیْزَابِ (بارش سے بھاگا اور پرنالے کے نیچے کھڑا ہو گیا) ابراہیم عن علقمۃ کی سند سے بطور مثال کے صحیح بخاری ج۱ ص۲۴ و ص۲۵۸ ج۱ و ص۲۵ ج۲ و ص۲۳ ج۲ و ص۳۲ ج۲ میں حدیثیں مروی ہیں۔ ابراہیم علقمہؒ کے خصوصی شاگرد ہیں، تہذیب التہذیب ص۲۷۹ و تذکرۃ الحفاظ ج۱ ص۶۹ میں ابراہیمؒ

کا علقمہؒ سے روایت کرنے کا ذکر موجود ہے یہی وجہ ہے کہ حافظ ابن حجرؒ وغیرہ نے ابن ابی حاتمؒ کے اس شاذ قول کو نظر انداز کرتے ہوئے ذکر نہیں کیا یا ہو سکتا ہے کہ ابن ابی حاتمؒ کی عبارت میں جس علقمہؒ سے ابراہیمؒ کے عدم سماع کا ذکر ہے وہ علقمہؒ بن وائلؒ یا کوئی اور علقمہؒ ہو۔

مغرور نہ ہو فصل خزاں آ کے چمن میں
ایسے بھی کچھ پھول ہیں کہ مرجھا نہیں سکتے

وہم نمبر ۱۷

مولانا عبد الرحمٰن صاحب مبارکپوری تحقیق الکلام ج۲ ص۱۴۲ ناشر المکتبۃ الاثریہ سانگلا ہل ضلع شیخوپورہ میں فرماتے ہیں۔ "اور حافظ ابو عوانہ کی سند کا صحیح ہونا بھی ظاہر ہے کیونکہ انہوں نے اپنی صحیح میں صحت کا التزام کیا ہے"۔ یہ بات مولانا مبارکپوری صاحب نے اس لیے بیان فرمائی ہے کہ یہ روایت ان کے مسلک کی تائید کر رہی تھی لیکن جب علامہ نیموی حنفیؒ نے صحیح مسلم کی روایت کی تائید، متابعت کے لیے صحیح ابو عوانہ سے حدیث پیش کی تو اس پر گرفت کرتے ہوئے مولانا مبارکپوری فرماتے ہیں۔

قلت انی لم اقف علی	میں (مبارکپوری) کہتا ہوں کہ
ترجمة سهل بن بحر	میں سہل بن بحر اور عبد اللہ بن رشید
الجندیسابوری ولا علی	کے حالات سے واقف نہیں ہوں
ترجمة عبد الله بن	پس جو شخص اس حدیث کی صحت
رشید فمن یدعی ان هذه	یا متابعت کے قابل ہونے کا
الروایة صحیحة او صالحة	دعوی کرے تو اس پر لازم ہے
للمتابعة فعلیه ان یذکر	کہ ان دونوں کے حالات سماع

ترجمتهما من كتب الرجال وان يعين ابا عبيدة لينظر ان هذه الرواية كيف هي صحيحة او ضعيفة صالحة للمتابعة ام لا والعجب من النيموي انه فرح بمجرد وجدان هذه الرواية ولم ينقد سندها حتى يظهر انها صالحة للمتابعة ام لا (ابكار المنن ص۱۲ مطبع اشرف پریس لاہور)

الرجال کی کتابوں سے بیان کرے اور ابو عبیدہ راوی کی بھی تعیین کرے کہ یہ کون ہے تاکہ دیکھا جائے کہ یہ روایت صحیح ہے یا ضعیف ہو کر متابعة کی صلاحیت بھی رکھتی ہے یا نہیں نیموی پر تعجب ہے کہ اس حدیث کو مسند صحیح ابو عوانہ میں پا کر خوش ہونے لگ گیا ہے اور اس کی سند کو نہیں پرکھا تاکہ ظاہر ہو جائے کہ یہ حدیث تائید کے قابل بھی ہے یا نہیں۔

قارئین کرام! آپ اندازہ لگائیں کہ صحیح مسلم کی حدیث کی تائید کے لیے بھی صحیح ابو عوانہ کی حدیث تائید کے قابل نہیں لیکن جب مولانا مبارکپوری کی اپنی باری آتی ہے تو فرماتے ہیں۔ امام مسلم کی سند کا صحیح ہونا تو ظاہر ہے اور حافظ ابو عوانہ کی سند کا صحیح ہونا بھی ظاہر ہے کیونکہ انہوں نے اپنی صحیح میں صحت کا التزام کیا ہے (تحقیق الکلام ص۱۴۲/۲) لیکن جب مولانا کے مسلک کے خلاف روایت آجاتی ہے تو صحیح مسلم کی سند بھی خراب اور ابو عوانہ کی سند بھی خراب ہے غیر مقلدین حضرات کے علماء کا احادیث نبویہ کے بارے میں نظریہ اسی نظریہ کی وجہ سے ان حضرات سے منکرین حدیث پیدا ہوئے اور منکرین ختم نبوت و رسالت پیدا ہوئے ہیں۔

ے بہار اور گرداب جو آئی ہوئی ہے
وہ سب پود آپ ہی کی لگائی ہوئی ہے

نوٹ: ابو عوانہ کی مذکورہ بالا روایت کے راویوں کے متعلق توثیق و تعدیل احسن الکلام ص۲۳۹/۱ طبع سوم میں دیکھیں۔

وہم نمبر ۱۸:

مبارکپوری صاحب لکھتے ہیں،

قال الحافظ جلال الدين السيوطي في رسالته المصابيح في صلوة التراويح قال الجوزي من اصحابنا عن مالك انه قال الذي جمع عليه الناس عمر بن الخطاب احب الي وهو احدى عشرة ركعة الخ (تحفة الاحوذي ص۷۳/۲)

حافظ سیوطیؒ نے اپنے رسالہ المصابیح فی صلوٰۃ التراویح میں کہا کہ ہمارے اصحاب شوافع میں سے الجوزی صاحب نے امام مالکؒ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمرؓ نے لوگوں کو گیارہ رکعت پر جمع کیا تھا اور مجھے بھی پسند ہیں۔

الجواب

مبارکپوری صاحب نے الجوزی سے جو روایت لی ہے پہلے تو الجوزی معلوم کرنا ہے یہ کون ہے مولانا عطاء اللہ حنیف بھی اسی خبط میں مبتلا رہے کہ یہ الجوزی ہے دیکھئے حاشیہ رسالہ (المصابیح فی صلوٰۃ التراویح مع ترجمہ ناشر المکتبۃ السلفیہ لاہور ص۱۵) حقیقت یہ ہے کہ مبارکپوری صاحب وغیرہ ساری زندگی اسی خبط میں مبتلا رہے کہ یہ الجوزی شافعی مسلک کا کوئی عالم ہے۔ حالانکہ یہ شخص نہ تو الجوزی ہے نہ ابن الجوزی ہے بلکہ یہ الجَوْزِیْ ہے چنانچہ

علامہ ناصر الدین البانی غیر مقلد نے بھی علامہ سیوطیؒ کے مذکورہ بالا رسالے سے الجُوزِیِّ ہی نقل کیا ہے دیکھیے (رسالہ تراویح للالبانی ترجمہ وتحشیہ محمد صادق خلیل نشر ضیاء السنۃ محلہ رحمت آباد لائلپور ص۹۷) اور مکتبہ سلفیہ لاہور سے نشر کردہ رسالہ علامہ سیوطیؒ میں بھی الجُوزِی ہی ہے دیکھیے ص۱۵۔ علامہ ناصر الدین البانی الجوزی نسبت والے تین شخصوں کا ذکر کیے فرماتے ہیں "مجھے معلوم نہیں امام سیوطی ان تینوں راویوں میں سے کس راوی کا ارادہ رکھتے ہیں" (حاشیہ نماز تراویح ص۹۷) علامہ البانی کا تعاقب کرتے ہوئے الشیخ اسماعیل بن محمد الانصاری فرماتے ہیں (عربی عبارت کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے حافظ محمد حبیب اللہ) علامہ سیوطیؒ نے جس الجوزی کا ذکر کیا ہے اس سے البانی کے ذکر کردہ تین شخصوں میں سے کوئی بھی مراد نہیں بلکہ اس سے مراد علی بن الحسین القاضی ابوالحسن الجوزی المتوفی ۳۲۳ھ ہیں جن کا ذکر طبقات الشافعیۃ الکبریٰ للسبکی" اور المشتبہ فی اسماء الرجال للذہبی" میں موجود ہے اور یہ روایت امام مالکؒ سے منقطع ہے کیونکہ امام مالکؒ کی وفات ۱۷۹ھ میں ہوئی ہے فلہذا یہ روایت قابل التفات نہیں اس روایت میں اور بھی کئی خرابیاں ہیں جن کو الشیخ الانصاری نے بیان کر دیا ہے دیکھیے (تصحیح حدیث صلوۃ التراویح عشرین رکعۃ والرد علی الالبانی فی تضعیفہ ص۲۲ تا ص۲۳)

وہم نمبر ۱۹

مولانا مبارکپوری صاحب نے تحفۃ الاحوذی ص۲۱۰ ج۱ میں راوی ابوالعنبس حجر بن عنبس کے متعلق لکھا ہے کہ اس کی کنیت ابوالعنبس اسماء الرجال اور تراجم کی کتابوں میں ثابت نہیں اور ابن حبانؒ کے سوا کسی نے صراحت نہیں کی کہ اس کی کنیت ابوالعنبس ہے اور احتمال ہے کہ ابن حبان کے قول کی بناء پر شعبہؒ کی روایت

ہو اور یہی ظاہر بھی ہے کہ یہ شعبہؒ کی خطاء ہے (آھ ملخصاً)

الجواب

اسماء الرجال والتراجم کی کتابوں میں یہ بات موجود ہے کہ حجر بن عنبس کی کنیت ابوالعنبس ہے لیکن مبارکپوری صاحب نے شاید اسماء الرجال کی کتابوں کا مطالعہ نہیں کیا۔ راقم الحروف نے اظہار التحسین فی اخفاء التامین ص۳۸ تا ص۵۸ میں اس پر مفصل بحث کی ہے اس کتاب کو ادارہ نشر واشاعت نصرۃ العلوم گوجرانوالہ نے شائع کیا ہے جو اب ختم ہونے والی ہے البتہ ایک نیا حوالہ تمہید ابن عبد البر ص۳۴ جلد۸ میں ملا ہے وہ ملاحظہ فرمالیں۔

رواہ ابونعیم فضل بن دکین قال حدثنا المغیرۃ بن ابی الحر الکندی قال حدثنی ابوالعنبس حجر بن عنبس الخ۔	ابونعیم فضل بن دکینؒ نے روایت کیا ہے کہ ہمیں المغیرۃ بن ابی الحر الکندیؒ نے بتایا انہوں نے کہا کہ مجھے ابوالعنبس حجر بن عنبس نے بتایا۔

وہم نمبر ۲۰

مبارکپوری صاحب لکھتے ہیں۔ عمر اعلم بالسنۃ من ابنہ عبداللہ (ابکار المنن ص۱۷۳) حضرت عمرؓ اپنے بیٹے حضرت عبداللہ سے سنت کو زیادہ جاننے والے ہیں لیکن جب مبارکپوری صاحب آگے چل کر اسی کتاب ابکار المنن کے ص۲۴۳ میں پہنچتے ہیں تو اس بات کی تردید بایں الفاظ فرماتے ہیں۔

قُلْتُ مُجَرَّدُ کَوْنِ عُمَرَ اَعْلَمَ بِالسُّنَّۃِ مِنِ ابْنِہٖ عَبْدِاللّٰہِ	میں (مبارکپوری) کہتا ہوں محض حضرت عمرؓ کا اَعْلَمُ بالسنۃ ہونا اپنے بیٹے حضرت عبداللہ

لا یقتضی ان یقدم الخ۔

بن عمرؓ سے اس بات کا مقتضی نہیں کہ حضرت عمرؓ کی روایت کو ابن عمرؓ کی روایت پر مقدم کیا جائے۔

وھم نمبر ۲۱

مبارکپوری صاحب تحقیق الکلام صفحہ ۱ ج ۲ میں لکھتے ہیں "اس روایت کے ضعیف ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس کا پہلا راوی ابو معاویہ ہے اور کتب رجال سے پتہ نہیں چلتا کہ یہ کون ہے اور کیسا ہے الخ

الجواب

نہایت حیرت ہے کہ اتنے بڑے مشہور محدث جو صحاح ستہ کے مرکزی راوی ہیں ان کے بارے میں بھی اگر مبارکپوری صاحب کو پتہ نہیں تو خدا معلوم انکو اور کس چیز کا پتہ ہو گا حالانکہ یہ ابو معاویہ محمد بن خازم الضریر الکوفی ہیں اس کا شاگرد اسد بن موسیٰ بھی ہے دیکھئے تہذیب التہذیب صفحہ ۱۳۷ جلد ۹ اور یہی اسد بن موسیٰ اس روایت کا راوی ہے جس پر مبارک پوری صاحب جرح کر رہے ہیں معلوم ایسا ہوتا ہے کہ مبارکپوری صاحب نے دھوکہ دینے کے لیے ایسی بات کہہ دی ہے ورنہ اس کو معلوم ہے کہ یہ ابو معاویہ کون ہے اور کیسا ہے چنانچہ مقدمہ تحفۃ الاحوذی صفحہ ۳۲۶ میں لکھتے ہیں۔ ابو معاویۃ الضریر اسمہ محمد بن خازم (صفحہ ۳۲۶) ابو معاویہ الضریر کا نام محمد بن خازم ہے۔

وھم نمبر ۲۲

ولید بن قیس فرماتے ہیں میں نے حضرت سوید بن غفلہ سے سوال کیا کہ میں ظہر اور عصر کی نماز میں امام کے پیچھے قراءت کروں تو انہوں نے فرمایا نہ کرو

اس اثر کا جواب دیتے ہوئے مبارکپوری صاحب فرماتے ہیں:

قلت فی اسنادہ الولید بن قیس قال الحافظ فی التقریب فی ترجمتہ مقبول وقال النیموی فی رسالۃ الحبل المتین کل من قال الحافظ ابن حجر فیہ انہ مقبول یکون حدیثہ بغیر متابع ضعیفاً فاثر الولید بن قیس ھذا ضعیف عند النیموی فانہ لم یذکر متابعاً للولید بن قیس فالعجب انہ کیف صحح اسنادہ من دون اثبات المتابعۃ۔ (ابکار المنن صفحہ ۱۰۱)

میں (مبارکپوری) کہتا ہوں کہ اس اثر کی سند میں ولید بن قیس راوی واقع ہے جس کے متعلق حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں مقبول اور نیموی صاحبؒ نے اپنے رسالہ الحبل المتین میں کہا ہے کہ ہر وہ راوی جس کے متعلق ابن حجر مقبول کہیں اس کی حدیث بغیر متابع کے ضعیف ہوتی ہے پس یہ اثر بھی نیموی کے ہاں ضعیف ہے کیونکہ اس نے ولید بن قیس کا کوئی متابع ذکر نہیں کیا پس تعجب ہے کہ نیموی نے اس اثر کو بغیر اثبات متابعۃ کے کس طرح صحیح قرار دے دیا ہے۔

الجواب

سویدؒ بن غفلہ کے اثر کی سند میں ولید بن قیس اسکونی الکندی الکوفی ہیں جس سے جریر بن معاویہ روایت کرتا ہے باتفاق محدثین کرامؒ ثقہ ہے۔ دیکھئے تہذیب التہذیب صفحہ ۱۳۶ جلد ۱۱ تا صفحہ ۱۳۷)

مبارکپوری نے ولید بن قیس المصری یہاں مراد لے کر اس پر مجنونانہ انداز

میں جرح کر ڈالی ہے جس کا ہماری روایت سے کوئی تعلق نہیں نیز یہ راوی بھی ثقہ ہے محدثت عجلیؒ و ابن حبانؒ کے ہاں دیکھئے تہذیب التہذیب ص۱۴۶ ج۱۱

مولانا مبارک پوریؒ آخر ایسا کھیل کیوں کھیلتے ہیں۔ اس کھیل میں ان کو کونسی لذت محسوس ہوتی ہے۔ حالانکہ ایسے کھیل کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔

؎

انہیں ذلتوں کا نہیں کوئی کھٹکا
جہاں عزتیں تھیں وہاں خواریاں ہیں

وھم نمبر ۲۳

حضرت ابراہیم نخعیؒ کو امام اعمشؒ نے کہا کہ آپ جب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کریں تو مجھے سند سے بتائیں یعنی عبداللہ بن مسعود تک تو ابراہیم نخعیؒ نے فرمایا کہ جب میں نے ایک شخص کے واسطہ سے روایت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنی ہوتی ہے تو اس کا واسطہ بیان کرتا ہوں لیکن جب بہت سے آدمیوں کے واسطہ سے سنی ہوتی ہے تو پھر بغیر واسطہ کے بیان کر دیتا ہوں۔ علامہ نیمویؒ نے یہ بات طحاوی شریف کے حوالہ سے بیان کی ہے اس پر مبارکپوری صاحب نے اعتراض کر دیا کہ یہ ابراہیم بن مرزوق کی سند سے ہے اور نیموی نے خود اس پر جرح کی ہے دیکھئے (ابکار المنن ص۲۴۰)

الجواب

طحاوی میں اگرچہ ابراہیم بن مرزوق کے واسطہ سے یہ بات کی گئی ہے مگر ابراہیم کے واسطہ کے بغیر بھی یہ روایت مذکور ہے دیکھئے سنن ترمذی ص۲۴۷ ج۲

(کتاب العلل) وغیرہ خود مبارکپوری نے تحفۃ الاحوذی ص۴۹۸ ج۴ میں اس کی تشریح کرتے ہوئے اس کو بیان کیا ہے معلوم ہوا مبارکپوری صاحب دھوکہ دینے کو گناہ نہیں سمجھتے (لاحول ولا قوۃ الا باللہ)

وھم نمبر ۲۴

حضرت عبادؒ بن عبداللہ بن زبیرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابتداء نماز میں رفع یدین کرتے تھے پھر کہیں رفع الیدین نہ کرتے حتی کہ نماز سے فارغ ہو جاتے۔ یہ روایت مرسل ہے مگر جید اور صحیح ہے اس کی سند نصب الرایہ ص۴۰۴ ج۱ میں خلافیات بیہقی کے حوالہ سے موجود ہے حافظ ابن حجرؒ نے یہاں ایک شوشہ چھوڑ دیا ہے کہ اس کی سند دیکھی جائے (الدرایہ) حالانکہ اس کی سند صحیح ہے مبارکپوری صاحب نے یہاں دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہوئے فرمایا: فان فیہ من لا یعرف حالہ من کتب الرجال (تحفۃ الاحوذی ص۲۲۳)

پس اس کی سند میں ایسے راوی ہیں جن کے حالات اسماء الرجال کی کتابوں سے معلوم نہیں ہو سکے۔

الجواب

اس سند کے تمام راوی ثقہ ہیں دیکھئے (الصباح ص۸۰ تا ۸۱) خود مبارکپوری صاحب اسی قسم کی سند کے بارے میں رواتہ ثقات (تحفۃ الاحوذی ص۲۲۳ ج۱ و ص۲۲۵ ج۱ میں) طبرانی کے حوالہ سے نقل کر چکے ہیں کَفٰی بِنَفْسِکَ الْیَوْمَ عَلَیْکَ حَسِیْبًا

وھم نمبر ۲۵

حضرت مالکؓ بن الحویرث کی روایت میں رفع یدین بین السجدتین کرنے کا ذکر ہے اس کا جواب مبارکپوری صاحب یوں بیان کرتے ہیں۔ قلت فی اسنادہ قتادۃ وھو مدلس (ابکار المنن ص۲۰۶) میں (مبارکپوری) کہتا

ہوں کہ اس روایت کی سند میں قتادہ راوی واقع ہے جو مدلس ہے۔

الجواب

مبارکپوری صاحب نے یہاں ایک بات کو بھلا دیا ہے اور اس کو نسیاً منسیاً کرکے چھوڑ دیا ہے کیونکہ وہ اس مقام میں مبارکپوری صاحب کے لیے نقصان دہ تھی اور وہ یوں ہے کہ امام شعبہؒ نے فرمایا سلیمان الاعمشؒ۔ ابو اسحٰق السبیعیؒ اور قتادہؒ سے جو میں روایت کروں ان روایات میں تدلیس کا کوئی خطرہ نہیں۔ (اخذ ملخصاً تحفۃ الاحوذی صـ ۱ وصـ ۱۵۹ جـ ۲) یاد رہے ہے قتادہ کی یہ روایت سنن نسائی صـ ۱۴۵ مطبوعہ مجتبائی دہلی میں شعبہ عن قتادہ کے طریق سے ہے۔

پس معلوم ہوا کہ مبارکپوری صاحب غیر مقلد خواہش نفس کے غلام تھے محدثین کرامؒ کے اصولوں کے وہ پابند نہیں تھے ؎

دل فریبوں نے کہی جس سے نئی بات کہی
ایک سے دن کہا دوسرے سے رات کہی

قارئین کرام! یہ چند باتیں راقم الحروف نے بطور مثال کے مبارکپوری صاحب کی ذکر کردی ہیں مبارکپوری صاحب کی باقی باتوں کو اسی پر قیاس کرلیں۔

ع قیاس کن زگلستان من بہار مرا

تحفۃ الاحوذی کا مقام

مولانا عبدالرحمن صاحب مبارکپوری غیر مقلد نے ترمذی شریف کی شرح لکھی ہے جس کا نام ہے تحفۃ الاحوذی متاخرین کے زمانہ میں یہ شرح کچھ بسط و تفصیل سے لکھی گئی ہے اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ ترمذی کا حاشیہ جو محدث مولانا احمد علی سہارنپوریؒ نے لکھا تھا اس کا کچھ حصہ تحفۃ الاحوذی میں بعینہ درج کردیا گیا ہے

مثلاً سنن ترمذی صـ ۱۵۶ جـ ۲ مع العرف الشذی سورۃ الاحزاب میں الطلقاء پر حاشیہ ۶ کے تحت لکھا ہے الطلقاء بضم طاء وفتح لام وبمد من اسلموا یوم الفتح ومن علیہم وخلی عنہم ۱۲ مجمع۔ یہی عبارت تحفۃ الاحوذی صـ ۱۴۷ جـ ۴ میں بھی بغیر حوالہ کے درج ہے اور ترمذی صـ ۱۵۵ جـ ۲ حاشیہ ۲ میں حیس اور تور کے متعلق لکھا ہے:

حیساً ھو طعام یتخذ من تمر واقط وسمن او دقیق او فتیت بدل اقط ۱۲ مجمع۔ والتور بفتح تاء وسکون واؤ اناء من صفر او حجارۃ کالاجانۃ ۱۲ نہایہ۔ تحفۃ الاحوذی صـ ۱۴۸ جـ ۴ میں اس عبارت کو معمولی تغیر کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے بغیر حوالہ کے۔ اسی قسم کی اور کئی مثالیں دی جا سکتی ہیں یہ مولانا مبارکپوری صاحب نے اچھا کیا۔ کچھ عبارتیں فتح الباری لابن حجرؒ سے کچھ نیل الاوطار سے کچھ مرقاۃ ملا علی قاری حنفی سے ذکر کرتے ہیں اور اسماء الرجال واحوال الرجال کا تذکرہ ابن حجرؒ کی تقریب وغیرہ سے کرتے ہیں جس کی بنا پر کتاب کی پوزیشن بہتر ہوگئی ہے لیکن مولانا مبارکپوری نے اپنی محنت اور زور مطالعہ سے اس کتاب میں کوئی خاص دلچسپی نہیں لی چنانچہ چند مقامات بطور مثال کے ناظرین کی خدمت میں پیش کئے جاتے ہیں۔

(۱)۔ چنانچہ ترمذی باب ماجاء فی من تزوج امرأۃ ابیہ میں امام ترمذیؒ حضرت براء بن عازبؓ کی حدیث ذکر کرکے فرماتے ہیں وفی الباب عن قُرۃ حدیث البراء حدیث حسن غریب (اس باب میں حضرت قُرۃؓ سے حدیث مروی ہے حضرت براءؓ کی حدیث حسن غریب ہے) مبارکپوری صاحب حضرت قُرۃؓ کی حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں ینظر من اخرجہ (تحفۃ الاحوذی صـ ۲۸۹ جـ ۲) دیکھا جائے کہ حضرت قُرۃؓ

کی حدیث کا اخراج کس محدث نے کیا ہے۔ مبارکپوری صاحب کچھ تھوڑی سی محنت کرکے بتا دیتا کہ حضرت قرۃؓ کی حدیث کس کتاب میں موجود ہے یہ مبارکپوری صاحب سے محنت والا کام نہیں ہو سکا بس پکی پکائی روٹی ہوتی تو کھا لیتے۔ (ماشاء اللہ خیر سلہ) پھر آگے چل کر تحفۃ الاحوذی ص ۲۳۹ ج ۲ میں فرماتے ہیں۔ نقلا مرحدیث البراء وحدیث قرۃ فی باب من تزوج امرأۃ ابیہ (حضرت براءؓ اور قرۃؓ دونوں کی حدیث ترمذی باب من تزوج الخ میں گذر چکی ہے) اب اس مقام پر مبارکپوری صاحب نے تو کمال ہی کر دیا ہے (واہ واہ سبحان اللہ)۔

حالانکہ حضرت قرۃؓ کی حدیث سنن ابن ماجہ وغیرہ کتابوں میں موجود ہے۔

(۲) ترمذی باب ما جاء فی کراھیۃ اتیان النساء فی ادبارھن میں امام ترمذیؒ وفی الباب عن عمر الخ کے تحت مختلف صحابہؓ سے حدیثوں کے مروی ہونے کا اشارہ کرتے ہیں جن میں سے حضرت عمرؓ بھی ہیں مگر مبارکپوری صاحب فرماتے ہیں۔ قولہ وفی الباب عن عمر۔ لم اقف علی حدیثہ (تحفۃ الاحوذی ص ۲۰۵ ج ۲) کہ حضرت عمرؓ کی حدیث مجھے معلوم نہیں ہو سکی حالانکہ حضرت عمرؓ کی روایت آگے ترمذی ص ۱۲۷ ج ۲ ابواب التفسیر میں موجود ہے۔

(۳) باب ما جاء لا یحل دم امرأ مسلم الا باحدی ثلث کے تحت امام ترمذیؒ فرماتے ہیں۔

وفی الباب عن عثمان وعائشۃ و ابن عباس۔ (ترمذی ص ۲۵۹ ج ۱)

کہ حضرت عثمانؓ وحضرت عائشہ وحضرت ابن عباسؓ سے بھی اس باب میں حدیثیں مروی ہیں۔

مبارکپوری صاحب لکھتے ہیں۔ لینظر من اخرج احادیثھم (تحفہ ص ۳۱ ج ۲) دیکھا جائے ان صحابہ کرامؓ کی حدیثیں کس محدث نے اخراج کی ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ سے خود ترمذی میں روایت موجود ہے دیکھئے تحفۃ الاحوذی ص ۳۲ ج ۲ اور بخاری شریف ص ۱۰۲۳ ج ۲ وغیرہ کتابوں میں بھی موجود ہے اس طرح حضرت عثمانؓ وحضرت عائشہؓ سے بھی حدیث کی مشہور کتابوں میں حدیثیں مروی ہیں حضرت عثمانؓ سے خود ترمذی ص ۳۹ ج ۲ ابواب الفتن میں حدیث مروی ہے نیز دیکھئے نسائی ص ۱۵۱ ج ۲ ابن ماجہ ص ۱۸۲ مسند احمد ص ۶۱ ابو داؤد الطیالسی ص ۱۳ سنن الکبری بیہقی ص ۱۹ ج ۸ اور حضرت عائشہؓ سے صحیح مسلم ص ۵۹ ج ۲ وص ۶۰ ج ۲ وسنن دارقطنی ص ۸۲ ج ۳ تا ص ۸۳ مصنف عبدالرزاق ص ۱۶۸ ج ۱۰ میں حدیث مروی ہے مگر مبارکپوری صاحب کو کچھ بھی معلوم نہیں یہ سب محنت نہ کرنے کا نتیجہ ہے۔

(۴) باب ما جاء فی الراشی والمرتشی فی الحکم (ترمذی ص ۲۴۸ ج ۱) اس باب کے تحت امام ترمذیؒ فرماتے ہیں وفی الباب عن عبد اللہ بن عمرو وعائشۃ وابن حدیدۃ وام سلمۃؓ کہ اس باب میں حضرت عبد اللہ بن عمروؓ اور حضرت عائشہؓ اور حضرت ابن حدیدہؓ اور حضرت ام سلمہؓ سے بھی حدیثیں آئی ہیں۔ مبارکپوری صاحب نے تحفۃ الاحوذی ص ۲۷۸ ج ۲ میں ابن حدیدہؓ کی حدیث کی کوئی نشاندہی نہیں کی اور حافظ ابن حجرؒ کی تلخیص الحبیر (ص ۱۹۹ ج ۴) کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

قال الحافظ فی التلخیص مخرجا احادیث الباب اما حدیث عائشۃ و

کہ حافظ صاحبؒ نے تلخیص الحبیر میں اس باب کی حدیثوں کو بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ حضرت عائشہؓ و ام سلمہؓ کی حدیثوں کے بارے میں

امسلمۃ فینظر من — دیکھا جائے کہ ان کی تخریج کس محدث
اخرجہا۔ — نے کی ہے۔

مبارکپوری صاحب اور حافظ صاحبؒ دونوں کہتے ہیں ان حضرات کی حدیث کا علم نہیں کہ حدیث کی کس کتاب میں ہیں اس کی تحقیق خواجہ محمد قاسم صاحب کے ذمہ لگاتے ہیں اگر تحقیق نہ ہو سکے تو پھر حق بات کا اعلان کرتے ہوئے خواجہ صاحب ایک اشتہار یا رسالہ مرتب کریں کہ "ترمذی عوام کی عدالت میں"۔ بہرحال ان باتوں سے ثابت ہوا کہ مولانا مبارکپوری صاحب غیر مقلد نے ترمذی کی شرح تحفۃ الاحوذی لکھ کر کوئی خاص محنت اور تحقیق کا مظاہرہ نہیں کیا۔ الغرض جتنی محنت بھی ان سے ہو سکی ہے اللہ تعالیٰ اس کو قبول کرے (آمین)

مولانا محمد جوناگڑھی

مولانا جوناگڑھی مشہور غالی قسم کے غیر مقلد ہیں مولانا موصوف نے بہت سے رسائل لکھے ہیں بعض رسائل راقم الحروف کی نظر سے بھی گذرے ہیں مولانا موصوف ائمہ اربعہ کے مقلدین خصوصاً احناف حضرات کو مشرک اور کافر کہتے تھے چنانچہ مولانا موصوف سراج محمدی ص۲۶ میں ایک سوال و جواب کا ذکر یوں کرتے ہیں۔

سوال نمبر۴

کیا یہ صحیح ہے کہ جس وہابی (غیر مقلد) کا باپ حنفی ہو کر مرا ہو وہ یہ دعا نہ پڑھے۔ رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ۔

جواب نمبر۴

مشرکین کے لیے دعا مغفرت ناجائز ہے قرآن فرماتا ہے:

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ — یعنی نبی کو اور مومنوں کو لائق

اٰمَنُوْٓا اَنْ یَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ — مشرک قرابتداروں کے لیے بھی دعا
وَلَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى۔ — مغفرت نہ مانگنی چاہیئے۔
(التوبہ آیت ۱۱۳) — آھ ملخصاً۔

مولانا موصوف فقہ حنفیہ اور امام اعظمؒ کے سخت ترین اعداء میں سے تھے ایک دفعہ مولانا موصوف پر فقہ کی توہین کرنے پر کلکتہ کی عدالت میں مقدمہ دائر ہوا چنانچہ اخبار محمدی میں ہے اور مجسٹریٹ کی طرف سے درخواست کی گئی کہ دو حرف لکھ دو کہ میں آئندہ ایسی کوئی کتاب نہ لکھوں گا جس میں فقہ کی تردید ہو ہماری جماعت کے لوگ بھی اصرار کر رہے تھے اس درخواست کو منظور کر لو (تبلیغ کے) اور بھی بہت سے صیغے ہیں مگر شیر اسلام نے کہا کہ جب تک زندہ ہوں قرآن و حدیث سے گرد و غبار دور کرتا رہوں گا۔ (اخبار محمدی دہلی ص۱۳، ۵ مئی ۱۹۳۸ء) اور خطیب بغدادیؒ نے تاریخ بغداد جلد ۱۳ میں امام اعظم ابوحنیفہؒ کا ترجمہ نقل کیا ہے لیکن تعریف میں باتیں تھوڑی ہیں۔ مذمت میں زیادہ ہیں اور ان ضعیف و جھوٹی روایتوں کو جو امام اعظمؒ کے مرتبہ و شان کے خلاف ہیں بغیر جرح و قدح کے نقل کر دیا ہے اور اپنے بغض و تعصب کا کھلا کھلم اظہار کیا ہے مولانا جوناگڑھی غیر مقلد نے خطیب بغدادیؒ کی اندھی تقلید کرتے ہوئے اس تاریخ بغداد کے جلد ۱۳ میں سے کا کچھ حصہ اردو میں ترجمہ کر کے امام اعظمؒ کو بدنام کرنے کی زبردست کوشش کر کے اپنے بغض و حسد کا کھلا کھلم مظاہرہ کیا ہے۔ چنانچہ مولانا موصوف لکھتے ہیں "اگر جناب بسط و تفصیل سے دیکھنا چاہیں تو تاریخ خطیب بغدادی کا ترجمہ جس کا میں نے ترجمہ کیا ہے بنام امام محمدی ملاحظہ فرمالیں جس میں حضرت الامام کی پوری سوانح کے ساتھ ہی اس قسم کی کل باتیں ہیں (سراج محمدی ص۹) مولانا موصوف ... سے بھی قطعاً دریغ

ذکر قصے ملاحظہ ہو۔

غلط بیانی نمبرا : مولانا موصوف لکھتے ہیں۔ اب ایک حدیث بھی سن لیجئے۔
حضرت محمد بن حماد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

رَأَیْتُ النَّبِیَّ صلی اللہ	یعنی میں نے خواب میں حضورؐ کی
علیہ وسلم فی الْمَنَامِ فَقُلْتُ	زیارت کی اور آپ سے پوچھا
یا رسول اللہ۔ ما تقول	کہ کیا میں امام ابوحنیفہ کے مسائل اور
فی النظر فی کلام ابی حنیفہ	ان کے ساتھیوں کے مسائل کو دیکھوں
واصحابہ اَنْظُرُ فیہا وَاَعْمَلُ	اور ان پر عمل کروں آپ نے فرمایا
عَلَیْہَا قال لا لا لا ثَلٰثَ مَرَّاتٍ	نہیں نہیں نہیں تین مرتبہ انکار فرمایا
قلت فما تقول فی النظر فی	میں نے پھر پوچھا کہ اچھا آپ کی اور
حدیثک وَحَدِیْثِ اصحابِکَ	صحابہ کی حدیثوں کو دیکھوں اور ان
اَنْظُرُ فیہا وَاَعْمَلُ علیہا قال	پر عمل کروں تو آپ نے فرمایا ہاں
نعم نعم نعم ثلث مرات الخ	ہاں ہاں تین مرتبہ)

(۱۳جزء تاریخ خطیب بغدادی ص۱۳۲)

سراج محمدی ص۲۵ آخری عبارت بین القوسین جو درج ہے یہ عربی عبارت کا ترجمہ ہے جسے مولانا موصوف نے خرابی حافظ کی بناء پر چھوڑ دیا تھا۔

الجواب

یہ شخص مذکور کے خواب کا واقعہ ہے جیسا کہ ترجمہ سے ظاہر ہے خط کشیدہ الفاظ کی طرف نظر کر کے دوبارہ غور سے پڑھ لیں خواب کو حدیث کہنا یہ مولانا موصوف کا خالص افتراء اور کذب بیانی ہے اور پھر محمد بن حماد نہ صحابی ہے نہ تابعی ہے پھر اس کا ترجمہ اور تعارف بھی مولانا جونا گڑھی نے نہیں کرایا کہ

یہ شخص مذکور کون اور کیسا ہے اور نہ اس سے نیچے کی سند کے راویوں کی توثیق وتعدیل نقل کی ہے (لاحول ولا قوۃ الا باللہ)

خود غلط املاء غلط انشاء غلط
دیکھئے ہوتا ہے اب کیا کیا غلط

غلط بیانی نمبر۲ : مولانا موصوف لکھتے ہیں دسویں گیارھویں، بارھویں، تیرھویں تک قربانی کر سکتا ہے (موطا امام مالک ودارقطنی) مسائل قربانی تحفہ محمدی ص۷ مطبوعہ دھلی ونشر شدہ از کتب خانہ محمدی اوکاڑہ مغربی پاکستان۔

الجواب

موطا امام مالک ص۲۹۷ میں ہے۔

مالکؒ عن نافع ان عبد اللہ	کہ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ فرماتے
بن عمر رضی اللہ عنہ	ہیں کہ قربانی دو دن ہے
قال الاضحی یومان	قربانی کے دن کے بعد (یعنی دس
بعد یوم الاضحی مالکؒ	گیارہ بارہ ذوالحجہ تک ہے) امام
انہ بلغہ عن علی رض	مالکؒ فرماتے ہیں کہ ان کو حضرت
بن ابی طالب	علیؓ سے بھی اسی قسم کی روایت
مثل ذالک۔	پہنچی ہے (یعنی قربانی ۱۲ ذوالحجہ
	تک ہے)

اب قارئین کرام اندازہ لگا سکتے ہیں کہ مولانا جونا گڑھی غلط بیانی میں کتنے بے باک ہیں۔

غلط بیانی نمبر۳ : مولانا موصوف لکھتے ہیں اور سنیئے آپ فرماتے ہیں کہ جس شخص کو قربانی کرنے کی طاقت نہ ہو وہ ذی الحجہ کا چاند دیکھ کر اپنے بال ناخن

وغیرہ نہ لے نمازِ عید پڑھ کر لے تو اسے باری تعالیٰ ارحم الراحمین قربانی کا پورا ثواب عنایت فرمائے گا (ابو داؤد) (تحفہ محمدی ص۳۰)

الجواب

یہ سفید جھوٹ ہے چنانچہ ابو داؤد ص۲۹ ج۲ مطبوعہ مجتبائی میں ہے کہ بال و ناخن لے (الحدیث)

جھوٹ کہنے سے جن کو عار نہیں
ان کی باتوں کا کوئی اعتبار نہیں

غلط بیانی نمبر۴ : مولانا موصوف لکھتے ہیں حنفیوں کی سب سے اعلیٰ اور سب سے زیادہ معتبر کتاب ہدایہ کتاب الذبائح ص۴۴۲ میں ہے:

ومن نحر ناقۃ او ذبح بقرۃً فوجد فی بطنہا جنینا میتاً لم یوکل اشعر اَو لم یشعر۔ یعنی جس نے اونٹنی کو نحر کیا، گائے کو ذبح کیا اور اس کے پیٹ سے مرا ہوا بچہ نکلا تو اسے نہ کھایا جائے خواہ ذبح کرنے والے کو اس کا علم ہو یا نہ ہو (شمع محمدی ص۲۹ مطبوعہ ایجوکیشنل پریس کراچی)۔

الجواب

خط کشیدہ الفاظ کا ترجمہ جاہلانہ ہے جس کی بناء پر یہ صاحب ہدایہ پر جھوٹ ہے حالانکہ اس کا صحیح ترجمہ یوں ہے "بال اگ آئے ہوں یا نہ"۔ مگر جوناگڑھی نے اپنی جہالت کی بناء پر یہ غلط ترجمہ کر دیا ہے (اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ) یہ لوگ ہدایہ کا ترجمہ تک نہیں جانتے مگر جھوٹے الزامات و بہتانات لگاتے ہوئے ذرہ بھی عار محسوس نہیں کرتے

آدمیت اور شئی ہے علم ہے کچھ اور چیز
کتنا طوطے کو پڑھایا پر وہ حیوان ہی رہا

غلط بیانی نمبر۵ : مولانا موصوف لکھتے ہیں (۹۱) یَنْظُرُ الرَّجُلُ مِنْ ذَوَاتِ مَحَارِمِہٖ اِلَی الْوَجْہِ وَالرَّأْسِ وَالصَّدْرِ وَالسَّاقَیْنِ وَالْعَضُدَیْنِ (ہدایہ فاروقی جلد۴ ص۴۴۵ فصل فی الوطی والنظر) یعنی آدمی اپنی ذی محرم رشتہ دار عورت کے چہرہ اور سر اور سینے اور رانوں اور بازوؤں کو دیکھ سکتا ہے۔ (ہدایہ پر ایک نظر المعروف بہ ہدایت محمدی ص۵۵ جید برقی پریس دہلی)

الجواب

ساقین کا معنی پنڈلیوں کا ہے نہ کہ رانوں کا۔ کتنا بڑا جھوٹ بول دیا ہے یا جہالت کے کرشمے ہیں حالانکہ اس کے آگے عبارت میں (صراحت موجود) ہے وَلَا یَنْظُرُ اِلٰی ظَہْرِہَا وَبَطْنِہَا وَفَخِذِہَا (ترجمہ) اور نہ دیکھے اس کی پشت اور پیٹ اور ران کی طرف۔

اب یہ جاہل فقہ حنفی پر اعتراض کرتے ہیں اور لوگوں کو اپنے امام اور راہنما ہونے کی دعوت دیتے ہیں۔ فوا اسفاً۔

لباس خضر میں ہزاروں رہزن بھی پھرتے ہیں
اگر دنیا میں رہنا ہے تو کچھ پہچان پیدا کر

غلط بیانی نمبر۶ : مولانا موصوف لکھتے ہیں (۹۲)..... یعنی ان عورتوں کے ان اعضاء کو جن کا ذکر اوپر گذرا چھو بھی سکتا ہے (ہدایت محمدی ص۵۵)

تو مولانا موصوف کے نزدیک ساقین کا معنی رانیں تھا لہٰذا رانوں کو وہ چھو بھی سکتا ہے، حالانکہ یہ خالص جھوٹ ہے کیونکہ رانوں کو دیکھنا اور چھونا منع ہے

خشت اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا مے رود دیوار کج

ایک زبردست جھوٹ

مولانا موصوف شرف اصحاب الحدیث خطیب بغدادی ص۲۱ سے ایک حدیث پیش کرتے ہیں جس کا ترجمہ ان کے الفاظ میں یوں ہے۔ یعنی صحابی رسول حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب اُن نوجوانوں کو دیکھتے جو طلب حدیث کے لیے آتے تو آپ انہیں فرماتے کہ مرحبا ہو تمہارے لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں وصیت فرما گئے ہیں کہ ہم تمہارے لیے اپنی مجلسوں میں کشادگی کریں تمھیں حدیث سمجھائیں اس لیے کہ تم ہمارے جانشین ہو اور ہمارے بعد تم ہی اہلحدیث ہو۔ یہ حدیث صاف ہے کہ صحابہ کرامؓ اپنے تئیں اہلحدیث کہتے تھے اور اپنے بعد والوں کو بھی یہی لقب دے گئے۔
(تذکرہ محمدی ص۷۔ وسراج محمدی ص۴۶)

الجواب

یہ روایت جھوٹی و من گھڑت ہے اور غیر مقلدین حضرات اپنا نام اہلحدیث اسی جھوٹی و من گھڑت روایت سے ثابت کرتے ہیں ورنہ کسی اور حدیث سے اہلحدیث نام ثابت نہیں۔ اس کی سند میں حضرت ابوسعید الخدریؓ کا شاگرد ابو ہارون العبدی واقع ہے مولانا مبارکپوری صاحب ایک روایت کے جواب میں فرماتے ہیں "سو واضح ہو کہ اس حدیث کی سند میں ایک راوی ابو ہارون عبدی واقع ہے کذاب (بہت بڑا جھوٹا) ہے (تحقیق الکلام ص۱۲۶ ج۲) نیز مولانا موصوف ہی ایک دوسرے مقام میں لکھتے ہیں "ابو سعید خدریؓ کی اس حدیث کا مدار ابو ہارون العبدی پر ہے اور یہ ابو ہارون بہت ہی بڑا کذاب اور مفتری ہے ابوسعید خدری سے ایسی روایتیں روایت کرتا ہے

جو ان سے مروی نہیں بعض محدثین نے فرمایا ہے کہ ابو ہارون فرعون سے زیادہ جھوٹا تھا شعبہ فرماتے ہیں کہ میری گردن اُڑا دی جائے تو مجھے یہ پسند ہے مگر ابو ہارون سے حدیث روایت کرنا پسند نہیں (تحقیق الکلام ص۱۹۲ ج۲ تا ص۱۹۳) مولانا موصوف ہی لکھتے ہیں۔ متروك ومنهم من كذبه شيعي (تحفة الاحوذی ص۳۶ ج۳) ابو ہارون متروک الحدیث ہے اور بعض محدثین نے اسے کذاب قرار دیا ہے اور یہ راوی شیعہ بھی ہے۔

(۲) پھر اس ابو ہارون کا شاگرد محمد بن ذکوان الازدی ہے گرچہ بعض نے ثقہ قرار دیا ہے مگر جمہور محدثین اسے ضعیف قرار دیتے دیکھئے تہذیب التہذیب ص۱۵۶ ج۹ اس لیے حافظ ابن حجرؒ کا فیصلہ یہ ہے ضعیف (تقریب ص۲۹۷)

(۳) محمد بن ذکوان کا شاگرد یحیی بن المتوکل الباہلی ہے امام یحیی بن معینؒ فرماتے ہیں لا اعرفه (میں اس کو نہیں پہچانتا) ابن حبانؒ نے طبقہ ثالثہ میں ذکر کیا ہے اور کہا ہے وكان يخطئ (کہ یہ راوی خطاء کا ارتکاب کرتا تھا) تہذیب التہذیب ص۲۷۲ ج۱۱۔ حافظ صاحبؒ کا فیصلہ یہ ہے صدوق يخطئ (تقریب ص۳۷۹) کہ سچا ہے خطاء کرتا ہے سند کے بعض دوسرے راوی قابل تحقیق ہیں۔

یہ ہے غیر مقلدین حضرات کی دیانتداری کہ جھوٹی و من گھڑت روایت کو بیان کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جان بوجھ کر جھوٹ و افتراء باندھتے رہتے ہیں (العیاذ باللہ) حالانکہ متواتر حدیث میں ہے کہ جو شخص میرے اوپر جان بوجھ کر جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں تیار کر لے۔

نوٹ: مولانا جوناگڑھی نے تفسیر ابن کثیر کا اردو میں ترجمہ کیا ہے جس کا نام تفسیر محمدی ہے پہلے ہندوستان میں طبع ہوا تھا بعد میں نور محمد نے

اصح المطابع کراچی پاکستان سے اس کو شائع کیا اور تفسیر ابن کثیر اردو جو اکثر لوگوں کے پاس ہے مولانا جوناگڑھی غیر مقلد کا ترجمہ کیا ہوا ہے البتہ مترجم کا نام ظاہر نہیں کیا گیا جو بہت بڑا دھوکہ اور خیانت ہے البتہ لاہور سے اب طبع ہوئی ہے اس میں اندرون سرورق ابو محمد جوناگڑھی لکھا گیا ہے جو صحیح محمد جوناگڑھی ہے اور یہ بھی لکھا گیا ہے کہ مولانا انظر شاہ کے حاشیہ اور نظر ثانی کے ساتھ شائع کی گئی ہے۔

یہ اور نقصان دہ ہے مولانا انظر شاہ کا حاشیہ معمولی اور بے جان ہے اور نظر ثانی میں انہوں نے ترجمہ کی کوئی خیانت یا غلطی پر کوئی گرفت نہیں کی حالانکہ اس ترجمہ ابن کثیر میں بہت سی خیانتیں موجود ہیں حدیث کی سندیں کاٹ دی گئی ہیں جو حدیثیں مترجم کے نظریہ کے خلاف تھیں اور ان کے آخر میں ابن کثیر نے صحیح کہا تھا وہ صحیح کے الفاظ اڑا دیئے گئے ہیں اور ان کا ترجمہ نہیں کیا گیا اور خود مترجم نے اپنی طرف سے بعض عبارتیں گھبیڑ دی ہیں اور اپنا مسلک بیان کرکے دھوکہ دینے کی زبردست کوشش کی ہے اس لیے یہ چند حروف لکھ کر راقم الحروف اپنے حنفی بھائیوں کو خبردار کرنا چاہتا ہے اور ارادہ ہے کہ اس تفسیر کے اردو ترجمہ میں جو خیانتیں واقع ہیں ان کے لیے ایک الگ رسالہ شائع کیا جائے اللہ تعالیٰ توفیق عطاء فرمائے آمین!

قارئین کرام! یہ چند باتیں راقم الحروف نے صرف اس لیے ذکر کی ہیں کہ غیر مقلدین کے دجل وفریب سے سادہ لوح مسلمانوں کو بچایا جائے اور بتایا جائے کہ اوہام واغلاط کا واقع ہونا محدثین کرامؒ سے یا خود غیر مقلدین کے علماء سے بھی ظاہر ہوا ہے اگر یہ حضرات قابل اعتماد ہیں اور ان کی کتابیں بھی قابل اعتماد ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ صرف صاحب ہدایہ کو طعن وتشنیع کا نشانہ بنا کر ناقابل اعتبار ہونے کا تاثر دلایا جائے۔

نہ تنہا من دریں مے خانہ مستم
جنید وشبلی وعطار ہم مست

خواجہ صاحب کا ایک بہتان عظیم

خواجہ صاحب لکھتے ہیں حدیثیں نہ ہوئیں چھوارے اور منقے ہو گئے جن کی شراب بنا کر ان کے نزدیک پینا جائز ہے (ہدایہ صفحہ ۴۳۰/۲) ہدایہ عوام کی عدالت میں ص۸۔

الجواب

معلوم ایسا ہوتا ہے کہ خواجہ صاحب کے دل سے خدا کا خوف نکل چکا ہے ورنہ وہ اتنا بڑا بہتان لگانے کے لیے تیار نہ ہوتے عربی زبان میں خَمْرٌ کا لفظ آتا ہے جس کا معنی ہماری زبان میں شراب کیا جاتا ہے یہ بالاتفاق حرام ہے اور عربی زبان میں ایک لفظ شراب کا آتا ہے اس کا معنی ہماری زبان میں ہر اس چیز کو کہا جاتا ہے جو پینے کے قابل ہو۔ اور عربی زبان میں ایک لفظ نبیذ کا آتا ہے جس کا معنی ہماری زبان میں شیرہ کہا جاتا ہے جیسے شیرۂ انگور، شیرۂ کھجور وغیرہ ان کے متعلق حکم یہ ہے کہ جب واضح طور پر ان میں نشہ پیدا ہو جائے تو یہ خمر (شراب) کے حکم میں ہو جائے گا ورنہ نہیں کیونکہ نبیذ کا استعمال کرنا خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے فلہذا نبیذ کا معنی شراب کرکے دھوکہ دینا اور بہتان لگانا اسلامی تعلیمات کے سراسر منافی ہے۔

خواجہ صاحب کا ایک اور الزام

خواجہ صاحب لکھتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ فقہی کتابوں کے مصنفین اسی "حلال"

شراب کے نشہ میں یہ سب کچھ لکھ گئے ہیں شرمانے کی ضرورت نہیں انہوں نے قوت حاصل کرنے کے لیے یہ شوق فرمایا ہوگا۔ (ہدایہ ص۴۲۱ ج۲)

الجواب

خواجہ صاحب کو الزام لگانے اور چغل خوری کرنے کی بُری عادت پڑ چکی ہے ورنہ وہ اگر صحیح بخاری ص۸۳۸ ج۲ و ص۸۲۶ ج۲ میں حضرت عمرؓ ابو عبیدہؓ بن الجراح معاذؓ براء بن عازبؓ ابو جحیفہؓ ابو الدرداءؓ کا عمل و فرمان دیکھا ہوتا تو فقہ حنفی پر ہرگز الزام لگانے کی جرأت نہ کرتے۔

گھائل تیری نظر کا بنوع دگر ہر ایک
زخمی کچھ ایک بندۂ درگاہ نہیں ہے

خواجہ صاحب نے چونکہ اپنے اسی رسالہ کے ص۴۷ تا ص۴۹ میں اس مسئلہ کو بیان کیا ہے اس لیے اس مسئلہ کی مزید وضاحت وہاں کر دی جائے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

خواجہ صاحب کا ایک اور بہت بڑا بہتان

خواجہ صاحب لکھتے ہیں۔ انواع و اقسام کے جھوٹ۔ یاد رہے صرف بے سروپا حدیثیں ہی بیان نہیں کی گئیں۔ اقوال بھی بے سروپا ہیں۔ فقہ حنفی کی تمام کتابیں امام ابو حنیفہؒ کے سینکڑوں برس بعد لکھی گئیں۔ ان میں ہزاروں اقوال بانیٔ مذہب کی طرف منسوب ہیں مگر حرام ہے جو کسی ایک قول کی سند بھی ملتی ہو۔ (ہدایہ عوام کی عدالت میں ص۸)

الجواب

خواجہ صاحب شراب تعصب کے نشہ میں یہ باتیں لکھ رہے ہیں جن کا حقیقت

سے دور کا واسطہ بھی نہیں۔ فقہ حنفی کی کتابوں کی تصنیف امام اعظمؒ کے دور میں شروع ہو گئی تھی۔ امام محمدؒ جو امام اعظمؒ کے خصوصی شاگرد ہیں انہوں نے مختلف کتابوں میں فقہ حنفی کا ذکر کیا ہے اور اس کے مسائل کو با دلائل بیان کیا ہے مثلاً کتاب الاصل (جس کو المبسوط بھی کہا جاتا ہے) جو اب پانچ جلدوں میں شائع ہو چکی ہے الجامع الکبیر، الجامع الصغیر صاحب ہدایہ بھی ان کتابوں سے روایت لے کر شرح کرتا ہے اور یہ تینوں کتابیں امام محمدؒ کی ہیں جو براہ راست امام اعظمؒ کے شاگرد ہیں۔ البتہ الجامع الصغیر میں وہ بسند امام ابو یوسفؒ امام اعظمؒ سے روایت کرتے ہیں، اور اس طرح امام محمدؒ کتاب الحجۃ علی اہل المدینہ میں بھی فقہ حنفی یعنی امام اعظمؒ کے اقوال بیان کرتے ہیں یہ کتاب چار جلدوں میں شائع ہو گئی ہے۔ مؤطا محمد اور کتاب الآثار لمحمدؒ میں بھی فقہ حنفی کے مسائل موجود ہیں اس طرح السیر الکبیر اور السیر الصغیر میں بھی فقہ حنفی موجود ہے السیر الکبیر بھی راقم الحروف نے دیکھی ہے البتہ مطالعہ کا وقت نہیں مل سکا یہ چاروں کتابیں بھی امام محمدؒ کی ہیں۔ کتاب الآثار لابی یوسفؒ و کتاب الخراج لابی یوسفؒ میں بھی فقہ حنفی موجود ہے۔ یہ امام ابو یوسفؒ کی کتابیں ہیں جو براہ راست بلا واسطہ امام اعظمؒ کے شاگرد ہیں۔ کتاب الامالی لابی یوسفؒ و کتاب النوادر لمحمدؒ میں بھی فقہ حنفی موجود ہے یہ دونوں کتابیں بھی امام اعظمؒ کے خصوصی شاگردوں کی ہیں جس میں وہ امام اعظمؒ کے اقوال و مسائل نقل کرتے ہیں اس کے علاوہ بھی سند کے ساتھ امام اعظمؒ سے مسائل نقل کئے گئے ہیں لہٰذا فقہ حنفی کو بے سند کہنا بہتان عظیم ہے۔ اس طرح امام اعظمؒ کے سینکڑوں برس بعد فقہ حنفی کے لکھے جانے کا دعویٰ کرنا یہ بھی افتراء عظیم ہے ہماری اس تحریر کے بعد کوئی بھی عقل مند اور انصاف پسند آدمی فقہ حنفی کو بے سند نہیں کہہ سکتا۔ البتہ بعض اقوال کے بے سند ہونے سے فقہ حنفی پر اثر نہیں پڑ سکتا

جس طرح کہ بعض حدیثوں کے بے سند ہونے سے حدیث نبوی پر اثر نہیں پڑ سکتا۔ باقی رہا خواجہ صاحب کا یہ فرمان کہ فقہ کی کتابوں میں بے سروپا حدیثیں بیان کی گئی ہیں تو یہ بھی خواجہ صاحب کا دعویٰ صحیح نہیں اس لیے کہ فقہ کی بنیاد حدیث کی کتابیں ہیں اگر حدیث کی کتابوں میں ایسی روایتیں موجود ہیں تو یہ اعتراض دراصل حدیث کی کتابوں پر ہوگا جیسا کہ خواجہ صاحب کے بھائی غیر مقلدین منکرین حدیث کرتے رہتے ہیں فلھذا فقہ کو براہ راست نشانہ بنانا درست نہیں۔

مشکل بہت پڑے گی برابر کی چوٹ ہے
آئینہ دیکھئے گا ذرا دیکھ بھال کر

خواجہ صاحب

لکھتے ہیں جھوٹی بات کسی کی طرف بھی منسوب ہو گناہ ہے اور پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف یہ تو جہنم جانے کا سرٹیفکیٹ ہے (ہدایہ عوام کی عدالت میں ص۸)

الجواب

دوسروں پر فتویٰ بعد میں لگانا پہلے اپنی کتابوں کو دیکھ لو کہ ان میں کتنے جھوٹ و افتراءات ہیں پھر اپنے استاد محترم کی کتابوں پر بھی نظر ڈال لو اس میں کیا کچھ لکھا گیا ہے پھر اپنے دیگر اکابر کی کتابوں کو دیکھ کر چلے تو لو پھر بولو۔ خواجہ صاحب کی کچھ غلط بیانیوں کا ذکر مقدمہ میں کرتب کے عنوان کے تحت گذر چکا ہے اور کچھ کتاب میں خواجہ صاحب کی کارستانیوں کا ذکر ہو چکا ہے مزید خواجہ صاحب کی کارستانیاں ملاحظہ ہوں۔

کارستانی نمبر ۱

خواجہ صاحب مسئلہ سماع موتیٰ میں دو حوالے شرح عقائد سے پیش کرتے ہیں دیکھئے مسئلہ سماع موتیٰ مع تبلیغی رپورٹ فروری و مارچ ۱۹۸۴ء ص۲۰ و ص۲۱ حالانکہ

یہ دونوں حوالے شرح عقائد میں قطعاً موجود نہیں ہیں خواجہ صاحب جھوٹی نسبت کیوں کرتے ہیں۔

کارستانی نمبر ۲

خواجہ صاحب مسئلہ سماع موتیٰ ص۲۳ میں فتاویٰ غرائب سے امام اعظمؒ کا نظریہ عدم سماع موتیٰ نقل کرتے ہیں۔ لیکن کراچی کا عثمانی مذہب ص۶۰ تا ص۶۱ میں اس کے برعکس یوں تحریر فرماتے ہیں میں پوچھتا ہوں جس غرائب کا انہوں (ڈاکٹر عثمانی) نے حوالہ دیا ہے وہ کتاب خود انہوں نے یا ان کے پیروکاروں میں سے کسی نے آج تک دیکھی بھی ہے یا میری طرح صرف اس کا نام ہی سن رکھا ہے۔ اگر دیکھی ہے تو کیا اس کی سند پر غور کیا ہے صرف اس ایک فقرے کی بناء پر امام صاحبؒ کی مدح میں رطب اللسان ہونے سے پہلے ان کا اخلاقی فرض تھا کہ وہ مصنف غرائب سے لے کر امام صاحب تک اس قول کے پورے سلسلہ سند کو بیان کرتے بلکہ یہ بھی بتلاتے کہ اس کتاب کا مصنف کون اور کس مسلک سے وابستہ تھا الخ۔ خواجہ صاحب کے تلون مزاجی کی یہ بدترین مثال ہے جب ہمارے شیخ مکرم حضرت صفدر صاحب دامت برکاتہم کی تردید کر رہے تھے تو فتاویٰ غرائب کا یہ حوالہ خود پیش کیا لیکن جب عثمانی صاحب نے پیش کیا تو اب اس کی تردید کرتے ہوئے فتاویٰ غرائب اور اس کے مؤلف پر بارش کی طرح برس پڑے (ماشاء اللہ تعالیٰ)

کل تک تو آشنا تھے مگر آج غیر ہو
دو دن کا یہ مزاج ہے آگے کی خیر ہو

کارستانی نمبر ۳

خواجہ صاحب لکھتے ہیں: میت سے سماع ممکن نہیں (مسئلہ سماع موتیٰ ص۲۵) لیکن خواجہ صاحب کراچی کا عثمانی مذہب کے ص۹۳ میں لکھتے ہیں نیز فرمایا:

ان تدعوھم لا یسمعوا دعاءکم ولو سمعوا ما استجابوا لکم (فاطر۱۴)
اگر تم ان کو پکارو تو تمہاری پکار نہیں سنتے اور اگر سن لیں تو قبول نہیں کر سکتے۔ اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مردوں کا سن لینا محال نہیں دعا کا قبول کرنا محال ہے جب کہ خواجہ صاحب مسئلہ سماع موتیٰ ص۲۹ میں اس آیت کے تحت لکھتے ہیں بفرض محال کسی طرح ان تک ہماری آواز پہنچ جائے لیکن وہ کچھ نہ کر سکیں تو فائدہ۔ خواجہ صاحب اپنے تلون مزاجی کی وجہ سے گرگٹ کی طرح رنگ بدلتے رہتے ہیں۔

> دل فریبوں نے کہی جس سے نئی بات کہی
> ایک سے دن کہا دوسرے سے رات کہی

کارستانی نمبر۴

خواجہ صاحب لکھتے ہیں جہاں تک قبر میں فرشتوں کے آنے روح کو لوٹانے میت کو بٹھانے سوال وجواب کرنے قبر کو کشادہ یا تنگ کرنے یا عذاب وثواب کا تعلق ہے گزارش ہے کہ یہاں قبر سے مراد یہ مٹی کی قبر نہیں الخ (مسئلہ سماع موتیٰ ص۳۵) اگر ثواب وعذاب کا ادراک عین اس وجود کو ہونا ہو تو روح کا تعلق اس سے قائم کرنے کے لیے اس کو سلامت رکھنا چاہیے تھا (ص۳۶ ایضاً) خواجہ صاحب نے یہاں عذاب وثواب قبر کا کھلا کھلم انکار کیا ہے جو احادیث متواترہ سے ثابت ہے اور علماء اسلام نے اس کے انکار کو کفر قرار دیا ہے۔

تصویر کا دوسرا رُخ

خواجہ صاحب لکھتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم مشرکین کی قبروں کے پاس سے گزرے کہ آپ کا خچر بدکا (مسلم) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان قبروں کے بیچ میں تو ضرور

ضرور کچھ ہوتا ہے مگر عثمانی صاحب اسے معجزہ کہہ کر ٹال گئے (عذاب برزخ ص۱۰) میں نہیں سمجھ سکا خچر کا بدکنا حضورؐ کا معجزہ کیسے بن گیا (کراچی کا عثمانی مذہب ص۵۲) نیز لکھتے ہیں آپؐ دو قبروں کے پاس سے گزرے فرمایا انہیں عذاب ہو رہا ہے آپؐ نے ایک شاخ لی اسے دو ٹکڑے کیا اور ایک ایک ٹکڑا ان دونوں پر گاڑ دیا اور فرمایا ان کے خشک ہونے تک شاید ان کے عذاب میں تخفیف رہے (بخاری ص۱۸۲)

اس سے معلوم ہوا حضورؐ نے مٹی کی قبروں سے عذاب محسوس فرمایا اور تخفیف کے لیے مٹی کی قبروں پر ہی شاخیں گاڑیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک کاتب مرتد ہو کر مشرکین سے جا ملا آپؐ نے فرمایا اسے زمین قبول نہیں کرے گی چنانچہ حضرت ابوطلحہؓ فرماتے ہیں ہم نے اس کی لاش باہر پڑی دیکھی وجہ پوچھی تو بتلایا گیا کہ اسے بار بار دفن کیا گیا لیکن زمین نے اسے قبول نہیں کیا (صحیحین)

معلوم ہوا زمین کو جزا و سزا میں کچھ دخل ہے (کراچی کا عثمانی مذہب ص۵۷) نیز خواجہ صاحب لکھتے ہیں۔ ایک رات جبریلؑ آپؐ کے پاس پیغام لائے کہ اللہ پاک کا حکم ہے کہ اہل بقیع کے پاس جا کر ان کے لیے استغفار کرو (مسلم) میں پوچھتا ہوں قبرستان میں کچھ نہیں ہوتا تو وہاں جا کر دعا و استغفار کا کیا مطلب ہے (کراچی کا عثمانی مذہب ص۵۸)

کارستانی نمبر۵

خواجہ صاحب حضرت ابن عباس کی مرفوع حدیث کے متعلق لکھتے ہیں کہ انسان کسی شناسا کی قبر پر سلام کہے تو جواب دینے کے لیے اللہ تعالیٰ اس کی روح کو لوٹا دیتا ہے۔ اس میں بھی حمید بن زیاد ہے (مسئلہ سماع موتیٰ ص۲۸)

الجواب

اس حدیث کی سند میں حمید بن زیاد نہیں ہے یہ خواجہ صاحب کی غلط بیانی ہے

شاید وہ اس کو جھوٹ نہ سمجھیں۔

کارستانی نمبر ۶

خواجہ صاحب نے ملا علی قاری حنفیؒ کا فرمان عمدۃ القاری ص۸۵ ج ۸ سے نقل کیا ہے (مسئلہ سماع موتی ص۱۳) یاد رہے کہ عمدۃ القاری شرح بخاری علامہ عینیؒ المتوفی ۸۵۵ھ کی تصنیف ہے جب کہ اس زمانہ میں ملا علی قاریؒ پیدا بھی نہ ہوئے تھے کیونکہ ملا علی قاریؒ کی وفات ۱۰۱۴ھ میں ہوئی ہے تو ان کا فرمان پیدا ہونے سے پہلے کس طرح عمدۃ القاری میں درج ہو گیا۔ (لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم)

چہ خوش گفت سعدی در زرادی
کنی مانند طفلاں خاکبازی!

کارستانی نمبر ۷

خواجہ صاحب نے حدیث الانبیاء احیاءٌ فی قبورھم یصلّون کے متعلق لکھا ہے اس کی سند میں حسین بن قتیبہ خزاعی کو ذہبی نے ھالک اور دارقطنی نے متروک ابو حاتم نے ضعیف، اوزاعی نے واھی اور عقیلی نے کثیر الوھم کہا ہے۔
میزان الاعتدال ج ۱ ص۲۴۲ تصوف کی حقیقت اور مسئلہ سماع موتی مع تبلیغی رپورٹ فروری و مارچ ۱۹۸۳ء ص۲۹)

الجواب

خواجہ صاحب نے اپنے استاذ محترم کی طرح تلبیس کا مظاہرہ کیا ہے اور صحیح سند جس پر حدیث کا دارومدار ہے اس کا ذکر تک نہیں کیا پھر مجروح راوی کا نام حسن بن قتیبہ ہے مگر خواجہ صاحب نے حسین بن قتیبہ بنا دیا ہے۔

لطیفہ: خواجہ صاحب نے اس راوی پر امام اوزاعیؒ سے بھی جرح نقل کی ہے حالانکہ امام اوزاعیؒ اس راوی کے پیدا ہونے سے بھی پہلے فوت ہو

چکے تھے۔

یارب وہ نہ سمجھے ہیں نہ سمجھیں گے میری بات
دل اور دے ان کو جو نہ دے مجھ کو زباں اور

خواجہ صاحب کی کارستانیاں اور بھی بہت ہیں انشاء اللہ تعالیٰ کسی اور مجلس میں ذکر کر دی جائیں گی۔

محمدی قبرستان

خواجہ صاحب لکھتے ہیں: اللہ تعالیٰ معاف کرے شاید یہ قدرت کی ناراضگی ہی کا سبب تھا کہ صاحب ہدایہ کو سمرقند کے محمدی قبرستان (تربۃ المحمدیین) میں دفن ہونے کی اجازت نہ مل سکی (مقدمہ ہدایہ ج ۱/۲) (ہدایہ عوام کی عدالت میں ص۹)

الجواب

خواجہ صاحب خیانت کرنا اور دھوکہ دینا حرام ہے صاحب ہدایہ کو وہاں دفن ہونے کی اجازت اس وجہ سے نہ مل سکی کہ وہاں تقریباً چار صد افراد دفن تھے اور سب کا نام محمد تھا جس کا نام محمد نہ ہوتا تھا وہاں دفن نہ کرنے دیتے تھے اور صاحب ہدایہ کا نام محمد نہیں بلکہ علی ہے اس لئے اس قبرستان کے قریب صاحب ہدایہ کو دفن کیا گیا اور اس قبرستان کا نام محمدی قبرستان نہ تھا جیسا کہ خواجہ صاحب نے عنوان باندھ کر دھوکہ دیا ہے بلکہ اس قبرستان کا نام تربۃ المحمدیین تھا یعنی محمدوں کا قبرستان دیکھو کتنا فرق ہے۔

ببیں تفاوت راہ از کجا تا بکجا

اب صاحب ہدایہ کے متعلق جو الزامات خواجہ صاحب نے حدیثوں کے سلسلہ میں لگائے ہیں کہ ایسی حدیثیں کتب حدیث میں نہیں پائی جاتیں جو صاحب ہدایہ نے

نقل کی ہیں ان کا جواب نقل کیا جاتا ہے پورا جواب تو دوسرے حصہ میں آئے گا دوسرا حصہ اس جواب کے لیے وقف ہے البتہ اس حصہ اول کے آخر میں دس الزامات کا جواب دیا جاتا ہے تاکہ قارئین اندازہ لگا سکیں کہ خواجہ صاحب کے الزامات بے بنیاد ہیں۔

الزام نمبر (۱)

خواجہ صاحب لکھتے ہیں ص۳ ہدایہ اولین بسم اللہ ہی غلط۔ قولہ علیہ السلام لا وضوء لمن لم یسم (کتاب الطہارات) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے بسم اللہ نہیں پڑھی اس کا وضو نہیں۔ الفاظ یوں نہیں بلکہ یوں ہیں لا وضوء لمن لم یذکر اسم اللہ علیہ (ترمذی وغیرہ) جس نے وضو کرتے وقت بسم اللہ کا ذکر نہیں کیا اس کا وضو نہیں (ہدایہ عوام کی عدالت میں ص۱۱)

الجواب

چونکہ یہ حدیث سند کے لحاظ سے ضعیف ہے اس لیے وضو سے پہلے بسم اللہ کا پڑھنا ضروری نہیں البتہ مستحب ہے خواجہ صاحب کے استاذ محترم لکھتے ہیں وضو سے پہلے دل میں نیت اور بسم اللہ کا ذکر محدثانہ طریق پر صحت سے ثابت نہیں۔ (رحمانیہ مشکوٰۃ مترجم ص۱۳۹/۱) اب خواجہ صاحب کا یہ اعتراض کہ بسم اللہ ہی غلط۔ یعنی صاحب ہدایہ نے جو حدیث لا وضوء لمن لم یسم کے الفاظ سے نقل کی ہے ان الفاظ سے حدیث کی کسی کتاب میں یہ حدیث موجود نہیں۔ اس اعتراض کرنے میں خواجہ صاحب نے حافظ ابن حجرؒ کی اندھی تقلید کی ہے حافظ صاحب فرماتے ہیں لم اجدہ بهذا اللفظ (الدرایہ ص۱/۴) ان الفاظ کے ساتھ میں نے یہ حدیث نہیں پائی۔ ہدایہ کے متن کے نسخوں میں کچھ فرق ہے۔ ہدایہ مع فتح القدیر ص۱۹/۱ میں یوں ہے لا وضوء لمن لم یسم اللہ عینیؒ نے بھی یوں ہی نقل کیا ہے (عینی

نے بھی یوں ہی نقل کیا ہے (عینی شرح ہدایہ الجزء الاول ص۳) اور نصب الرایہ ج۱ ص۳ میں اس روایت کو ہدایہ سے یوں ذکر کیا گیا ہے لا وضوء لمن لم یسم اللہ تعالیٰ۔ علامہ عینی حنفیؒ لکھتے ہیں هذا الحدیث بهذا اللفظ لم یخرجه احد وانما اخرجه ابوداؤد وغیره لا وضوء لمن لم یذکر اسم اللہ علیه (عینی شرح هدایه المجلد الاول الجزء الاول ص۳) اس حدیث کی ان الفاظ کے ساتھ کسی محدث نے تخریج نہیں کی صرف ان الفاظ کے ساتھ لا وضوء لمن لم یذکر اسم اللہ علیه ابوداؤد وغیرہ میں مروی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فضل

صاحب ہدایہ حافظ الدنیا ہے ابن حجرؒ و علامہ عینیؒ وغیرہما اس کے مقابلہ میں علمی پوزیشن کمزور ہے ہدایہ چونکہ خلاصہ و اختصار ہے کفایۃ المنتہی کا جو کہ اسی جلدوں میں تھی اس لیے اس خلاصہ میں حدیثوں کا مخرج بیان نہیں ہوا۔ صاحب ہدایہ نے جن الفاظ سے یہ حدیث بیان فرمائی ہے انہی الفاظ کے ساتھ یہ مروی ہے چنانچہ خود حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں وما حدیث انس فرواه عبد الملك بن حبیب الاندلسی عن اسد بن موسیٰ عن حماد بن سلمة عن ثابت عن انس بلفظ لا ایمان لمن لم یؤمن بی ولا صلوة الا بوضوء ولا وضوء لمن لم یسم اللہ (تلخیص الحبیر ص۷۵/۱ج)

خط کشیدہ الفاظ کو اچھی طرح دیکھ لیں صاحب ہدایہ محدث اعظم ہے حافظ الدنیا ہے صاحب ہدایہ زندہ باد

ع — فکر ہر کس بقدر ہمت اوست

اور الفاظ کی تقدیم و تاخیر اور معمولی تغیر کے ساتھ یہ حدیث کنز الحقائق ص۱۱۹ ج۲

علی ہامش الجامع الصغیر للسیوطیؒ میں یوں ذکر کی گئی ہے ۔ من لم یمسہ اللہ علی وضوئہ فلا وضوء لہ (عز)

الزام نمبر ۲

خواجہ صاحب غلط نسبت کے عنوان کے تحت ہدایہ صـ۱۲ سے یوں نقل کرتے ہیں "والتفسیر ماثورٌ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا (منی مذی اور ودی میں فرق کی وضاحت حضرت عائشہؓ سے منقول ہے) حضرت عائشہؓ سے نہیں بلکہ عکرمہؒ سے منقول ہے (مصنف عبدالرزاق) ہدایہ عوام کی عدالت میں صـ۱۲)

الجواب

خواجہ صاحب اندھی تقلید میں ڈوبے پڑے ہیں علامہ زیلعیؒ فرماتے ہیں قلت غریبٌ ورواہ عبد الرزاق فی مصنفہ عن قتادۃ وعن عکرمۃ (نصب الرایہ صـ۹۳ج۱) میں زیلعی کہتا ہوں یہ حدیث غریب ہے (یعنی اس کی تفسیر حضرت عائشہؓ سے منقول نہیں) بلکہ یہ فرق قتادہ و عکرمہؒ سے مصنف عبدالرزاق میں ہے۔ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں لم اجدہ عنہا وانما اخرج عبد الرزاق عن قتادۃ وعن عکرمۃ (الدرایہ صـ۵۲ج۱) مجھے حضرت عائشہؓ سے یہ روایت نہیں ملی الخ علامہ عینیؒ بھی اسی طرح فرماتے ہیں (عینی صـ۸۲ج۱) لیکن صاحب ہدایہ کی پرواز بہت بلند ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فضل

حافظ ابن الہمامؒ لکھتے ہیں

قال ابن المنذر حدثنا محمد بن یحیی حدثنا ابو حذیفۃ حدثنا

کہ محدث ابن المنذرؒ نے کہا کہ ہمیں محمد بن یحیی نے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ ہمیں امام ابوحذیفہؒ نے

عکرمۃ عن عبد ربہ بن موسیٰ عن امہ انہا سألت عائشۃؓ عن المذی فقالت ان کل فحل یمذی وانہ المذی والودی والمنی فاما المذی فالرجل یلاعب امرأتہ فیظہر علی ذکرہ الشیٔ فیغسل ذکرہ وانثیہ ویتوضأ ولا یغتسل واما الودی فانہ یکون بعد البول یغسل ذکرہ وانثیہ ویتوضأ ولا یغتسل واما المنی فانہ الماء الاعظم الذی منہ الشہوۃ وفیہ الغسل۔

(فتح القدیر صـ۵۲ج۱ تا صـ۵۳)

بتایا وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں عکرمہؒ نے بتایا عبد ربہ بن موسیٰ سے وہ اپنی ماں سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے حضرت عائشہؓ سے سوال کیا مذی کے بارے میں تو حضرت عائشہ نے فرمایا کہ ہر نر جو مذی بہانے کے قابل ہو اس سے مذی ودی منی تینوں نکل سکتی ہیں مذی وہ ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ شہوۃ کے ساتھ کھیلے پس اس کے ذکر (آلۂ تناسل) کے سرے پر کوئی چیز ظاہر ہو پس وہ ذکر اور خصیتین کو دھوئے وضو کرے لیکن غسل نہ کرے ودی وہ ہے جو پیشاب کرنے کے بعد ہو آلۂ تناسل اور خصیتین کو دھو لیا جائے وضو کرے لیکن غسل نہ کرے منی وہ بڑا پانی ہے جو شہوۃ کے ساتھ ٹپک کر نکلے اور اس میں غسل لازم ہے۔

یہ روایت اختصار کے ساتھ مصنف ابن ابی شیبہ ص ج۱ ۹۱ میں یوں ہے:

حدثنا وکیع عن عکرمة بن عمار عن عبد ربہ بن موسیٰ عن امہ عن عائشةؓ قالت المنی منه الغسل والمذی والودی یتوضأ منهما

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں منی سے غسل لازم ہوتا ہے مذی اور ودی سے وضو کیا جائے۔

محدث اعظم حافظ الدنیا صاحب ہدایہ زندہ باد

الزام نمبر ۱۳

خواجہ صاحب ہدایہ ص۶۲ سے یوں نقل کرتے ہیں واقل الطهر خمسة عشر یوماً هکذا نقل عن ابراهیم النخعی (باب الحیض والاستحاضة) طہر کی مدت کم از کم پندرہ روز ہے۔ ابراہیم نخعیؒ سے یوں ہی نقل کیا گیا ہے۔ ابراہیم نخعیؒ سے یہ نقل نہیں کیا گیا ہے (ہدایہ عوام کی عدالت میں ص۱۲ تا ص۱۳)

الجواب

خواجہ صاحب اندھی تقلید میں غوطے کھا رہے ہیں۔ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں لم اجده (الدرایہ ص۴۵) یہ روایت مجھے نہیں ملی۔ علامہ زیلعیؒ فرماتے ہیں غریب جداً (نصب الرایہ ص۱۴۹) علامہ عینیؒ فرماتے ہیں لیس هذا موجوداً فی الکتب المتعلقة بنقل الاحادیث والاخبار (عینی المجلد الاول الجزء الاول ص۴۵) یہ روایت ان کتابوں میں نہیں جو احادیث اور اخبار کے متعلق ہیں۔ حافظ ابن الہمامؒ نے اس قول پر بحث نہیں کی ویسے ہی چھوڑ دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فضل

صاحب ہدایہ حافظ الدنیا ہے اس کی نگاہ بلند ہے اس کا مطالعہ بہت وسیع ہے۔ ابراہیم نخعیؒ کا یہ قول سنن دارمی ص۱۷۳ ج۱ باب ۸۵۹ میں موجود ہے۔ ملاحظہ ہو۔

اخبرنا المعلّیؒ بن اسد ثنا ابو عوانةؒ عن المغیرة عن ابراهیم قال اذا حاضت المرأة فی شهر او فی اربعین لیلة ثلث حیض فاذا شهد لها الشهود العدول من النساء انها رأت ما تحرم علیها الصلوة من طموث النساء الذی هو الطمث المعروف فقد خلا اجلها قال ابو محمد سمعت یزید بن هارون یقول استحب الطهر خمسة عشر۔

ابراہیم نخعیؒ فرماتے ہیں اگر عورت کو ایک ماہ یا چالیس دن میں تین حیض آجائیں اور عدل و انصاف والی عورتیں گواہی دے دیں اس حیض کی جس کی وجہ سے نماز پڑھنا عورتوں پر حرام ہو جاتا ہے تو بے شک عورت کی عدت مکمل ہو کر ختم ہو جائے گی امام دارمیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے یزید بن ہارون سے سنا وہ فرماتے تھے کہ ابراہیمؒ پندرہ دن طہر کے لیے پسند کرتے تھے۔

قارئین کرام! ابراہیمؒ سے ایک ماہ یا چالیس دن کا قول شک کے ساتھ نقل کیا گیا ہے اور یزید بن ہارونؒ کی تفسیر سے معلوم ہوتا ہے کہ چالیس دن والا قول صحیح ہے چنانچہ پندرہ دن طہر یوں بنے گا کہ ایک عورت کو تین دن حیض آیا پھر پندرہ دن طہر پھر تین دن حیض پھر پندرہ دن طہر پھر تین دن حیض

تو یہ کل اناالیس دن بنتے ہیں اس میں اگر عورت تین یوم حیض کی گواہی دے دیں تو عدت ختم ہو جائے گی اور یہ ممکن ہے اس لیے حضرت ابراہیمؒ سے پندرہ دن طہر کا منقول ہونا صحیح سند سے اور حدیث کی مشہور کتاب سے ثابت ہوا والحمد للہ علی ذالک ۔ محدث اعظم صاحب ہدایہ زندہ باد۔

الزام نمبر ۴

خواجہ صاحب ہدایہ ص ۴۱ سے عنوان "وقت نماز نہیں نماز" کے تحت نقل کرتے ہیں" قوله عليه السلام المستحاضة تتوضأ لوقت كل صلوة ۔ استحاضہ والی عورت ہر وقت نماز ۔ نماز کے لیے وضو کرے ۔ حدیث یوں نہیں بلکہ یوں ہے "تتوضأ لكل صلوة (ترمذی) اور وہ ہر نماز کے لیے وضو کرے (ہدایہ عوام کی عدالت میں ص ۱۳)

الجواب

خواجہ صاحب کی قسمت میں اندھی تقلید لکھی ہوئی ہے ۔ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں لم اجده هكذا (الدرایہ ص ۸۹) اس طرح میں نے حدیث کو نہیں پایا۔

اللہ تعالیٰ کا فضل

بعض روایتوں میں عند كل صلوة ہے (مشکوۃ ص ۵۶ والدرایہ ص ۸۹) جس کا معنی لوقت كل صلوة ہے کیونکہ عند ظرف کے لیے جو زمان کے لیے بھی آتا ہے بعض روایتوں میں تو صراحتہً لوقت كل صلوة موجود ہے (مغنی ابن قدامہ) اور شرح مختصر الطحاوی میں ہے روی ابو حنيفة عن هشام بن عروة عن ابيه عن عائشة ان النبی صلی الله عليه وسلم قال لفاطمة بنت ابی حبيش وتوضئ

لوقت كل صلوة ۔ امام محمدؒ نے کتاب الاصل میں بھی اس روایت کو "مفصلاً" نقل کیا ہے دیکھیے فتح القدیر ص ۱۵۹ علامہ عینیؒ اور حوالوں کے علاوہ ایک نیا حوالہ یوں نقل کیا ہے وروى ابو عبد الله بن بطة باسناده عن حمنة بنت جحش انه عليه الصلوة والسلام امرها ان تغسل لوقت كل صلوة (عینی ص ۴۶) کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حمنہ بنت جحش کو حکم فرمایا کہ ہر نماز کے وقت کے لیے غسل کیا کرے ۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں جب غسل کر لیا ہر وقت نماز کے لیے تو وضو خود بخود ہو گیا۔

محدث اعظم صاحب ہدایہ زندہ باد حافظ الدنیا صاحب ہدایہ زندہ باد

الزام نمبر ۵

خواجہ صاحب ہدایہ ص ۶۲ سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں" قوله عليه السلام المرأة عورة مستورة (شروط الصلوٰۃ) عورت کا تمام وجود قابل ستر ہے ۔ مستورة کا لفظ کسی حدیث میں نہیں (ہدایہ عوام کی عدالت میں ص ۱۴)

الجواب

خواجہ صاحب اندھی تقلید تجھے اندھے کنویں میں گرائے ہوئی ہے۔ حافظ ابن ہمامؒ فرماتے ہیں ولم نعرف فيه لفظ مستورة (فتح القدیر ص ۲۲۵/۱) مستورہ کا لفظ حدیث میں معلوم نہیں ہو سکا ابن حجرؒ فرماتے ہیں: لم اجده (الدرایہ ص ۱۲۳) مجھے نہیں مل سکا علامہ زیلعیؒ فرماتے ہیں: ولفظ مستورة لم اجده عند احد منهم والله اعلم (نصب الرایہ ص ۲۹۹) مستورہ کا لفظ محدثین کی کسی کتاب میں نہیں پایا میں نے واللہ اعلم علامہ عینیؒ فرماتے ہیں وليس لفظ مستورة عند احد منهم (عینی ص ۵۶۲/۱)

اور مستورۃ کا لفظ محدثین کی کتابوں میں نہیں جن سے یہ حدیث نقل کی جاتی ہے۔ لیکن صاحب ہدایہ محدث اعظم حافظ الدنیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فضل

علامہ عبدالروف مناوی فرماتے ہیں۔ المرأۃ عورۃ مستورۃ فاذا خرجت استشرفها الشیطان (قط) کنوز الحقائق ص۱۳۶ ج۲) یہ حدیث جس میں مستورۃ کا لفظ موجود ہے دار قطنی میں ہے۔ دار قطنی نے مختلف حدیث کی کتابیں لکھی ہیں۔ بہرحال صاحب ہدایہ حافظ الدنیا ہے اس کی نگاہ بہت بلند ہے۔

الزام نمبر ۶

خواجہ صاحب عنوان قائم کرتے ہیں اضافہ پھر ہدایہ ص۶۶ سے یوں نقل کرتے ہیں۔ ان اهل قباء لما سمعوا بتحول القبلة استداروا كهيأتهم في الصلوة واستحسنه النبي عليه السلام اہل قبا قبلہ کی تبدیلی کا سن کر نماز ہی میں گھوم گئے اور حضورؐ نے ان کے اس عمل کو پسند فرمایا استحسان کے الفاظ صاحب ہدایہ کا اضافہ ہے (ہدایہ عوام کی عدالت میں ص۱۵)

الجواب

اس میں بھی خواجہ صاحب اندھی تقلید کرنے کی وجہ سے شرمندہ ہوں گے حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں۔ لم اجد فيه الاستحسان (الدرایہ ص۱۲۵) مجھے اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پسند کرنے کے الفاظ نہیں ملے۔ نہایت افسوس کی بات ہے کہ حافظ صاحبؒ نے خواہ مخواہ اعتراض کر دیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی واقعہ کو دیکھ لینا یا سن کر خاموش ہو جانا بھی تو استحسان اور رضامندی ہے الفاظوں کے اندر استحسان کا ہونا ضروری

نہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فضل

صراحتاً استحسان بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے ثابت ہے مولانا شمس الحق صاحب عظیم آبادی غیر مقلد فرماتے ہیں:

ولم ينكر عليهم النبي صلى الله عليه وسلم بل روى الطبراني في آخر حديث تويلة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال فيهم اولئك رجال آمنوا بالغيب التعليق المغني ص۲۴۳ ج۱ تا ۲۴۴	اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس واقعہ کی وجہ سے اہل قباء پر اعتراض نہیں کیا بلکہ طبرانی نے تویلہؓ کی حدیث کے آخر میں روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کے حق میں فرمایا کہ یہ ایسے مرد ہیں جو غیب پر ایمان لائے۔

محدث اعظم حافظ الدنیا صاحب ہدایہ زندہ باد

الزام نمبر ۷

خواجہ صاحب عنوان قائم کرتے ہیں ابن مسعودؓ پیغمبر نہیں تھے۔ پھر ص۹۴ ہدایہ سے یوں عبارت نقل کرتے ہیں۔ قوله عليه السلام اخروهن من حيث اخرهن الله۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا عورتوں کو پیچھے ہٹاؤ جیسے اللہ تعالیٰ نے انہیں پیچھے ہٹایا۔ ہدایہ کے حاشیہ میں اسے ابن مسعودؓ کا قول بیان کیا گیا ہے (مصنف عبدالرزاق) (ہدایہ عوام کی عدالت میں ص۲۱)

الجواب

خواجہ صاحب نے یہاں بھی اندھی تقلید کا مظاہرہ کیا ہے۔ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں لم اجدہ مرفوعًا (الدرایہ ص ۱۷۶) مجھے مرفوعًا (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی صورت میں) نہیں ملا علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ یہ مرفوع نہیں حضرت ابن مسعودؓ پر موقوف ہے یعنی ابن مسعودؓ کا قول ہے (عینی ص ۲۳۷ ج ۱) علامہ زیلعیؒ بھی اس کو بہت تلاش کرتے رہے مگر مرفوعًا ان کو بھی نہیں مل سکی البتہ مسند رزین کا حوالہ انہوں نے سروجیؒ سے نقل کیا ہے کہ اس میں مرفوعًا ہے لیکن وہ خود نہیں دیکھ سکے دیکھئے (نصب الرایہ ص ۳۶ ج ۲) حافظ ابن حجرؒ بھی فرماتے ہیں وزعم السروجی عن بعض مشائخہ انہ فی مسند رزین (الدرایہ ص ۱۷۶) سروجیؒ کا گمان ہے کہ اس نے بعض اپنے مشائخ سے سُنا ہے وہ فرماتے تھے کہ یہ مسند رزین میں مرفوعًا ہے مصنف عبدالرزاق ص ۱۴۹ ج ۳ تفسیر درمنثور ص ۲۵۸ ج ۱ میں یہ روایت موقوف ہے ابن مسعودؓ پر طبرانی میں بھی موقوف ہے۔ لیکن صاحب ہدایہ محدث اعلم ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فضل ہے

کہ یہ روایت مرفوعًا بھی موجود ہے علامہ عبدالرؤف مناویؒ لکھتے ہیں: اخروھن من حیث اخرھن اللہ (رزین) کنوز الحقائقؒ ص ۱۱ کہ یہ حدیث مسند رزین میں مروی ہے اس سے بھی زیادہ وضاحت کے ساتھ اس حدیث کی اسنادمعی مشکوۃ شریف میں موجود ہے حضرت حذیفہؓ سے مرفوعًا روایت ہے۔ وسمعتہ یقول اخروا النساء حیث اخرھن اللہ رواہ رزین (مشکوۃ ص ۱۱۲)

محدث اعظم صاحب ہدایہ حافظ الدنیا صاحب ہدایہ زندہ باد

الزام نمبر ۸

خواجہ صاحب خلط مبحث کے عنوان کے تحت ہدایہ ص ۱۱۴ سے نقل کرتے ہیں ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم شغل عن اربع صلوات یوم الخندق فقضاھن مرتبا ثم قال صلوا کما رأیتمونی اصلی (قضاء الفوایت) خندق کے روز نبی علیہ السلام کی چار نمازیں رہ گئیں تو آپ نے انہیں ترتیب سے پڑھا پھر فرمایا میری طرح نماز پڑھا کرو۔ گو ان الفاظ میں نہیں تاہم حدیث کا مفہوم بروایت ابن مسعودؓ ترمذی اور نسائی میں موجود ہے لیکن اس موقع پر حضورؐ نے خط کشیدہ الفاظ ارشاد نہیں فرمائے یہ ایک الگ مستقل حدیث ہے جو مالک بن حویرث سے بخاری میں مروی ہے خلط مبحث سے اپنے موقف (ترتیب) کا اثبات مقصود ہے (ہدایہ عوام کی عدالت میں ص ۲۶)

الجواب

خواجہ صاحب نے جو تحریر فرمایا ہے یہ الدرایہ ص ۲۰۷ میں حافظ صاحبؒ کا تحریر شدہ موجود ہے ساتھ ہی حافظ ابن حجرؒ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اگر مصنف یعنی صاحب ہدایہ ثم قال کے بجائے وقال کہتا تو بہتر ہوتا۔ مگر یہ جرح تعصب پر مبنی ہے جس کی کچھ بھی حقیقت نہیں ہے کیونکہ جب صحابیؓ کا درمیان میں ذکر نہیں اور براہ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نقل کیا جا رہا ہے تو اس میں کئی فرمان اکٹھے نقل کر دیے جائیں تو کوئی خلط مبحث نہیں چنانچہ امام رافعی شافعیؒ کے متعلق ابن حجرؒ لکھتے ہیں واحتج الرافعی فی الاملی بحدیث عائشۃ الصحیح وکان یختم الصلوۃ

بالتسلیم مع قوله صلوا کما رأیتمونی اصلی (تلخیص الحبیر ص٢٦٩ ج١) یہاں
تو درمیان میں حضرت ام المومنین حضرت عائشہؓ کا واسطہ بھی ہے اور صاحب ہدایہ
نے تو کمال کر دکھایا ہے ثم قال سے دوسری حدیث کو روایت کر کے اشارہ کر دیا ہے
کہ یہ حدیث بعد کی ہے کیونکہ ثم تراخی کے لیے آتا ہے وقال سے یہ فائدہ حاصل
نہ ہوتا جیسا کہ ابن حجرؒ نے مشورہ دیا ہے

الزام نمبر ۹

خواجہ صاحب عنوان قائم کرتے ہیں۔ پڑھیے رو کا کس نے ہے پھر ہدایہ ص١٣١
سے یہ عبارت نقل کی ہے ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی العید والشمس
علی قید رمح او رمحین۔ نبی علیہ السلام عید کی نماز پڑھتے تھے جب سورج
ایک نیزے یا دو نیزے کی بلندی پر ہوتا تھا۔ یہ کوئی حدیث نہیں ہے (ہدایہ
عوام کی عدالت میں ص٣٢)

الجواب

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں لم اجدہ (الدرایہ ص٢١٩ ج١) یہ حدیث مجھے نہیں
ملی علامہ زیلعیؒ و علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ غریب ہے (نصب الرایہ ص٢١١ ج٢ عینی ص١٠٢٥
الجزء الثانی) حافظ ابن ہمامؒ نے اس روایت کی نشاندہی نہیں کی البتہ اس کے ہم معنی
روایت بیان کی ہے لیکن صاحب ہدایہ محدث اعظم اور حافظ الدنیا ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فضل

کہ یہ حدیث ان الفاظ میں مروی ہے خود حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں: فی
کتاب الاضاحی للحسن بن احمد ابن البنا من طریق وکیع عن المعلی
بن هلال عن الاسود بن قیس عن جندب قال کان النبی صلی اللہ
علیہ وسلم یصلی بنا یوم الفطر والشمس علی قید رمحین والاضحی

علی قید رمح (تلخیص ص٨٣ ج٢) محدث اعظم حافظ الدنیا صاحب ہدایہ زندہ باد۔
خواجہ صاحب نے جس ابن حجرؒ کو آسرا سمجھا ہوا تھا اسی نے خواجہ صاحب کو شرمندہ
کر دیا ہے۔

ع جن پتوں پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے

الزام نمبر ١٠

خواجہ صاحب عنوان قائم کرتے ہیں "سچ اور جھوٹ" پھر ہدایہ ص١٩٦ سے
یوں عبارت نقل کرتے ہیں واتموا الحج والعمرة للہ واتمامهما
ان یحرم بهما من دویرة اهله كذا قاله علی وابن مسعود
(کتاب الحج المواقیت) فرمان باری تعالیٰ ہے حج اور عمرہ کو پورا کرو اللہ کے
لیے اور اس کا پورا کرنا یہ ہے کہ ان کے لیے اپنے گھر سے ہی احرام باندھ لیا جائے۔
حضرت علیؓ اور حضرت ابن مسعودؓ نے یہی فرمایا ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ کا نام بیچ میں
خواہ مخواہ ہی ہے (ہدایہ عوام کی عدالت میں ص٢٥)

الجواب

ابن حجرؒ فرماتے ہیں فلم اجدہ پس مجھے نہیں ملی ابن ہمامؒ فرماتے ہیں۔
وذکرہ المصنف وغیرہ واللہ اعلم به (فتح القدیر ص٣٣٥ ج٢) صاحب
ہدایہ وغیرہ نے ابن مسعودؓ سے ایسے ہی ذکر کیا ہے۔ واللہ اعلم بہ۔ علامہ زیلعیؒ
و علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ غریب ہے (نصب الرایہ عینی ص١٢٠٥ الجزء الثانی) لیکن صاحب
ہدایہ بہت بڑے وسیع المطالعہ محدث ہیں اس کا ثبوت ضرور ان کے پاس موجود
ہوگا اگرچہ ان حضرات کو معلوم نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ کا فضل

سید مفتی مہدی حسن صاحب رحمۃ اللہ بلفظہ حاشیہ کتاب الحجۃ علی اہل المدینہ

ص۱۳ جلد ۲ میں محلّٰی ابن حزم ص۷۵ ج۲ کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں و من طریق الحمانی عن هشیم عن بعض اصحابه عن ابراهیم عن ابن مسعود من تمام الحج ان یحرم من دویرة اهله ۔ صاحب ہدایہ زندہ باد

؎ تیری منزل تک پہنچنا کوئی آسان نہ تھا
سرحد عشق سے گزرے تو یہاں تک پہنچے

بطور نمونہ کے ان چند احادیث واقوال کا ثبوت پیش کیا گیا ہے انشاء اللہ تعالیٰ دوسرے حصہ میں مکمل بالترتیب باقی اعتراضات کا جواب دیا جائے گا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقه محمد و علی آله واصحابه اجمعین

۲۵ شعبان ۱۴۰۹ھ ۳ اپریل ۱۹۸۹ء

اعلان

قارئین کرام:۔۔ایک اہم گذارش یہ ہے کہ اس دور کے عظیم فتنہ غیر مقلدیت (جس کا اہم مشن یہ ہے کہ کم پڑھے لکھے یا بے پڑھے لکھے سادہ لوح لوگوں کو اکابر واسلاف سے بدظن کرنا اور صحابہ کرام کی جماعت اور احادیث مبارکہ پر سے اعتماد کو ختم کرنا ہے) سے عامۃ المسلمین کو روشناس اور باخبر کرنے کیلئے دوماہی مجلہ "ندائے اہل السنۃ والجماعۃ" کے خود ممبر بن کر، دوسروں کو اس کی ترغیب دیکر، دوست واحباب کے درمیان اس کا تعارف کرواکر، مفید مشوروں سے، قلت اسباب کی بنا پر مالی اعانت سے، کسی کو غیر مقلدیت کے دلدل سے بچا کر "امام اعظم اکیڈمی" سے تعلقات قائم کرکے مخصوص دعاؤں سے اس رسالہ کی نشر واشاعت میں حصہ دار بنیں۔

ناشر امام اعظم اکیڈمی (الہند) 09689157805

فتنہ فرق باطلہ کو سمجھنے اور سمجھانے کیلئے مکتبہ شیخ الاسلام و مکتبہ صفدریہ کی اہم مطبوعات

جی ہاں! فقہ حنفی قرآن وحدیث کا نچوڑ ہے	متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ
فرقہ بریلویت پاک وہند کا تحقیقی جائزہ (اضافہ شدہ ایڈیشن)	متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ
صراط مستقیم کورس (برائے مرد)	متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ
صراط مستقیم (برائے خواتین)	متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ
فرقہ جماعت المسلمین کا تحقیقی جائزہ	متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ
نماز اہل السنۃ والجماعۃ	متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ
نماز اہل السنۃ والجماعۃ "ہندی"	متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ
تراویح کا مسئلہ۔۔۔اصول مناظرہ	متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ
عقائد اہل السنۃ والجماعۃ	متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ
فضائل اعمال اور اعتراضات کا علمی جائزہ	متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ
رسائل گھمن (چار رسائل کا مجموعہ) "ہندی"	متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ
کیا ائمہ عرب غیر مقلد ہیں؟	حضرت مولانا مفتی نسیم احمد صاحب حفظہ اللہ
الزہر الجمیل لمن تم العید (چالیس سنتوں کی چالیس حدیث)	حضرت مولانا مفتی نسیم احمد صاحب حفظہ اللہ
غیر مقلدین کی غیر مستند نماز	مناظر اسلام حضرت مولانا امین صفدر رحمۃ اللہ علیہ
سوال گندم جواب چنا	مولانا نور محمد تونسوی صاحب حفظہ اللہ
ہو الکذاب	مولانا نور محمد تونسوی صاحب حفظہ اللہ
تبلیغی جماعت اور مشائخ عرب	مولانا نور محمد تونسوی صاحب حفظہ اللہ
ڈاکٹر ذاکر نائیک خیالات ونظریات	حضرت مولانا عبید اللہ اسعدی صاحب حفظہ اللہ
غیر مقلد مناظر کا غیر مقلدیت سے توبہ	جمیل عبد اللہ ہاشمی حفظہ اللہ
رسائل رد غیر	چند علمائے کرام کے رسالوں کا مجموعہ
سلفی کون حنفی یا غیر مقلد	حضرت مولانا عبد الجبار صاحب حفظہ اللہ
غیر مقلدین کا اصلی چہرہ	مفتی محمد ممتاز صاحب حفظہ اللہ
غیر مقلدین کے قرآن وحدیث کے خلاف ۵۰ مسائل	حضرت مولانا مہدی حسن رحمۃ اللہ علیہ

مکتبہ صفدریہ دیوبند
MAKTABA SAFDARIYA DEOBAND
Mob:8881030588 / 09808452070

فتنہ فرق باطلہ کو سمجھنے اور سمجھانے کیلئے مکتبہ شیخ الاسلام و مکتبہ صفدریہ کی اہم مطبوعات

جی ہاں! فقہ حنفی قرآن وحدیث کا نچوڑ ہے	متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ
المہند اور اعتراضات کا علمی جائزہ	متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ
فرقہ اہل حدیث پاک وہند کا تحقیقی جائزہ	متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ
فرقہ جماعت المسلمین کا تحقیقی جائزہ	متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ
فرقہ بریلویت پاک وہند کا تحقیقی جائزہ (اضافہ شدہ ایڈیشن)	متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ
صراط مستقیم کورس (برائے مرد)	متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ
صراط مستقیم (برائے خواتین)	متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ
نماز اہل السنۃ والجماعۃ	متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ
نماز اہل السنۃ والجماعۃ "ہندی"	متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ
تراویح کا مسئلہ متنازع نہ بنایا جائے۔۔۔ اصول مناظرہ	متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ
عقائد اہل السنۃ والجماعۃ	متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ
فضائل اعمال اور اعتراضات کا علمی جائزہ	متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ
رسائل گھمن (چار رسائل کا مجموعہ) "ہندی"	متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ
تراویح کا مسئلہ متنازع نہ بنایا جائے	متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ
فرقہ اہل حدیث کا مقصد احیاء سنت یا افتراق امت	متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ
علمائے اہل حدیث کی تحریفات تضادات اور کذب بیانیاں	متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ
فضائل ومسائل قربانی	متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ
حسام الحرمین کا تحقیقی جائزہ	متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ
کنز الایمان کا تحقیقی جائزہ	متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ
خطبات گھمن (اول، دوم، سوم)	متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ
۲۰ رکعت تراویح سنت مؤکدہ ہے	متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ